

اِفَادَاتِ

شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ

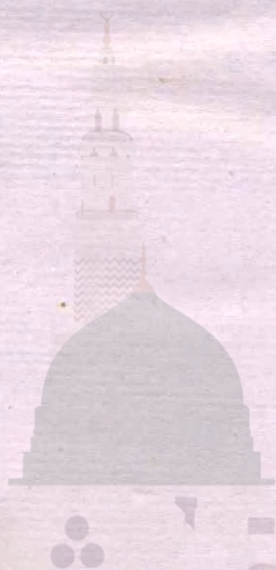
فارسی
[حضرت شیخ مجاہد اللہ آبادی]

اردو
[شاہ غلام مصطفیٰ مہر وندھوی]
[شاہ محمد باقر الہ آبادی]





www.maktabah.org



www.maktabah.org



www.maktabah.org

افادات شیخ محمد الدین ابن عربی رحمہ اللہ

فارسی
[حضرت شیخ محمد بن عبد اللہ آبادی]

اردو
[شاہ غلام مصطفیٰ مہر وندوی
شاہ محمد باقر الہ آبادی]

○
ناشر

نذیر سنز پبلشرز
[۴۰۔ اے آرڈو بازار ○ لاہور]

تذکرہ

ذکر ابن ابی الدیال

1998

نذیر حسین نے
زاہد بشیر برنٹر لاہور سے چھپوا کر
نذیر سنز پبلشرز لاہور
سے شائع کی

قیمت = 150 روپے

تقدیم

راجا رشید محمود ایڈیٹر ماہنامہ ”نعت“ لاہور

شیخ الاکبر حضرت محی الدین محمد بن علی العزنی بن محمد الطائی الحامی الاندلسی الدمشقی رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۷ رمضان المبارک ۵۶۰ ہجری کو اندلس (سپین) کے شہر مرسیہ میں پیدا ہوئے۔ آپ حاتم طائی کی اولاد میں سے تھے۔ آپ نے ۲۲ ربیع الآخر ۶۳۸ ہجری کو جمعہ کے دن دمشق میں وفات پائی۔ آپ کا مزار محلہ صالحیہ میں قاسون پہاڑ کے قریب ہے۔ پندرہ واسطوں سے آپ کا سلسلہ سید ہر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملتا ہے۔

شیخ محی الدین ابن عربی، شیخ ابوالسعود ابن الشلی، غوث الاعظم محی الدین جیلانی، شیخ ابوسعید مبارک بن علی الخرومی، شیخ علی بن احمد، شیخ محمد بن عبد اللہ طرطوسی، شیخ عبد الواحد بن عبد العزیز، شیخ عبد العزیز بن حارث تمیمی، شیخ محمد بن خلف الشلی، سیدنا جنید بغدادی، سیدنا ہریری سقطی، سیدنا معروف کرخی، سیدنا داؤد طائی، سیدنا حبیب عجمی، سیدنا حسن بصری، حضرت علی المرتضیٰ سید المرسلین حضور حبیب کربا علیہ التحیۃ والثناء، شیخ اکبر علیہ الرحمہ آٹھ برس کی عمر میں حدیث و فقہ کی تعلیم کی خاطر انبیلیہ گئے تیس سال کی عمر میں آپ سیر و بیاحت کرتے ہوئے مصر، شام، حجاز، بغداد، موصل اور ایشیائے کوچک پہنچے۔ شہر قونیہ میں ایک عرصہ قیام کے بعد دوبارہ شام واپس آ گئے اور

زندگی کے آخری ایام وہیں گزار کر دمشق میں واصل بحق ہوئے۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نے ریاضت اور مجاہدوں میں انہماک کے ساتھ بہت سی تصانیف یادگار چھوڑی ہیں۔ امام شعرانی نے الیسا قیت والحواس میں ان کی تصانیف کی تعداد چار سو اور مولانا نور الدین عبد الرحمن جامیؒ نے ”نفحات الانس“ میں پانچ سو سے زائد لکھی ہے جن میں فتوحات مکیہ، فصوص الحکم، تفسیر صغیر، تفسیر کبیر، مواقع النجوم، مراتب الوجود، القول النقیس، کتاب الجلالہ، نقش النصوص، تاج الرسائل مجموعہ رسائل ابن العربی اور کتاب النقباء بہت مشہور ہیں۔

ان کتابوں میں فصوص الحکم خاص اہمیت کی حامل ہے جس میں مسئلہ وحدت الوجود کو نہایت وضاحت سے مکمل صورت میں پیش کیا گیا ہے۔

یہ کتاب بہت مقبول ہوئی۔ شیخ اکبرؒ نے مقدمے میں لکھا ہے کہ محرم ۶۲۷ھ میں حضور سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ نے خود یہ کتاب انہیں عنایت فرمائی اور اس کو لوگوں کے نفع کی خاطر عام کرنے کا حکم دیا۔

مختلف زبانوں میں فصوص الحکم کی بہت سی شرحیں لکھی گئیں۔ شارحین میں درج ذیل علماء کے نام مشہور ہیں۔ کمال الدین انصاری۔ شیخ صدر الدین قنوی۔ شیخ موتیہ الدین جندی۔ سید علی بن شہاب ہمدانی۔ شیخ داؤد قیسری۔ کمال الدین عبد الرزاق کاشی۔ داؤد بن محمود الرومی۔ شیخ بایزید خلیفہ رومی۔ سید شرف الدین دہلوی۔ شیخ شمس الدین دہلوی۔ شیخ بالی آفندی، نور الدین عبد الرزاق جامی، مولانا جامی نے ”نقش النصوص“ کی شرح بھی کی ہے، شیخ مظفر الدین علی شیرازی۔ سید محمد بن یوسف حبینی۔ شیخ علاؤ الدین علی ہمامی۔ سید اشرف کچھوچھوی۔ شیخ عبد الباقی سٹاری گجراتی۔ شیخ محمد بن صالح۔ سید نعمت اللہ شاہ ولی۔ شیخ صابر الدین برکت۔ شیخ عبد الکریم سلطانپوری۔ مولانا یحییٰ بن علی۔ شیخ غلام مصطفیٰ نقاشیسی، مولانا احمد حسین کانپوری، شیخ نور الدین گجراتی

شیخ عبدالباقی نقشبندی - شیخ علی اصغر صدیقی - سید مبارک علی - شیخ جمال الدین گجراتی -
 شیخ محمد فضل الہ آبادی - شیخ محمد حسن امروہوی، شیخ طاہر بن یحییٰ - مولانا اشرف علی تھانوی
 اور شیخ محب اللہ آبادی۔

فصوص الحکم ۲۷۔ اجزا پر مشتمل ہے۔ قرآن مجید میں انبیاء و کرام کے حالات و
 واقعات کے ضمن میں جو کچھ بیان ہوا ہے، شیخ اکبرؒ نے اس کتاب میں ان سے
 مسائل توحید و تصوف کو حل کیا ہے۔ کتاب میں کئی مقامات ایسے ہیں کہ عامی انہیں
 سمجھنے میں پختہ کھا سکتا ہے چنانچہ اس کتاب کے ادق مقامات کی شرح کی ضرورت و
 اہمیت کے پیش نظر بہت سے صاحبان علم نے اس پر قلم اٹھایا۔ شیخ محب اللہ آبادی
 (م ۱۰۵۸ھ) نے بھی فصوص الحکم کے اہم لیکن ادق مقامات کی فارسی میں تشریح کی ہے
 جسے شاہ غلام مصطفیٰ اور شاہ محمد باقر نے اردو کے قالب میں ڈھالا ہے۔

”افادات ابن عربی“ تصوف کے راز نامے سرسبہ جاننے کے خواہش مندوں
 کے لیے ایک تحفہ گر انہما ہے۔ نذیر سنز پبلشرز نے پہلے فصوص الحکم کا ایک اچھا اردو
 ترجمہ (از محمد عبدالعزیز صدیقی) شائع کیا، پھر اس کے حل کے لیے مولانا اشرف علی تھانوی
 کی ”فصوص الحکم“ چھاپی اور اب ”افادات ابن عربی“ کا اصل فارسی متن اور اس کا
 اردو ترجمہ شائع کر رہے ہیں۔ یقین ہے کہ ناشر تصوف کے طالب علموں، مسئلہ
 وحدت الوجود کو سمجھنے سمجھانے کے تمنا یوں اور تعلیمات ابن عربی سے دلچسپی رکھنے
 والوں کی دعاؤں کے مستوجب ہوں گے۔

راجا رشید محمود

اعظم منزل - نیو ٹالمار کالونی - ملتان روڈ

یکم ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ
 لاہور ۲۵



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 الحمد للہ الاولی والصلوٰۃ علی النبی الامی
 وآلہ التقی وصاحبہ النقیق بسم اللہ
 الرحمن الرحیم لکھہ بامتعلق بمحذوف است
 و ہوا الف و اکتب ہذا الکتاب یعنی بنام
 ذات پاک واجب الوجود کہ در ہستی خود
 پچیزے محتاج نیست ان اللہ غنی
 عن العالمین و ہر موجود عینی و ظلی
 بوجہ محتاج است بہت ای وجود
 تو اصل ہر موجود + ہستی دہودہ و خواہی بوجہ
 چہ نقش عین ثابتہ ہر شئی بروح ثبوت
 از ظاہر فیض اقدس او بستہ و مرغینہ
 اعیان جمیع اشیا را بروز ہستی بیک
 جنبش فیض مقدس او گشتہ چہ بی
 جنبش آب مرحباب را وجود
 متصور نیست یعنی ذات مقدس
 او ہر شے محیط باشد الا انہ
 بکل شئی محیط ہ
 شروع کرتا ہوں نام سے اللہ کے جو رحمن اور رحیم ہے
 جمیع حمد اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہے جو ولی
 ہے اور درود نبی الامی اور اُن کے آل پر جو کہ
 صاحب تقی و نقی میں نازل فرمایا حرف یا محذوف
 ہے اور یہ کہ تالیف کرتا ہوں اور لکھتا ہوں اس
 کو یعنی شروع کرتا ہوں میں اُس ذات پاک
 واجب الوجود کے نام سے کہ جو اپنے ہستی میں
 کسی چیز کا محتاج نہیں ہے ان اللہ غنی عن العالمین
 اور ہر موجود عینی و ظلی اُس کے محتاج ہیں
 اے کہ وجود تیرا ہر موجود کی اصل وجہ ہے تو ہی
 موجود ہے اور تو ہی پہلے بھی تھا اور تو ہی رہیگا
 ہر شئی کے عین ثابتہ کا نقش اُس کے ثبوت کے تحتی پر
 فیض اقدس کے قلم سے لکھا گیا ہے اور تمامی اشیا
 کے اعیان کا خزانہ اُس کے فیض مقدس کے حرکت
 و جنبش سے ظاہر ہوا ہے اسلئے کہ جب تک پانی
 میں حرکت و جنبش نہ ہوگی حباب ظاہر و پیرا
 نہیں ہو سکتا یعنی اُس کی ذات مقدس ہر شے کا
 احاطہ کئے ہوئے ہے تحقیق اللہ تعالیٰ ہر شے کا محیط ہے

۱۔ تحقیق اللہ دونوں جہان سے غنی ہے

نہ احاطہ بحر مہیتان راوندہ جس طرح پانی پھیلی کا یا چار دیواری بارغ کا احاطہ کئے ہوئے ہے
جس طرح حیطان مرہستان راہ اللہ تعالیٰ کا احاطہ اس طرح نہیں ہے اگر اللہ تعالیٰ کا احاطہ اس طرح
وگر نہ قدم منویت در بیان آید ہوتا تو دوئی کا قدم در میان میں آجاتا۔

وآشنیت روی نماید چہ سور اور دوئی پائی جاتی اسلئے کہ شہر پناہ اور قیام گاہ اور اُس میں
دیگر است و مقدر دیگر و اہل درد ٹھہرنے والے علیہ علیہ چیزیں میں اللہ تعالیٰ اشیا کا محیط اس طرح
دیگر بلکہ چوں احاطہ زید بوجہ سے ہے کہ جس طرح زید اپنے چہرہ و ہاتھ و پاؤں اور اپنے تہائی اعضاء
زید و رمل و سائر اعضاء و قوای کا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کا سمع ہو جاتا ہے
او باشد کان اللہ سمع الذی جس سے وہ مستفاد ہے اور اللہ تعالیٰ اُس کی آنکھ ہے جس سے وہ دیکھتا ہے
سمع بہ و بصرہ الذی یبصر بہ اور اللہ تعالیٰ اُس کا ہاتھ ہو جاتا ہے جس سے وہ پکڑتا ہے یا یوں
ویدہ الذی یبسط بہا بلکہ چوں کہے کہ جس طرح زید اپنے سمع و بصر و ہاتھ اور تمامی
احاطہ زید حرم سمع و بصر و یاست اعضاء کا محیط ہے۔

وہو السمع البصیر زانک بان اللہ و ہو السمع البصیر۔ ذالک بان اللہ ہوا الحق۔
ہو الحق وان تدعون من دونہ وان تدعون من دونہ ہوا الباطل۔ الاکل شئی
ہو الباطل و الاکل شئی ما خلا اللہ ما خلا اللہ باطل بیت

باطل بیت اگر کافر زبست اگر کافریت سے آگاہ ہوتا تو کب دین میں اپنے
آگاہ گشتے + کجا در دین خود گمراہ ہوتا

گمراہ گشتے + کیف ذاتی کہ صاحب اُس کے ذات کی کیفیت و حالات جو کہ رحمت
رحمت اتنا نیاہ است کہ مطلع اتنا نیاہ کے صفت سے متصف ہے بیان

لہ دی سمع و بصر ہے وہ تحقیق اللہ ہی ہے لہ اور تحقیق جو کچھ کہتے ہیں اُس کے علاوہ وہ مطلق ہے تحقیق کل شے اگر اللہ سے
خالی ہوتی باطل ہوتی۔

اعمال جمید ملحوظ نظر پاک اور ہی نہیں ہو سکتی کسی کے اچھے اعمال پر اُس کی پاک نظر
 نباشد صالح و طالح بر جناب نہیں پڑتی سعید و شقی اُس کے دربار میں ایک ہیں ایک
 اور ممتاز نگر و دازینجا میگوئی یا دوسرے ممتاز نہیں ہیں اسی سبب ہم سب کہتے ہیں کہ اپنے تمامی
 رحمن الدنیا و گفت رحمتی و مست مخلوقات پر بے انتہا رحم کر نیولے آپ نے خود ہی اپنے کلام پاک
 کل شیئ حتی الغضب و ہذا لاسم سے ہم سب کو بشارت دی ہے کہ میری رحمت ہر چیز پر واسع ہے
 لا یطلق علی ما یطلق علیہ غیر الحق یہاں تک کہ میرے غضب کو بھی گھیرے ہوئے ہے رحمن نام یا رحمن کی
 چہ این صفت در غیر متحقق صفت اے ہم سب کے مالک و اللہ آپ کو کسی دوسرے کا نہیں ہو سکتا
 نیست فهو کا العلم لہ تعالیٰ حتی یہ صفت آپ کے علاوہ دوسرے میں پائی نہیں جاتی وہ مثل آپ کے برتر
 اجر علیہ قولہ الرحیم یعنی صاحب نام کے ہے۔ فهو کا العلم لہ تعالیٰ حتی اجر علیہ آپ کے بعد آپ کا قول الرحیم
 رحمت و جوبہ است کہ نظر بر جمال ہے اور یہ اسم بھی آپ ہی پر صادق آتا ہے یعنی آپ رحمت و جوبہ کے
 اعمال طیبہ و ارد و ترتیب صفت سے بھی متصف ہیں اور مالک میں رحمت و جوبہ کا کام اچھے
 ثواب را بر اعمال طیبہ بر ذات اچھے اعمالوں پر نظر رکھنا اور ثواب مرتب کرنا ہے اور یہ تمام
 خود التزام نمودہ است ازینجا باتیں آپ نے اپنی ذات پر واجب کر لی ہیں اسی وجہ سے آپ کی
 رحمت و جوبہ خواندنی و تحقیق ذات کو رحمت و جوبہ کہتے ہیں حق تو یہ ہے اور یہی
 مافی الوجود الارحمۃ امتنانیتہ صحیح ہے کہ عالم میں سوائے رحمت امتنانیہ کے
 چنانکہ انکشاف میں معنی کہ دوسرے کا وجود نہیں ہے جیسا کہ اس معنی
 موجب النشارح خاطر گردد کہ فص سلیمانی میں شرح و بسط کے ساتھ

لہ پس وہ جیسا کہ علم واسطہ اللہ تعالیٰ کے یہاں تک کہ اجرا پایا اور اُس کے قول اُس کا

در فص سلیمانی انشاء اللہ تعالیٰ بیان کیا جائے گا انشاء اللہ العزیز۔ اس کے بعد
 خواہ شد تصنیف میکنم وی نویسم کتاب خصوص الحکم کا لکھنا شروع کیا جاتا ہے۔
 ایں کتاب را قال البنی الامی تمامی خلق سے افضل اور بزرگ ہستی اور سب
 افضل المخلوق واعرفم باللہ کل سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے جاننے والے نبی امی محمد رسول اللہ
 امر وی بال لم بیدء فیہ باسم اللہ صل اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر وہ کام جو اللہ کے نام سے
 فہو ابراہی قطوع الذنب فی نظر شروع کیا جائے وہ دم بریدہ ہے یہ شرع شریف و معرفت
 الشرع والمعرفتہ پر ہر کار کے آغاز کے نظر سے کما گیا ہے کیونکہ ہر وہ کام جسکی ابتدا اللہ کے نام سے
 آن تبلیس باسم حق نباشد شیطانی است نہیں ہوتی شیطانی ہے اسبوجہ سے تمامی خلق سے افضل حضور
 از نبی افضل المخلوق واعرفم بالحق میگویہ پر نور صل اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص کے بارے میں کہ جس
 در باب کیکہ در ابتدا کل تسمیہ نکفت فاعل نے کھانا کھانے کی ابتدا اللہ کے نام سے نہیں کی فرمایا
 معہ الشیطان ہے کہ اُس کے ساتھ شیطان نے کھایا۔

یعنی در ہر کارے حاضر باش و یعنی ہر کام کو سمجھتے رہو اور ہوشیار رہو کہ کام
 در باب کہ فعل چیست و فاعل کیا ہے اور کرنے والا کون ہے جب کام کی ابتدا
 کیست و چوں آغاز کا مقرر اللہ تعالیٰ کے نام سے ہوتی ہے تو کتنا چاہئے
 باسم حق نباشد لوی فاعل در تمام کار کہ کام کرنے والا تمامی کاموں میں حاضر اور
 حاضر است و خبر دار ایں را لازم دار خبر دار ہے اس کو لازم جانو نہیں تو بہتر یہی
 و گرنہ بہتر است کہ فعل نباید باشد و فاعل ہے کہ نہ تو فعل ہو اور نہ فاعل ہو۔
 ناہو یا بیست ہر کہ نگویای تو خاموش جس زبان سے آپ کی بات نہ بکے تو خاموشی بہتر ہے اور
 بہ + ہر چہ نہ یاد تو فراموش جس چیز سے آپکی یاد نہ آوے اُس کو بھول جانا اچھا ہے۔

دور حدیث مرعارف را اشارت | اس حدیث میں عارف کے لئے ایک دوسرا اشارہ
دیگراست یعنی ہر کار را اسم حق بھی ہے وہ یہ ہے کہ وہ سمجھے اور جانے کہ ہر کام اسم حق
داند چہ ہر موجود از جوہر و اعراض ہے کیونکہ ہر موجود خواہ وہ عرض ہو یا جوہر ہو عین اسکا
عین او عین حق باشد پس ترک تسمیہ عین حق ہے اسی وجہ سے ہر کام کو شروع کرنے سے پہلے
در آغاز ہر کارے بنی از حجب و غفلت اللہ تعالیٰ کا نام نہ لینا کام کرنے والے کے حجاب اور غفلت
فاعل باشد پس مرآں کار را اینجا کو ظاہر کرتا ہے ایسی صورت میں وہ کام پورا نہیں
می نباشد و مرصاحب کار را سلامتی ہوتا اور کام کرنے والے کیلئے سلامتی اور اچھائی نہیں ہے
نہ واللہ یدعو الی دار السلام اور حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سلامتی اور اچھائی کے گھر
الحمد للہ دل یعنی پاس و تائیش کی طرف بلاتا ہے یعنی تو صیغہ و تعریف جو کہ زبان یا
زبانی دار کا فی وجہ ثبات مرحق دل یا اعضاء سے کی جاوے وہ صرف اللہ ہی کیلئے
راست و بس کہ محیط بہر موجود است ثابت ہے جو ہر موجود کو احاطہ کئے ہوئے ہے اور ہر
و در ہر موجود بنمود و حمد و در لغت موجود میں ظاہر ہے حمد کے لغوی معنی زبان سے تعریف
شنای زبانی است کہ در مقابل جمیل کرنے کو کہتے ہیں جو کسی اچھے کام کے مقابلہ ہو اور یہ بھی
اختیاری باشد و این نیز مختص اللہ تعالیٰ کیلئے مخصوص ہے جیسا کہ حرف تعریف الحمد
بجز قرآن حق است چنانکہ حرف تعریف اور لام اختصاں کا اللہ میں اسی معنی پر دلالت کرتا ہے
در الحمد و لام اختصاں در اللہ بریں اللہ الملک و لا الحمد۔ اللہ تعالیٰ ہی کے
معنی دال است اللہ الملک و لا الحمد لئے ملک اور حمد ہے اور
و بریں حکم اتفاق علماء اہل اسلام است اس حکم پر جمیع علماء اسلام کا اتفاق ہے
و عجیب آنکہ میگویند کہ حمدت زیداً مگر یہ عجیب بات ہے کہ کہتے ہیں ہم نے زید کی حمد کی

بر حقیقت است و بیچ وجه
 درال کلام مجاز نیست و ہم چنین
 مراد الملک و لا الحمد را بر حقیقت میدانند
 و ازین اشکال تفسی منظور نیست
 مگر آنکه نظم بر حقیقت کنند و استقصا
 این مطلب در انفاص انفاص نمودہ شد
 قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کل
 امر ذی بال لم یبدء بحمد اللہ فخوا
 قطع و بحسب ظاهر بین الحمد بینین
 تدافع واقع است و فی الحقیقت
 مد فوع است چه مرہر دو حدیث
 را مراد آنست کہ تا کہ تسمیہ و حمد
 تگوید شروع در کاری بزرگ
 نکند و تقدیم تسمیہ بر چند طریق منلوک است
 و در کتاب مجید و کتب دیگر از کتب سماوی
 و غیر آں واقع است چنانکہ براجمعت
 بوضوح خواہد پیوست
 بدانکہ حمد بر دو نوع است حمد از حق و حمد از
 بالطلق علیہ غیر از حق و حمد از حق تعالی
 زید کی حمد کرنا حقیقتاً ہے اور کسی طرح اس
 کلام میں مجاز نہیں ہے۔ اور اسی طرح
 الملک و لا الحمد کو اپنی اپنی حقیقت پر
 رکھنا چاہئے۔ بجز حقیقت پر نظر رکھنے کے
 اس اشکال سے رہائی نہیں ہو سکتی یہ مضمون
 مکمل طریقہ سے انفاص انفاص میں لکھا گیا ہے۔
 حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
 کل کام پر دار ہوتے ہیں اور جو کام اللہ تعالیٰ
 کے حمد سے شروع نہیں کیا جاتا وہ دم بریدہ
 ہے ظاہری اعتبار سے دونوں حدیثوں میں
 تدافع ہے حقیقت میں تدافع نہیں ہے
 بلکہ مد فوع ہے کیونکہ دونوں حدیثوں کا یہ
 مطلب ہے کہ جب تک بسم اللہ نہ کہے اور
 اللہ تعالیٰ کی حمد نہ کرے کسی کام کی ابتداء نہ کرنا چاہئے
 اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے سے پہلے بسم اللہ کہنا
 قرآن اور حدیث اور جملہ کتب آسمانی سے ثابت
 اور مسنون ہے جیسا کہ واضح طریقہ سے اُسکو آپ دیکھ سکتے ہیں
 حمد کی دو قسمیں ہیں۔ حمد از حق۔ حمد از ما یطلق علیہ
 غیر از حق اول حمد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

برسہ قسم است قولی و فعلی و حالی قولی چنانکہ دوم حمد جس پر غیر متعلقہ کے الفاظ دلالت کرتے ہیں
در کتب آئینہ واقع شدہ۔ فعلی رخسار کمالات جو حمد کا اللہ تعالیٰ کے طرف سے ہے اُسکی تین قسمیں ہیں
جمالیہ و جلالیہ را از عبار غیبیہ بیت مصفا قولی۔ فعلی۔ حالی۔ حمد قولی۔ جیسا کہ کتب آئینہ میں
ساختن است و شاہد ممکن را بر منصفہ ظهور واقع ہے۔ حمد فعلی کمالات جمالیہ اور جلالیہ کے رخسار
وجود جلوه دادن و از ممکن غیب بر حضرت الشہود کو عبار غیبیہ بت سے صاف کرتا اور شاہد ممکن کو منصفہ
آوردن و ہذا هو المراد بقول افضل الخ و ظہور وجود پر جلوه دیتا اور غیب کے پردہ سے عالم شہادت
اعرفہم باحق لا احصی ثناء علیک انت کما میں لانا ہے حضرت افضل الخلق و اعرفہم باحق کے قول
اثبت علیٰ نفسک چہ جلوه دادن زید مر سے یہی مراد ہے لا احصی ثناء علیک انت کما اثبت
حضرة السخا را از قبہ رغیب بر منصفہ شہود باظهار علیٰ نفسک مثلاً زید سخاوت کے صفت سے متصف
آثار آں حمدی باشد مراد را کہ در جنب دے ہو کر سخاوت کا اظہار کرے تو یہ فعل زید کا اللہ تعالیٰ
حمد مراد ترا لا انشی محض می توان گفت در حد کی ایسی حمد ہے کہ اس حمد کے مقابلہ میں ہماری اور آپ کی
مذکورہ را محلی دیگر ہم ہست یعنی حمد ہر ذرہ حمد لاشے محض ہے۔ اس حدیث شریف کا
از کائنات و امن شیئی الا یسبح بحمدہ از حق دوسرا محل بھی ہے یعنی کائنات کے ہر ذرہ کی حمد۔ حمد
تعالیٰ باشد چنانکہ عنقریب توضیح و تفسیر خواہد حقائق سے ہے یعنی کائنات کے ہر ذرہ کی زبان سے
یافت و حمد فرد و احد در برابر حمد جلوه وجود اللہ تعالیٰ خود اپنی حمد کر رہا ہے و امن شیئی الا یسبح بحمدہ
وجود دے ندارد و نمودے نیار و چنانکہ بریں اسکی وضاحت عنقریب کی جا دیگی ایک شخص کی حمد جلہ
و چہ صیغہ واحد متکلم شاہد است و قد ذکر تہی موجودات کے حمد کے مقابلہ میں کوئی حقیقت اور وجود
ترجمہ الکتاب و حالی تجلیات حق تعالیٰ است نہیں رکھتی اس بات کی شہادت صیغہ واحد متکلم دے رہا ہے

لہٰ نہیں احاطہ کر سکتی ثناء اور پرتیرے جیسا کہ حق تیرے ثنا کا ہے۔ ۷۰

بفیض اقدس و ظہور نور ازلی و جہد ازنا یطلق ہے جیسا کہ ترجمۃ الکتاب میں ذکر کیا گیا ہے۔

علیہ غیر حق تعالیٰ نیز برہم قسم مذکور است قوی حمد حالی۔ اللہ تعالیٰ کے فیض اقدس سے اُسکی تجلیات

چنانکہ میگونی پاس و تائش ثابت است ہیں اور اُس کے نور ازلی کا ظہور ہے۔ وہ حمد جس پر

مرازیہ دے ہوتا را فعلی صرف جمیع ماضی الی غیر حق اطلاق کیا جاتا ہے اُسکی ہی تین قسمیں ہیں۔

ماضی لا جلی یعنی صرف کردن جمیع نعم بسوی کار قوی فعلی حالی۔ حمد قوی۔ جیسے کہ ہم کہتے ہیں کہ تعریف

کہ مناسب و ملائم آں باشد و حالی تخلق شدن اور شکر ایزد دے ہوتا کیلئے ثابت ہیں۔

بندہ است باطلاق اللہ وصفاتہ سوی صفۃ حمد فعلی۔ ہر چیز کو جسکے لئے وہ چیز پیدا کی گئی ہے اُسی کے

الوجوب الذاتی واللہ تعین و ایں محامد اگرچہ مطابق اُسکو صرف کرنا یعنی عام نعمتوں کا جس کے لئے

فی الحقیقتہ واقع نیستند مگر از حضرت اللہ اولہ وہ مناسب ہو صرف کرنا عطا کرنا اور دینا ہے۔

الاحد چہ ہر چہ در عرصہ وجود آمد عین حق باشد حمد حالی۔ بندہ کا اللہ تعالیٰ کے عادتوں اور صفوں سے

کہ غیر حق محال محض است چنانکہ شریک منصف ہونا اور عادی ہونا ہے سوائے وجوب ذاتی کے

باری تعالیٰ در وجوب ذاتی نزد علماء روایت کر چیں ہی کیلئے سزاوار ہے اور یہ محامد فی الحقیقت اگرچہ

اما بحسب ظاہر و تعین محامد منتسب اند اللہ واحد الاحد میں واقع ہیں اسلئے کہ جو چیز وجود میں

بسوی عجب برامن محاربتہ علماء الروایت ہے وہ عین حق ہے غیر حق محال محض ہے جس طرح سے

فہو الحامد و محامد و اجمالاً و تفصیلاً فالآن علماء روایت کے نزدیک وجوب ذاتی میں شریک

عرفت و جہ اختصاص الحمد بحناہ تعالیٰ و تقدس باری تعالیٰ محال ہے لیکن ظاہری حیثیت سے تمام

ق منزل الحکم علی قلوب الکمل منزل صیغۃ تعریفیں بندہ کی طرف نسبت پاتی ہیں علماء روایت کے

اسم فاعل است از تنزیل بمعنی پارہ پارہ اس قول سے ہمیں اتفاق ہے ان معاملات میں ہم ان سے

فرد آمد و ردن و حکم بکسر ہا مملہ و فتح محاربتہ نہیں کرتے پس اجمالاً و تفصیلاً وہی حامد ہے اور

کاف جمع حکمت است و حکمت انسان وہی محمود ہے فالان عرف وجہ اختصاص الحمد بحجابہ
 دانستن اشیاء است کما ہی و شناختن تعالیٰ و تقدس انبیاء اور اولیاء کے قلوب پر حکمتوں کا
 ماراز ماہی و کار کردن بمقتضای آل نازل کرنا منزل باب تنزیل سے ہے اسم فاعل کا صیغہ
 چنانکہ بعضی از علماء روایت عمل ہے مگر اٹکڑا اتارنا اور حکم کبسر ح حکمت کی جمع ہے
 باحکام شرعیہ را داخل فقہ دانستہ اور حکمت انسان کا کل چیزوں کو جیسی وہ ہیں جاننا اور
 اند بخلاف معرفتہ و علم چہ معرفتہ و علم پہچاننا اور سمجھنا اور سانپ کو مچھلی سے تمیز کرنا اور اُسی
 دانستن اشیاء است کما ہی و پس اگر کے مطابق عمل کرنا ہے چنانچہ بعض علماء روایت احکام
 کے ماراز ماہی نشانہ و دانکہ ہر دو شرعیہ پر عمل کرنا کو فقہ میں داخل کرتے ہیں اور معرفت
 ذاتاً و صفات کی اند بچھین باکی را از و علم کو فقہ میں داخل نہیں کرتے کیونکہ علم و معرفت
 ضالحک جدا کنند و گوید کہ باکی حیوان جو چیز جیسی ہے ویسے ہی اُس کو جاننا اور پہچاننا
 ناطق است و پس ہچنین ضالحک اور اُسی کے مطابق عمل کرنا ہے پس اگر کسی سانپ
 و قائم و قاعد آئکس جاہل باشد اور مچھلی کو یہ پہچاننا اور یہ سمجھا کہ دونوں ذاتاً و صفاتاً
 لا یعلم البحر من البر ولا یسعر من البر و ایک ہیں اور ایسے ہی روٹی والے اور ہسنے والے کو
 و آنرا عالم باشیاء بخوانند و اگر کیل جدا کیا اور کہا کہ ہسنے والا روٹنے والا کھڑا ہونے والا
 را از دیگری جدا کرد و فرج را از میٹھنے والا حیوان ناطق ہے اور پس وہ شخص
 ترج در یافت و آب را از مراب و جاہل ہے سردی اور گرمی میں تمیز نہیں کرتا اور یہ پہچانتا
 راحت را از غم جدا کرد و غسل را ایسے شخص کو اشیاء کا جاننے والا اور پہچاننے والا
 رزم دانست و بمقتضای آل نہیں کہیں گے جس کسی نے ایک کو دوسرے سے
 ملہ پس اب جانا تم نے کہ اللہ تعالیٰ کے جناب میں الحمد کا بڑھنا کیوں خاص کر دیا گیا ہے۔

پروا خت و شاہد علم را بجلی عمل محلی ساخت
 چہ آب را احترام کنند و از اسباب غم
 احتراز بخند و باک ندارند کہ راحت و
 رنج یکی باشند و سم خورد و نمیش جان
 ساخت و از غسل اعراض نمود و نوش
 جان نفرمود آنکس را حکیم بخوانند
 اگر چہ عارف و عالم باشند بدانکہ حکمت و
 معرفت حاجز اید و مانع آزار نگردد
 چنانکہ حق تعالی گفت یو ذون اللہ
 و رسولہ موسی گفت یا قوم لم تو
 ذوتی و انتم تعلیون انی رسول اللہ
 الیکم من رب العالمین و افضل المخلوق
 و اعرفہم بالحق گفت لعن اللہ العقرب
 لایدع مصلیاً ولا غیرہ ولا نبیاً مرسلًا
 ولا غیرہ و از بنیادریاب کہ یو ذون اللہ
 بچہ دلالت میکند و چہ راہ می نماید مگر
 در آن وقت کہ حکیم و عارف بچہ شن
 اقصاف بصفۃ لایضہ شیء متلبس
 شدہ باشد آن زمان تبرہ صفت کاری
 ہدایا خوشی و غم میں پانی و شراب میں تکلیف
 و راحت میں شملہ و ہر میں تمیز کیا اور اس مطابق عمل
 نہ کیا اور اپنے کو علم کے زیور سے آراستہ نہ کیا پانی کی
 عزت نہ کی غم کے اسباب سے پرہیز نہ کیا اور راحت
 و رنج کو ایک سمجھا نہ رکھا لیا اور شہد سے منہ موڑا
 اسکو حکیم نہیں کہیں گے اگر چہ وہ عارف و عالم ہے
 اس بات کو سمجھ لو اور ذہن نشین کر لو کہ حکمت و
 معرفت تکلیف کی روکنے والے اور آزار کو منع
 کرنے والی نہیں ہوتی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
 ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہو۔
 اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے لوگو
 مجھ کو کیوں تکلیف دیتے ہو حالانکہ تم یہ جانتے ہو
 کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور تم لوگوں کے ہدایت
 بھیجا گیا ہوں۔ اور افضل المخلوق و اعرفہم بالحق
 نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر لعنت کرے کہ
 نمازی وغیرہ نمازی اور انبیاء وغیرہ کو ڈنک مارتی
 ہے۔ یہاں پر ایک بات سمجھنے کی ہے اللہ تعالیٰ
 کا یو ذون اللہ کہنا کس بات پر دلالت کرتا ہے
 اور کونسا راستہ دکھلاتا ہے ہاں عارف و حکیم کا

کنز چنانکہ خلیل اللہ صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ بارخرد مردود متاذی نشد و این منصب بجایست سعی و قدم اختیار حاصل نتوان کرد و بی عنایت محض بدست نتوان آورد چنانکہ سلیمان علیہ السلام متصف شد بصفت سمع حق مطلق حتی اذا التوا علی وادی النمل قالت نملة یا ایها النمل ادخلوا مساکنکم لایحطنکم سلیمان وجنوده و ہم لایشعرون بقسم ضاحکا من قولها وقال رب ادرعنی ان الشکر نعمتک التی انعمت علی وعلی والدی و ان اعمل صالحا لیرضاه وادخلنی جنتک فی عبادک الصالحین و بعضی فوائد این آئینہ در انفاص الخواص ذکر کرده شدہ است و فلینبثانی متعلق شد بصفت بصر حق مطلق اذ قال یا ساریۃ ابجل و ساریۃ متعلق شد بصفت سمع حق مطلق تعالی تم التو علیک کلاما ان کنت لہ نہیں ضرر پہنچائی اس کو کوئی چیز۔

ایک مرتبہ ایسا بھی ہے کہ وہ لایضربہ من شیئی کی ذرہ پہنچے ہوتا اُسوقت حضرت کا حربہ اُسکے اوپر کارگر نہیں ہوتا حضرت ابراہیم خلیل اللہ صلوٰۃ اللہ وسلامہ کا یہی مرتبہ تھا کہ آپ نے نرود مردود کی آگ سے ایذا نہیں پائی یہ منصب اور درجہ کوشش و سعی سے کوئی شخص حاصل نہیں کر سکتا محض اللہ تعالیٰ کے بخشش و مہربانی سے یہ مرتبہ حاصل ہوتا ہے جس طرح کہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم دالہام و اکرام سے سمع مطلق حق کے صفت سے متصف ہوئے یہاں تک کہ جب پہنچے چیونٹیوں کے میدان میں کہا ایک چیونٹی نے اے چیونٹی چلی جاؤ اپنے گھروں میں ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور اُن کے شکر تم کو پسینے ڈالیں اور اُن کو خبر نہ ہو حضرت سلیمان علیہ السلام چیونٹیوں کے اس طرح کہنے سے مسکرا دئے اور فرمایا کہ اے رب میرے قسمت میں دے کہ میں شکر کروں تیرے احسانوں کا جو کہ تو نے مجھ

مومن باللہ وانبیاءہ واولیاءہ ومنہم
 من یومن بہ ومنہم من لا یومن بہ واما
 کان نفس ان تو من الالباذن اللہ
 وتنزل من القرآن ما ہو شفاء و
 رحمۃ للمؤمنین ولایزید الظالمین
 الا خساراً ویجعل الرحمن علی الذین
 لا یعقلون وانی یکون لہم الذکر
 وقد جاہلہم رسول مبین ثم تو لواعنہ
 بدانکہ چنانکہ بعضی جواہر و اجسام مثل
 میتہ و دم و دماغی و سم و مریدن انسانی
 را در دنیا بی آب گرہ داند و ناچیز و
 خراب سازد و بقدر ہمچنین بعضی
 اعراض از مقولہ افعال و کیف کہ
 مرقم اختیار را در تحصیل آل راہ
 باشد لعل جسد را در سوق آخرتہ
 کا سد گرہ داند و فاسد بی آب
 سازد و بی وقار و چنانکہ بعضی از
 جواہر مریدن دینور انافع باشد
 و نفارت بخش و ہمچنین بعضی از

پر اور میرے مال باپ پر کیا ہے اور یہ کہ کر دل کام
 نیک جو تو پسند کرے اور ملائے مجھ کو اپنی رحمت
 سے اپنے نیک بندوں میں اور خلیفہ ثانی حضرت
 عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بصر حق مطلق کے صفت
 سے متصف ہوئے جس وقت آپ نے فرمایا کہ
 اے ساریہ پہاڑ سے بچو اس وقت حضرت ساریہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمع مطلق حق سے متصف
 تھے اور حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
 حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز سنی۔
 اسکے بعد ہم تم کو حق تعالیٰ کا کلام پڑھ کر سنا تے ہیں
 اگر تم مومن ہو گے اور اللہ اور انبیاء اور اولیاء پر
 ایمان رکھتے ہو گے تو سمجھو گے۔ ان میں سے بعض
 وہ ہیں جو ایمان لائے ہیں اور بعض وہ ہیں جو
 ایمان نہیں لائے۔

اور کسی نفس کے اختیار میں نہیں ہے کہ وہ
 اللہ پر ایمان لاوے مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور
 قرآن کو ہم پر اوتارا ہے جو شفاء سے اور مومنین
 کیلئے رحمت ہے اور جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے
 ہیں ان کے لئے نقصان و خسارہ ہے یا یوں سمجھو

اعراض مذکورہ جسد اخروی را انجلا بخشد
 و جلار و چنانکہ بعضی از جوارہ مریدان مذکور را
 نہ نافع باشد و نہ ضار نہچنین بعضی از افعال
 جسد مذبورہ را نہ تیرہ گرداند و نہ صاف و
 کشف ایں حکم بی معونت نکاشفہ و بی حکم
 وحی ناموسی میسر نیست پس افعال ضارہ
 حرام شدہ اند و نہی عنہ و افعال نافع
 واجب شدہ اند و امور بہ و افعال متوسط
 مباح شدہ اند لا امور بہ ولا منہی عنہ
 پس چنانکہ حکمت و معرفت مانع و حاجز
 مضرت دنیوی نگردد و مانع و رافع المخری
 نیز نگردد پس اقبال یا افعال طیبہ و ادبار
 از افعال خبیثہ مرہنگان را از عارف و
 محبوب واجب آمد و ضروری از اینجا انبیا
 و اولیاء و رتبہ باشند و تاب و در بوتہ
 ریاضت محترق و گداز کہ تو گردانچہ ایشان
 در آں باشند نتوانی گشت پس چنانکہ
 نجات دنیوی منوط است بفرق کردن
 میان مار و ماہی و عمل کردن بمقتضای

کہ بناتاہے برائی اُن لوگوں کیلئے جو نہیں سمجھتے اور
 کیسے ہوگا اُن کیلئے ذکر حالانکہ اُسے ہیں اُن کے پاس
 رسول اور اُن لوگوں نے رسول سے منہ پھیر لیا۔
 اس بات کو سمجھ لو کہ بعضی جوارہ و اجسام مثل مردہ و
 خون و سانپ و زہر انسان کے بدن کو دنیا میں بے
 رونق و ناچیز و خراب بقدر کر دیتے ہیں اسی طرح
 مقولہ کیف و فعل میں بعضی اعراض کہ جبکہ حاصل
 کرنے کیلئے اختیار کے قدم کو راہ ہے۔ عمل جسد کو
 آخرت کے بازار میں کھوٹا و خراب و بے رونق و
 بے عزت کر دیتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح بعضی اعراض
 بدن دنیوی کو نفع و تازگی پہنچا کر اُلے اور خوش
 کر نوالے ہوتے ہیں ایسے ہی بعضی اعراض مذکورہ
 اخروی جسم کو جلا بخشتے اور مصفا کر دیتے ہیں۔ جیسے کہ
 بعضی جوارہ بدن دنیوی کو نفع و نقصان نہیں پہنچاتے
 ہیں اسی طرح بعضی افعال جسم اخروی کو نہ تو سیاہ اور
 نہ صاف کرتے ہیں۔ ان تمام امور کو ٹھیک ٹھیک اور
 تمام حکمتوں کو صحیح صحیح پہچاننا اور جاننا اور سمجھنا
 بغیر کشف الہی اور وحی ناموسی کے کسی پر کھل نہیں
 سکتا اور نہ کوئی جان سکتا ہے۔

آل نجات اخروی نیز مربوط باشد
بفرق کردن میان نماز و نماز میان وضو
و شرب خمر و عمل کردن بمقتضای آن و اگر
نہ چنانکہ در دنیا ہلاک گردد و در آخرت نیز
خراب گردد و متالم مگر آنکہ ریح عنایت از
معب الطاف وزیدن گیرد و راحت بخشند
چنانکہ مضر خلیل اللہ را در دنیا ناز و دینور
مبدل شد و صارت بردا و مسکناً بامرہ
تعالی پس عنایت دیگر باشد و حساب دیگر
و عتاب دیگر و اما امر الساعۃ الاکلح البصر
پس اگر صبح عنایت بر سر تیرہ روزگار
کہ تمام عمر روز روشن را بمظلمہ معصیت
سیاہ گردانیدہ شب کردہ است و شب
دراز را بمقراض غفلت و خواب کوتاہ
ساختہ بردزد آوردہ در وقت حاضر گردانند
پس در چشم او صفاء دیگر داند و جلا و دیگر
فقد شاد بالاعین راست و لاذن سمعت
ولا خطر علی قلب بشر شب حلت ہم از بستر پر موقوف و مختصر ہے اُسی طرح نجات اخروی نماز
و روزنامہ و وضو و شرب کے پینے میں فرق کرنا اور اُسکے

شمع بالینم۔ وقلوب جمع قلب است وقلب
بمعنی دل باشد و دل نزد عوام عضوی
مطابق عمل کرنے پر یقین نہیں تو حشر دنیا میں ہلاک
ہوا ہے آخرت میں بھی خراب و متالم ہوگا۔

صنوبری است کہ درون حیوان نمادہ اند
و نزد طاغوت صاحب دل چیز لیست کہ
صاحب وی بحوت دے متقلب باشد
در جمیع چیزیکہ حق تعالیٰ متصف باشد
بوی و متصور فان القلب صورة المرتبة الالہیہ
ازینجا است کہ گفته است حق تعالیٰ ما معنی
ارضی و لا سماوی و لکن و معنی قلب
عبدی المؤمن اتقی النقی و ازینجا است
تھنڈک پہنچانیوالی اور سلامت رکھنے والی ہوگئی۔

کہ سوای انسان را کہ صاحب عضو
صنوبری باشد صاحب دل نخواہند
و عنایت و حمایت و مہربانی اور ہر چیز ہے اور حساب و کتاب
و عتاب و دوسری چیز ہے۔

ان فی ذالک لذکر لمن کان لہ قلب
کلم جمع کلمہ است و کلمہ و اسم نزد
ایں طاغوت عین ہر موجود را کہ زندانا
بنشرک بکلمتہ منہ اسمہ المسیح و ازینجا
مراد اعیان کامل باشند از انبیا
صلوۃ اللہ و سلامہ علیہم اجمعین و کامل
اولیا کہ مطلع شاہد معارف بنحال عمل
قیامت کا معاملہ ملک چھکانے کی طرح ہے اگر عنایت و مہربانی
کا چراغ کسی بد قسمت و بد بخت کے سر پر کہ جس نے ساری
عمر دشمن دن کو گناہ کے تاریکی سے سیاہ کر کے رات کر دی ہے
اور لمبی راتوں کو غفلت اور نیند کے مقرر سے کوتاہ کر کے
دن کیا ہے روشن کریں اور اسکی آنکھ میں جلا اور دل میں
صفائی پیدا ہو جاوے اور ایسی نعمت سے اسکو مستفید
کریں کہ جس کو اسکی آنکھ نے نہ دیکھا ہوا اور کان نے نہ سنا ہو

زمین ساختہ باشند ازینجا است کہ حکم
 گفت نہ معارف و قدر فہما و نزول حکم
 و معارف بر ارواح انبیاء و اولیاء
 دفعی است و آئی فان الروح صورۃ
 المحضرت الاحدیۃ و بر قلب ایشان
 تدریجی و زمانی زیرا چہ قلب صورت
 مرتبہ اتمیۃ است چنانکہ گذشت
 ازینجا است کہ منزل از تنزیل گرفتہ
 شدہ از انزال و اگر میان تنزیل و
 انزال فرق نکلند پس از تنزیل باشد
 یا از انزال یعنی خداے کہ فرو و آرنده
 علوم و معارف باشد کہ مستقیع و
 مستصحب عمل باشد بر دلہای انبیاء
 اولیاء کمل و کلمہ ہر موجود را انزال خوانند
 کہ تحقق آن و ثبوت ہر چیز بوساطت
 نفس رحمانی باشد چنانکہ حرف بوساطتہ
 نفس رحمانی و نفس رحمانی عبارت
 از انبساط حضرت الوجود و امتداد
 آن و این را ہر کس نشانہ و بسوی

اور نہ اُس کے دل پر کبھی اُس کا خطرہ گذرا ہو۔
 مرنے کے بعد بھی بستر سے اٹھ کر حوروں کے محل میں پہنچ
 جاؤنگا اگر آپ مرنیکے وقت میرے سر ہانے کی شمع ہوں۔
 قلوب قلب کی جمع ہے جسکے معنی دل کے ہیں عام لوگوں کے
 نزدیک دل ایک عضو صغیر کی شکل کا ہے جو حیوان کے
 اندر رکھا گیا ہے اور صاحب دل کے نزدیک دل اُس کو
 کہتے ہیں کہ صاحب دل اُسکے مدد و معونت سے ہر جن صفات
 سے کہ حق تعالیٰ جن صفات سے متصف اور مقصور ہوتا ہے بظاہر
 کھاتا اور متصف ہوتا رہتا ہے یہ اسلئے کہ قلب مرتبہ اتمیۃ کی
 صورت ہے اسی نظر سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میری
 سہائی آسمان و زمین میں نہیں ہوئی لیکن مومن تقی و نقی کے
 دل میں میری سہائی ہو گئی۔ اسلئے سوائے انسان کے قلب
 کے کہ جو عصفوری کا مالک ہے دل نہیں کہتے بیشک اُسکے
 لئے کہ جسکے دل ہے نصیحت ہے۔ و کلم کلہ کی جمع ہے اصحاب و
 وہ ست نزدیک کلمہ اسم عین موجود کو کہتے ہیں ہم بشارت
 دیتے ہیں تجھ کو اللہ تعالیٰ کے کلمہ کی جن کا نام مسیح ہے یہاں پر
 کلم سے مراد اعیان کمل یعنی انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام اور
 اولیائے کاملین میں کہ جو شاہد معارف کے مطلع کو عمل کے
 خال سے زینت دئے ہوئے اور آراستہ کئے ہوئے ہیں اسوجہ

ایں ہر کس نزد الیہ یبعد الکلم الطیب
ای الافرء الکل والعل الصالح یرفعہ
و نیز وجود ہر چیزنی حرکت کہ لازم جرح است
ثابت نشود و کلم بمعنی جرح است ق
باحدیۃ الطریق الامم ل اعم بفتح حمزہ یعنی
راہ راست است و درست و با متعلق
است بہ منزل یعنی طرق موصلا بحق تعالیٰ
اگرچہ بسیار اند و پراگندہ چہ ہر راہی کہ
آزما یکی از انبیا بدلات و حی ناموسی
یا الہامی ملی کرد و ب مردم نمود ہر کہ درال
راہ راست و درست رفت و اصل
شد و صفار دل حاصل کرد و اختلاف
راہ موجب غوایت و ضلالت باشد
چنانکہ گفت باری تعالیٰ ان ہذا صراطی
مستقیما فاتبعوہ ولا تتبع السبل
فتفرق بکم عن سبیلہ اما ہمہ راہماے
حق تعالیٰ فی الحقیقت یکی باشند چہ
ہمہ طرق خبر از وحدۃ الوجود میدہند
و حق مینماید اگرچہ کور و کر نشود و نہ بیند

سے کلم کما معارف نہیں کما تحقیق انبیا و اولیائے کاملین
نے پہچان لیا ہے۔ کلم اور معارف کا نزول انبیا اور اولیاء
اور احوال پر دفعی اور رانی ہوتا ہے اسلئے کہ روح حضرت
احدیت کی صورت ہے اور ان لوگوں کے قلوب پر تبدیلی
و زمانی ہوتا ہے اسواسلئے کہ قلب مرتبہ آئینہ کی صورت ہے اکی
سے منزل باب تنزیل سے لیا گیا ہے انزال سے نہیں لیا گیا۔
اور اگر در میان تنزیل اور انزال فرق نہ کریں تو بھی کوئی
ہرج نہیں ہے یعنی وہ خدا کہ ہر علوم و معارف کو جو کہ تابع اور
ہمراہ عمل کے ہیں انبیا اور اولیائے کاملین کے دلوں پر نازل
و اُتارنے والا ہے یا نازل و اُتارتا ہے تاکہ وہ لوگ اُسکے
مطابق عمل کریں اور کلمہ ہر موجود کو اسلئے کہتے ہیں کہ اس کا
ثبوت نفس رحمانی کیواسلئے سے ہے جس طرح سے کہ حروف کا
ثبوت نفس انسانی کے واسطے سے ہوتا ہے۔
نفس رحمانی حضرت الوجود کے انبساط اور امتداد کو
کہتے ہیں اور اُسکو ہر شخص پہچانتا اور جانتا نہیں ہے۔ پاک
کلمے اُسکو پہچانتے ہیں اور عمل صالح ان کو بلند کرتا ہے۔
اور کلم کے معنی حرج کے بھی ہیں کیونکہ ہر چیز کا وجود بغیر حرکت
کے جسکے لئے حرج لازم ہے ثابت نہیں ہے۔
اُعم بالفتح سیدھا اور درست راستہ اور با منزل سے متعلق ہے

و تعدد و اختلاف طرق و بعضی احکام
یعنی اگرچہ بادی النظر میں اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے راستے
ارعارض است چنانکہ عنقریب تحقیق میں بہت سے ہیں اور پرانگندہ اور بکھرے ہوئے ہیں کیونکہ جس راستہ
مطلب خواہد شد انشاء اللہ تعالیٰ پس ہمہ کو کسی انبیاء و وحی ناموسی اور الہامی کے ذریعہ کیلئے کیا ہے اور
راہمائی انبیاء مستقیم باشند و موصل
چرا کہ فی الحقیقت کی اندیس راہ مستقیم
یکی باشد و آن راہ توحید است و ہمیں
مراد است از صراط در قول باری تعالیٰ
ان ربی علی صراط مستقیم یعنی خداے
ہو کہ وہ دوسرے راستے تم کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے دور
را کہ مستقیم اعمال باشد بروہامی انبیاء
صلوۃ اللہ و سلامہ علیہم اجمعین یہ یگانگی
راہ است و مستقیم چہ اگر راہ مستقیم
یکی نہ بود و منزل علم و معارف بوقوع
نمی آمد کہ نقد طرق موجب غواہیت
و ضلالت باشد چنانکہ گذشت و وحدت
صراط در قول باری تعالیٰ صراط الذین
النعیم شہد است کہ راہ انبیاء
یکی بود چہ ہمہ انبیاء علیہ السلام اشرف
ایمان ایزدی مشرف شدہ اند

قی من المقام الاقدم

علیٰ صراط المستقیم ہے یہی مطلب ہے۔

ل ایں جار مجرور نیز متعلق است بہ منزل یعنی اللہ تعالیٰ ایک ہی مستقیم راستے سے علوم و معارف یعنی تنزیل حکم و معارف از مقام اقدم باشد د ایں مقام حضرت الاحدیۃ است کہ

مستتبع فیضان اعیان ثابتہ باشد اسلئے کہ اگر راستہ ایک نہ ہوتا کلم و معارف انبیاء علیہم السلام کے قلوب پر نازل نہ ہوتے کیونکہ راستے کا اختلاف گراہی کا سبب ہوتا جیسا کہ کہا گیا۔ راستہ کا ایک ہونا خود اللہ تعالیٰ کے قول سے ثابت ہے اور قول حق تعالیٰ صراط الذین انعمت علیہم اس بات کا گواہ ہے کہ انبیاء کے راستے ایک ہیں اور تمامی انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام سے مشرف و مستفید ہوئے ہیں۔

دارند و قدم و حدود را در آنجا راہی یہ جار مجرور بھی منزل سے متعلق ہے یعنی انبیاء کے قلوب پر علوم و معارف مقام اقدم سے نازل ہوتے ہیں اور یہ مقام نیست

ق وان اختلفت الملل والنحل لاختلاف الامم حضرت الاحدیۃ کا ہے۔ اب اسکو سمجھو کہ اعیان ثابتہ کے استعدادات کے مطابق حضرت العلمیۃ سے جو کہ فیضان وجود

ل یعنی تنزیل حکم و معارف پایگانگی راہ اعیان و کمالات کا اُس کے ہے بحسب اطوار روحانیہ و جسمانیہ راست است اگرچہ از ممر اختلاف و تنوع جسکی بنیاد فیضان اول پر رکھی گئی ہے حضرت العینہ میں امتہاء انبیاء و استعدادات الیشان نزول فرماتے ہیں اقدم اسلئے کہ اُس کے اسماء و صفات اُسی ادیان و مذاہب انبیاء مختلف باشند مقام سے مستند ہیں و رہے سب قدیم ہیں اور قدم و حدود

چہ راہ انبیاء یک راہ ہست و آن راہ اُس میں راہ نہیں ہے۔

توحید باشد اگرچہ شرائع و احکام ہر واحد متعدد و بدوند و مختلف فاما شریعت ہر نبی بحسب استعدادات امت دے باشد از نبی است کہ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام چیزی آورد کہ ابطال سحر کند کہ در امت او سحر غالب بود و مسح علیہ السلام ابرار کہ و ابرص و احیاء موتی آورد کہ در امت او طب غالب بود و رسالت پناہی خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلعم قرآن فصیح بلیغ معجزہ آورد کہ غالب در وقت ادتفا خسر بفساحت و بلاغت بود و مل جمع ملت است و ملت بمعنی دین باشد و نخل جمع نخلتہ است بمعنی تنخل یعنی خود را بحد پیہ بستن و مراد اینجاست مذاہب اندو ام جمع امت باشد بمعنی گروہ

ق و الصلوٰۃ علی محمد و آلہ

یعنی حکم و معارف ایک ہی مستقیم راستہ سے نازل ہوتے ہیں اگرچہ انبیاء کے امتوں کے تنوع و اختلاف اور ان کے استعدادات کی وجہ سے مذاہب اور ادیان مختلف ہیں حقیقت میں تمامی انبیاء کا راستہ ایک ہے اور وہ راستہ توحید کا ہے اگرچہ شریعتیں اور احکامات ہر نبی کے جدا جدا ہیں لیکن ہر نبی کی شریعت ان کے امتوں کے استعدادات کے مطابق ہوتی اسی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام وہ چیز لائے جو سحر کو باطل کرے کیونکہ ان کے امت میں جادو کا زور و غلبہ تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرنے اور مردہ کو زندہ کرنے کا معجزہ لائے کہ ان کے امت کے وقت میں طب و حکمت کا زور و غلبہ تھا اور رسالت پناہی خاتم الانبیاء قرآن فصیح و بلیغ کا معجزہ لائے کہ آپ کے وقت میں فصاحت و بلاغت کا زور و غلبہ تھا۔

ملت کی جمع ہے بمعنی دین و نخل جمع نخلتہ ہے بمعنی تنخل یعنی اپنے کو کسی گروہ کا پابند کرنا اس جگہ مذاہب مراد ہیں اور ام جمع امت کی جمع ہے بمعنی گروہ۔

مومن کا نبی پر صلوٰۃ و درود بھیجنا دعا ہے۔

لصلوٰۃ از مومن دعا است و از ملائکہ
 استغفار و ملائکہ عبارت اند از مطاہر
 اسمای باری تعالی کہ اقتدار و تبعیت
 باسم اعظم کہ رب محمد باشد علیہ الصلوٰۃ
 والسلام دارند ازینجی است کہ گفته است
 ان اللہ و ملائکہ یصلون علی النبی و ہر
 موجود در تصرف اسمی باشد از اسماء حق
 تعالی و تحت حکم او و محفوظ است
 ہلکی از ملائکہ کہ مظاہر اسماء باشند پس
 گفت یا ایہا الدین آمنوا صلوا علیہ
 و سلموا تسلیما و صلوٰۃ از حق تعالی رحمت است
 و تعلق رحمت او بہر کس اندازہ طلب
 و تقاضای او باشد پس رحمت حق تعالی
 بر عاصی عفو باشد و مغفرت و جنت و
 حور و قصور و بر صالح با وجود این نعم
 نقار اللہ باشد و غیر آن مالا عین رات
 ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر
 و بر عارف با اینہما افاضہ علوم است
 لہ تحقیق اللہ اور فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں اے وہ لوگ کہ جو ایمان لائے جو تم بھی نبی پر درود بھیجو۔

ملائکہ کا نبی پر صلوٰۃ بھیجنا استغفار ہے ملائکہ
 اللہ تعالیٰ کے مظاہر ہیں اور پیروی و
 اقتدار اسم اعظم کی جو کہ رب محمد مصطفیٰ صلی اللہ
 علیہ وسلم ہے کرتے ہیں جیسی لئے اللہ تعالیٰ نے
 فرمایا ہے ان اللہ و ملائکہ یصلون علی النبی۔
 اور ہر موجود یعنی عالم میں جتنی چیزیں ہیں اللہ تعالیٰ
 کے کسی نہ کسی اسم کے تحت و تصرف میں ہیں اور
 ملائکہ میں سے کوئی نہ کوئی ملائکہ جو کہ مظاہر انبیاء
 ہیں ان تمام چیزوں پر مقرر ہیں اور انکی حفاظت
 کرتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا
 یا ایہا الدین آمنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیما۔
 اللہ تعالیٰ کا نبی پر صلوٰۃ بھیجنا رحمت ہے اللہ تعالیٰ
 کے رحمت کا تعلق ہر شخص کے ساتھ اُس کے
 استعداد و طلب و تقاضا کے انداز کے مطابق
 ہوتا ہے اس وجہ سے گنہگار پر اللہ تعالیٰ کی رحمت
 اُس کے گناہوں کو معاف کرنا اور جنت و حور و
 قصور کا عطا فرماتا ہے اور صالح بندوں پر
 باوجود ان نعمتوں کے اللہ تعالیٰ کی نقار ہے اور

ومعارف یقینہ و برحق کامل از انبیاء و اسکے علاوہ اور بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے جس کو نہ اولیاء کامل باہمہ متجلی بودن حق است آنکھوں نے دیکھا ہے نہ کانوں نے سنا ہے اور نہ دل پر تجلیات ذاتیہ صفاتیہ و اسمائیہ و حمد کسی بشر کے اُس کا خطرہ گذرا ہے۔ اور عارف پر اسم فاعل است از امداد و ہم جمع ہمت است باوجود ان تمام نعمتوں کے فاضلہ علوم ہے اور معارف بمعنی قصد و تقدیر ہمت بہ وہم بہادور یقینہ سے فیضیاب ہوتا ہے اور محقق کامل انبیاء و اولیاء اصطلاح بمعنی توجہ دل است و قصد کمال باوجود ان تمام نعمتوں کے اللہ تعالیٰ کا تجلیات آن مجسم قوای روحانی بجناب حق تعالیٰ ذاتیہ و صفاتیہ و اسمائیہ سے متجلی ہوتا ہے۔ حمد اسم و تقدیر یعنی دعا و مومنان و استغفار فاعل کا صیغہ ہے جو امداد سے ہے وہم ہمت کی جمع ہے ملائکہ و رحمت ایزد پاک توجہ نمودہ و نزول جسکے معنی قصد کے ہیں تقدیر ہمت بہ وہم بہادور اصطلاح فرمودہ است یا نازل بادبراں کہ مدد میں توجہ دل کو کہتے ہیں یعنی تمامی قوائے روحانی و امداد نمودہ است ہمتی مومنان جسمانی سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں دل کو متوجہ کرنا۔ دعا و مومنوں کی دعا اور فرشتوں کی استغفار اور اللہ تعالیٰ کی رحمت نے توجہ کی ہے اور نزول فرمایا ہے۔ و عارفان را باینکہ نمودہ است یا نازل ہوا اُس پر کہ جنہوں نے مدد اور امداد عارفوں کو داند برایشان حقیقت حال کہ مومنوں کی ہمتوں کی کی ہے اس لئے کہ ان کو اللہ تعالیٰ موجب کشف و شہود باشد و مورت ذوق و وجدان بریں تقدیر بعض ہم مراد باشند کہ منتفع بامداد بعض ہم اند و تواند بود کہ دارلہم براے جنس مستغرق باشند چہ مدد و امداد

ہر کس از صالح و طالح در چیزے از اس کے یہ بھی معنی ہو سکتے ہیں لام الہم میں جنس ایمان و کفر و صلاح و سفاح از جناب مستغرق کے لئے ہے کیونکہ مدد و امداد ہر شخص کی اوست علیہ السلام چہ اگر قدم مبارک خواہ صالح ہو یا طالح ایمان ہو یا کفر اچھائی ہو یا او در میان نشنود ہر کس دست شفاعتی برائی انھیں کے جناب سے ہے صل اللہ علیہ وسلم خود بجناب مبداء بر ندارد و بیچ چیز از کیونکہ اگر قدم مبارک آپ کا در میان میں نہ ہو کوئی زندان عدم بر در ہستی و شہود قدم نہ بند شخص اپنے شفاعت کا ہاتھ خدا کے درگاہ میں نہ دما ارسلناک الارحمۃ للعالمین پس اٹھاوے اور کوئی چیز عدم کے جبل خانہ سے ہستی حقیقت او واسطہ باشد در میان مبداء اور شہود کے چوتھے پر قدم نہ رکھے یعنی عدم سے وجود و جمیع موجودات و کمالات آل لولاک میں نہ آوے ظاہر و پیدائے ہو و دما ارسلناک الا لرحمۃ للعالمین پس حقیقت محمدی صل اللہ علیہ وسلم گفت حق تعالیٰ اذا ذکرک ذکرک حق تعالیٰ و تمامی موجودات اور کمالات موجودات کے معنی و گفت واسطہ مذکور من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ و ازینجا واجب در میان واسطہ ہے۔ لولاک لما خلقت الافلاک اسی مقام سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اذا ذکرک ذکرک معنی اور بھی واسطہ مذکور سے فرمایا ہے من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ اسی وجہ سے واجب ہے کہ خدا کے حمد کے ساتھ نبی پر درود بھیجنا چاہئے نہیں و حمد کیلئے جمال اور حمد کر نیوالے کیلئے کمال نہیں ہے۔ واقع است بجای و الصلوٰۃ

لہ اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر رحمت و نازل جہان کی لہ اگر نہ ہوتے آپ نہ پیدا کرنا افلاک کو لہ جب تو یاد اللہ کو تو مجھے بھی اُس کے ساتھ یاد کر لہ جس نے نہ شکر کیا لوگوں کا اُس نے نہ شکر اللہ کا۔

ق من خزائن الجود والکرم

ل ایں متعلق است بجد و خزان جمع

خزینہ است و خزان جود و کرم حقائق

الکبیرہ اندکہ عبارت از اسماء و صفات

حق تعالیٰ باشند نمود بر العالم بالعالم و

لتسمع شرح ہذا انشاء اللہ تعالیٰ و جود

صفت حق است کہ نظر بر مطلع استحقاق

کسی و بر جمال و کمال ادا از افعال حمیدہ

و صفات پسندیدہ ندارد و گوش خود

بر صدائے سوال مفتوح سازد و گھر

نوازی گل گوش بر آواز بلبل مسکینی پاکار شکل

می شود بر بی زبانان چین و کرم صفتی است

بخلات جود و جود فیض رحمانی است و کرم

فیض رحیمی و قول شیخ قدس سرہ کہ مہد باشد

اشارات است بانیکہ موہبت ہر چیز از حق

جواد کریم است بجد و کرم حق از شیعا

اضافت خزان بسوی جود و کرم واقع

شد یعنی ادا دینی علیہ السلام مزہم را از

خزان جود و کرم حق تعالیٰ است پس

بعضی نسخوں میں صلوٰۃ کی جگہ صل اللہ ہے۔ یہ حمد سے

متعلق ہے خزان خزینہ کی جمع ہے خزان جود و کرم حقائق

الکبیرہ میں جو اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات ہیں بس اللہ تعالیٰ

عالم کی تدبیر عالم سے کرتا ہے آگے اسکی شرح بیان کی جائیگی

انشاء اللہ تعالیٰ۔ جود حق کی صفت ہے جو کسی کے استحقاق

اور جمال و کمال اور اچھے اچھے کاموں اور فعلوں پر نظر

نہیں رکھتا اور اپنے کان کو اچھے اچھے لوگوں کے سوالوں

پر نہیں کھولتا ہر شخص پر رحمت اُس پر فرض ہے۔

اے گل اگر تو بلبل کے آواز پر کان لگا دیکھا تو غریب بچہ

چمن کے بے زبانوں پر سخت گراں گذرے گا۔

کرم جود کے صفت سے برعکس ہے جود فیض رحمانی

ہے اور کرم فیض رحیمی ہے۔ شیخ کا یہ قول کہ مدد

پہنچانے والا ہے اشارہ ہے کہ ہر شے کو ہستی عطا

کرنا جود کا کام ہے اسی وجہ سے خزان کی مضافت

جود و کرم کی طرف واقع ہوئی۔

بنی صل اللہ علیہ وسلم کا ہمتوں کو مدد پہنچانا

اللہ تعالیٰ کے جود و کرم کے خزانہ سے ہے ایسی

صورت میں بنی صل اللہ علیہ وسلم کا ہمتوں کو مدد

پہنچانا از روئے خلافت ہے اصالتاً نہیں ہے۔

امداد بنی علیہ السلام مرہم را از خزائن جود
 بعضے نسخوں میں خزائن کی جگہ پر خزانہ ہے۔
 کرم از روئے خلافت باشند اصالت
 یہ بھی مد سے متعلق ہے یعنی ایسی بات اور ایسے چیز سے
 و در بعضی نسخہ خزائن واقع است بجای
 امداد پہنچاتے ہیں جو بہت ہی مستحکم اور مستقیم ہے کہ قرآن
 ہے یعنی ہمتوں کو قرآن کے ذریعہ مد پہنچاتے ہیں یہ دریا
 خزائن
 ق بالقیل الاقوام
 ہے جس کا پانی نہایت ہی خوشگوار ہے جس نے اس دریا
 ل ایں نیز متعلق است بمعنی مہم است
 کے میٹھے پانی کو پیا اُس کا حلق شیریں ہو جائے گا اور
 بسخی کہ قوام تمام دارد و مستقیم تر باشد
 حرام اخروی کا قوام اُس کے گلوگیر نہ ہوگا اور
 کہ قرآن باشد کہ امداد و مرہم را از راہ
 اُس کے حلق شیریں کو کروانہ کرے گا اور شرافت
 قرآن است ہذا بحر فرائد سیلغ شراہ
 اسلام سے جو کہ آلام آخری کا توڑنے والا اور چھینا لانا
 ہر کہ ازیں بحر مشرب ساخت ز قوام حوال
 ہے مشرب ہوگا۔ اور جس نے کہ اس گہرے دریا میں غوطہ
 از سلامت اخروی مراد را گلوگیر نشود و
 لگا یا حکمت اور معرفت کے موتیوں کو پالیا غنی ہو گیا
 کام شیریں اور تلخ نگر داند و بشریف
 اور طہارت حقیقی و سعادت سرمدی اس کو حاصل
 اسلام کہ سائرہ کا سر آلام اخروی باشد شرف
 ہوگی اور در بدر کی گداگری اور ذلت سے بچے گا رہ
 گردد ہر کہ دریاں عمیق تعمق نمود و در
 پاکیا غواص بحر حقیقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 علما و معارف کہ موجب سعادت سرمدی باشد
 و سلم کے قول جو کہ نہیں ہے زکوٰۃ مگر یہ کہ اُس کی ایست پناہی
 برآور و تحایف و از ذلت و در بدری غلام شد و زکوٰۃ
 کرے گا اسی طرف اشارہ ہے اور جس نے اس سے بچے نہ
 و طہارت حقیقی اور حاصل شد و قول
 کے پانی پینے سے روگردانی کی۔
 غواص بحر حقیقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 یعنی نہ پیادہ گمراہی کے موج و تھپہدے میں پڑ گیا
 اور یہ دریا کھاری ہے اور تم سب گوشت تازہ کھاتے
 علیہ و سلم لازکوٰۃ الا عن ظہر غنی بچیں

چیز اشاعت تو اند بود و ہر کہ ازالہ دیا سے
 شیریں اعراض نمود و رجبہ ضلالت و تلاطم
 غوایت افتاد و ہذا بحر حاج و من کل تا کلین
 لحاظ یا چہ بیچس از رزق تروتازہ جسمانی
 او محروم نیست کہ رحمن صفت عام دوست
 و بریں خواں یغما چہ دشمن چہ دوست
 و امن دابتہ فی الارض الاعلیٰ اللہ رزقا
 پس ایں اکرام و تکریم محض بفری نباشد
 و تقدیر متا بنی آدم و تواند بود کہ مراد از
 قیل اقوم قول مطلق نبی باشد علیہ السلام
 کہ قول ادیب و جہ انحراف و اعوجاج ندارد
 کہ منظر اسم جامع است و اسم ہادی چراغ
 ہدایت فرارہ او دارد و آل قول بلسان
 استعداد مرتبہ دوست کہ در غایت کمال
 و اعتدال واقع شدہ کہ بدال استعداد
 استفادہ و استفاضہ و فادہ و فاضہ
 ہو کیونکہ کوئی شخص اُس کے تروتازہ رزق سے محروم
 نہیں ہے اس لئے کہ عام صفت اُن کی رحمت ہے۔
 بریں خواں یغما چہ دشمن چہ دوست
 و امن دابتہ فی الارض الاعلیٰ اللہ رزقا۔ پس یہ اکرام و تکریم
 کسی فرد کیلئے خاص نہیں ہے و تقدیر متا بنی آدم تحقیق ہم نے
 آدم (علیہ السلام) کے بیٹوں کو عزت دار بنایا اور یہ بھی
 ہو سکتا ہے کہ قیل اقوم سے مراد قول مطلق نبی صل اللہ
 علیہ وسلم ہو اس وجہ سے کہ آپ کے قول میں کسی طرح سے
 انحراف و اعوجاج نہیں ہے کیونکہ آپ منظر اسم جامع
 ہیں اور اللہ تعالیٰ کا اسم ہادی۔ ہدایت کا چراغ
 آپ کے راستہ پر رکھے ہوئے ہیں۔ اور یہ بات
 حضور پر نور کے استعداد و مرتبہ کے لحاظ سے ہے
 کیونکہ آپ کی استعداد اور آپ کا مرتبہ غایت مرتبہ
 و کمال رکھتا ہے کہ اُس استعدادات و کمالات
 سے ہر شخص جیسی اُس کی استعداد ہوتی ہے استفادہ
 و استفاضہ و فادہ و فاضہ حاصل کرتا ہے۔
 ملے اور نہیں ہے کوئی دابتہ زمین میں مگر رزق اُس کا اور پراستہ ہے بلکہ تحقیق عزت دیا ہم نے آدم کے بیٹوں کو
 ملے و گردانی کرنا ملے ٹیڑھا ہونا ملے فائدہ حاصل کرنا ملے فیض حاصل کرنا ملے فائدہ اٹھانا
 ملے فیض اٹھانا۔

میکند بحسب استعداد مردم و انا لمؤتم و انما لمؤتم
 نصیبیم غیر منقص و لسانِ قال و حال
 تابع لسان استعداد است پس چون
 استعداد کسی کی انتہائی کمال پر ہوتی ہے اُس کا
 قال و حال بے حد صدق و صفار کھتا ہے اسلئے
 بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول تمام قولوں سے مضبوط
 اور حال اُن کا تمام احوال سے سچا ہے یہ مدد کیلئے
 اقوم اقوال باشد و حال او اصدق احوال عطف بیان ہے۔

ق محمد ل عطف بیان است
 مر محمد را یعنی آن محمد محمد عربی مکی ہاشمی
 است و آل محمد بن عبد اللہ بن
 عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہیں صل اللہ علیہ وسلم یہ محمد پر
 عطف ہے یعنی آل بنی علیہ الصلوٰۃ والسلام
 است ق و آلہ پر درود و صلوٰۃ نازل ہو اس بات کو سمجھو

ل این عطف است بر محمد یعنی درود
 نازل بر آل بنی علیہ السلام بدانکہ حمد
 بر حق تعالیٰ تمام نیست مگر بہ تشفیج آل
 پر درود آل او چنانکہ میدانی کہ در حالت
 خاص کہ در آل حالت بجز تو جب حق تعالیٰ
 محبوب و مرضی نیست کہ نماز باشد
 جیسا کہ تم جانتے ہو کہ حالت خاص یعنی نماز

ملہ ان کے اعمال کی جزا جو ان کو ملنا ہے پورا پورا دیں گے بغیر کچھ کمی کے

درود فرستادن بر نبی و آل و محبوب
 میں کہ اس حالت میں توجہ سوائے حق تعالیٰ کے
 و مرضی آمد بلکہ نماز بدون آل تمام نشود
 محبوب و پسندیدہ نہیں ہے درود بھیجنا نبی پر
 پس انکوں و ریاب کہ شان نبوت او
 اور اس کے آل پر اللہ تعالیٰ کو محبوب اور پسندیدہ
 چون است و محبت اہل بیت تا بر کجا
 ہے بلکہ نماز بغیر درود کے پوری نہیں ہوتی اب تم
 بر کشید پستربشنو کہ گفتہ است حق
 سمجھو کہ اس کے نبوت کی شان بہت بڑی ہے اور محبت
 تعالیٰ بطریق حکایت از بندہ خاص
 اہل بیت کی ہم کو اور آپ کو کہاں تک لیگی اب تم سنو
 خود اما الحدارکان تغلامین یتیمین
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اور وہ دیوانہ و یتیم لڑکوں
 فی المدینۃ و کان تحتہ کنز لہما و کان
 کی تھی جو شہر میں رہتے تھے اور اس دیوار کے نیچے
 ابوہما صالحی فاراد ربک ان یبلغا
 خزانہ تھا اور وہ خزانہ انھیں دونوں یتیم لڑکوں کا
 اشد ہما و یستخرجا کنز ہما رحمۃ من
 تھا جو ناپا بالغ تھے اور ان دونوں یتیم لڑکوں کا
 ربک و ما فعلتہ عن امری ذالک
 باپ نیک بخت تھا پھر چاہا تیرے رب نے کہ
 تاویل بالم تستطع علیہ صبر ایس قول
 وہ دونوں یتیم لڑکے جوان ہوں اور اپنے زور و
 او کہ ابوہما صالحی باشند تنبیہ است
 قوت کو پہنچیں مہربانی سے تیرے رب کے دیوار
 بریکہ اولاد آن کہ عزیز صلح واجباً علیہ
 کے نیچے سے گڑے ہوئے خزانہ کو نکال لیں اور یہ
 و الحما یتہ باشند و بمفاصل بسیار منظور
 جو کچھ کیا ہے میں نے اپنے سے نہیں کیا ہے بلکہ
 شوند کہ در میان آل عزیز صلح مرد و
 اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا ہے۔ یہ اصل حقیقت
 یتیم مذکور ہفت آباؤند و آل عزیز
 ہے اُن چیزوں کی جس پر تو ٹھہر و صبر نہ سکا۔
 صلح صلح بود فغانک بحسب اہل بیت
 اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندہ عزیز صلح کا ہمارے

اشرف موجودات و رعایت و حمایت
 ایشان بلکہ اگر عنایت ایزدی دستگیری
 نماید و قول مذکور واقعی بر تو متجلی شود
 پس رعایت و حمایت ہر مومن بر خود
 لازم گیری کہ صلاح آدم و نوح علیہما الصلوٰۃ
 و السلام محرک بریں معنی تو اندیشد و ترا
 جنبش بسوی محبت و رعایت ہر مومن
 تو انداد لیکن او تفاخر و عنوت در میان
 نیار و دلفتنہ است حق تعالیٰ اولی الناس
 بابرہیم للذین اتبعوه و ہذا بنی و الذین
 آمنوا و اللہ ولی المؤمنین یعنی قریب و
 واصل تر بابرہیم علیہ السلام ہر آئینہ آل
 طائفہ باشند کہ آئینہ خود را بصیقل تعبت
 ابراہیم علیہ السلام مصقل ساختہ باشند
 و آل محمد است و طائفہ کہ ایماں آوردہ
 اند بوی قل بل نتیج ملت ابراہیم حنیفا
 بصیغہ متکلم مع الخیر فالمراد بالذین اتبعوه
 لہ سب آدمیوں میں زیادہ قربت والے حضرت ابراہیم کے ساتھ وہ لوگ تھے یا ہیں جنہوں نے ان کا اتباع کیا اور
 یہی ہیں صل اللہ علیہ وسلم آوردہ لوگ جو ایمان لائے اور اللہ ایمان والوں کا دوست ہے۔

ہذا النبی والذین آمنوا اکتفابہیں نکر دیتے ہیں جو آپ پر ایمان لایا ہے۔ قل بل یقینوا ملت ابراہیم حنیفا
 کند کہ وجہ قرب بنی و مومنان بابرہیم تعیت بصیغہ مشکلم مع الغیر فرمایا ہے یعنی کہو کہ اتباع کرتے ہیں ہم
 او باشندہ قرابت پس تفاخر یہود و نصاریٰ ملت ابراہیم حنیف کی۔ پس مراد یہ ہے کہ اتباع کریں
 بر بلال و امثال وی بقرب ابراہیم سودے اس نبی کی اور ایمان لائیں اُن پر اسی کہنے پر اکتفا نہیں
 کنند و اعتبار سے ندارد پس دریں کریمہ کیا اسلئے کہ متنبہ کرے کہ قربت کی وجہ بنی اور مومنوں
 رد تفاخر یہود و نصاریٰ است و ایں حجت کی ابراہیم علیہ السلام سے اُن کے لائے ہوئے احکام کی
 قاطع است بر ترک فخر نسب از ہر کس بیروی کرنا ہے قرابت نہیں ہے اسوجہ سے یہود و نصاریٰ
 کہ باشند قاطع سوار السبیل و مع عنک کانسب و حسب کے اعتبار سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ
 اقل و اقل بعد ازاں گفت واللہ یا مثل اُن کے دوسروں پر فخر کرنا کوئی فائدہ اور کوئی
 ولی المومنین با آنکہ گفت است الحمد اعتبار نہیں رکھتا۔
 للہ رب العالمین بلکہ در قرب خود بہر آیت کریمہ یہود و نصاریٰ کے تفاخر نسب کے اور تردید
 مومن و کافر نیز گفتہ است نحن اقرب کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور یہ دلیل ترک فخر نسب
 الیہ من جبل الوریہ یعنی بسوی انسان پر جس شخص سے بھی ہو دلیل قاطع ہے پس انھیں راستہ
 مطلق چنانکہ در نص یہودی خواہد آمد کی اتباع کرو اور قیل و قال کو چھوڑ دو بعد اس کے
 انشاء اللہ العزیز اما ایں قرب سودے فرمایا ہے واللہ ولی المومنین باد یہود اس کے کہ اللہ
 ندارد و اعتبار سے نیار و از نبی گفت واللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے الحمد للہ رب العالمین یہاں تک کہ
 ولی المومنین چوں لو اسی عظمت و شفاعت ہر مومن و کافر کے متعلق فرمایا ہے ونحن اقرب الیہ من
 ید الاولین والآخرین بس عریض است جبل الوریہ انسان مطلق کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ
 للہ المومنین کا دوست ہے تمہاری حمد اللہ تعالیٰ کیلئے ثابت ہے تم بہت قرب ہیں تمہارے رگ گردن سے

گفت صلی اللہ علیہ وسلم تحت لوائی آدم | فص ہودی میں یہ بیان آدینکا انشاء اللہ تعالیٰ لیکن یہ
ومن دونہ پس گنجائش دارد کہ اولاد امجاد | نزدیکی اور یہ قرب کوئی فائدہ نہیں پہنچاتا اور نہ کوئی
واحقاد اکباد و صد گو نہ تفاخر در میان | اعتبار رکھتا ہے اسوجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ
کنند الصالحین للہ والطاہمین لی در ملکیت | اللہ مومنوں کو دوست رکھتا ہے چونکہ سید الاولین
بسوی ایں معنی بلکہ میرسد کہ باقی امت | والآخرین کے عظمت و شرافت کا جھنڈا بہت چوڑا
کہ از شرف قرابت صوری ایں سرور | ہے اسلئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
محروم شدہ اند مباہات در میان کنند | تحت لوائی آدم ومن دونہ یعنی میرے جھنڈے کے
کہ اللہ تعالیٰ ایشان را امت آں | نیچے آدم اور علاوہ اُس کے ہیں۔

سید المرسلین والآخرین گردانید | پس اس بات کی گنجائش ہے کہ آپ کے آل و اولاد
چنانکہ موسیٰ و عیسیٰ وغیر ایشان غبطہ | سیکردن تفاخر کریں الصالحین للہ والطاہمین لی
ایں معنی کردہ اند چنانکہ فقر ذکر کردہ است | میں ایک رمز ہے جو اسی معنی کی طرف دلالت کرتا ہے۔
در ترجمۃ الکتاب پس بر صاحب اہل بیت | یہاں تک کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ باقی امت بھی جو کہ حضور
در عایت حمایت ایشان واجب باشد | کے قرابت صوری کے شرف سے محروم ہیں فخر کریں کہ
وبرایشان شفقت و رحم بر امت خود | اللہ تعالیٰ نے اُن کو سید الاولین والآخرین کا امتی بنایا
لازم کہ رسول جنیں بود لیکن تابجاے | جیسا کہ حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علیہم السلام نے
سرکش کی در بارہ بزرگان از تو نامناسب | اور علاوہ اُن کے دوسرے پیغمبران نے اس کی آرزو
گفتہ شود یا ظن نامناسب بحال ایشان | کی ہے جیسا کہ ترجمۃ الکتاب میں اس کا ذکر کیا گیا ہے
در تو راہ یا بد و مرکوز خاطر شود | پس ہم پر اہل بیت کی محبت اور ان کی حمايت در عانت

ملہ نیک اور صالح بندے اللہ تعالیٰ کے لئے اور گنہگار بندے میرے لئے ہیں۔

یا ایہا الذین آمنوا اجتنبوا کثیر من الظن
 ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا الغیب
 بعضکم بعضا ینحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ
 یتافکرمتمواہ والقوالہ ان اللہ تو ابالرحیم
 ان اکرلم عن اللہ اتقا کم ومراد داشتن از
 آل بحسب فہم عوام است و گرنہ بتحقیق
 شیخ علما عرفان دق و سلم
 لدریں قول مرجع است نسخہ صلی اللہ
 را اگرچہ اسمیہ بودن جملہ کہ معطوف
 علیہ است مرجلہ صلوٰتیہ را مرجع است
 کہ جملہ صلوٰتیہ جملہ اسمیہ باشند پس مرجلہ
 صلوٰتیہ را دو وجہ ست وجہی و نظری
 سابق خود دار دو وجہی و نظری دیگر
 بلا حق خود یعنی تسلیم حق تعالیٰ وغیر او
 بر بنی باد و آل دے علیہ السلام و تسلیم
 از حق تعالیٰ متجلی شدن حق ست
 باسم سلام کہ مورث سلامتی است از
 منقصت حجب غفلت و معدوم مد
 تجلیات جمال حق بود و منجی از سطوات

واجب ہے اور ان لوگوں پر ترجم اور مہربانی اپنے
 امت پر لازم ہے کہ رسول ایسے ہی تھے لیکن اس حد
 تک سرکشی نہ کرو کہ بزرگوں کے بارے میں باتوں نامناسب
 سرزد ہوں یا گمان نامناسب ان کے حالات میں
 لے جاؤ ورنہ گنہگار ہو گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
 ہے کہ اے وہ لوگ جو ایمان لائے ہو بچو بڑے گمان
 سے کہ تحقیق بعض بڑے گمان گناہ ہیں اور مت تلاش
 کرو اور مت غیبت کرو بعضوں کی بعضوں سے کیونکہ
 دوست رکھتے ہو کسی کو اور کھاتے ہو گوشت اپنے مرے
 ہونے بھائی کا پس کراہیت کہ وادرو اللہ تعالیٰ سے
 تحقیق اللہ تعالیٰ تو بیکر نیوالوں پر رحم کرتا ہے تحقیق تم میں
 سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک عورت دار وہ ہے جو اللہ تعالیٰ
 سے ڈرتا ہے آل سے اولاد مراد لینا عوام کے سمجھ کے
 مطابق ہے ورنہ نابینا عربی رحمۃ اللہ علیہ کے تحقیق کے
 مطابق آل سے مراد علما و عرفا ہیں۔
 یہ قول راجع ہے صلی اللہ سے اگرچہ دونوں جملہ اسمیہ ہیں جو کہ
 جملہ صلوٰتیہ کیلئے مفعول علیہ ہے اور راجع ہے کہ جملہ
 صلوٰتیہ جملہ اسمیہ ہے پس جملہ صلوٰتیہ کیلئے دو وجہ ہے
 ایک وجہ سابق میں اپنے رکھتا ہے اور دوسری وجہ اپنے

جلال و از مومنان دعاست بزبان
استسلام و انقیاد بچارح بطبع و محبت
نہ بنفان و کراہت۔
ق اما بعد فانی رایت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فی مبشرۃ اریتمہا
فی العشرۃ الاخیر فی المحرم سنہ سبع
و عشرين و ستائیزہ بحر دستہ دمشق
و بیدہ کتاب فقال لی ہذا الکتاب
فصوص الحکم
غذہ و اخرج بہ الی الناس یتفقون بہ
ل ایں شروع است در سبب تالیف
کتاب و اشارات بسوی اعتقاد و در
اظهار اسرار الہی یعنی عارف امین حق است
اسرار حقانی را واجب الستر داندا اگر نہ
امانت نماند و خیانت روی نماید پس
فاش نگواند آل اسرار را اگر آنکہ مامور
شود آل زمان معذور بود و تشنیع
مردم بر اظهار اسرار شیعہ تر بود و کلمہ بعد
بفہم وال باشد و مبشرہ صیغہ اسم
سے ملی ہوئی رکھتا ہے۔ یعنی سلام حق تعالی کا
اور اُس کے غیر کا نبی پر اور آل نبی پر ہو۔ اللہ تعالیٰ
نبی پر سلام اللہ تعالیٰ کا اسم سلام سے متجلی ہونا ہے
جو کہ حجاب و غفلت کے نقصان سے سلامتی کا
موجب و سبب ہے اور اللہ تعالیٰ کے جالی تجلیات کا
مدد پہنچاؤ والا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سطوت و جلال
سے نجات دینے والا ہے اور مومنوں کا سلام
استسلام کے زبان سے دعا ہے نقصان و کراہت
سے نہیں بلکہ رغبت و محبت سے اعفار کو چھکانا ہے
حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ نے
تالیف و تصنیف کرنے کے اسباب اور اسرار الہی
کے ظاہر کرنے کے عذر سے اس کتاب فصوص الحکم
کو لکھنا شروع کیا ہے کہ عارف باللہ اسرار حقانی
کا امانت رکھنے والا ہے اس لئے اُن اسرار کا چھپانا
اُس پر واجب ہے اسرار حقانی کے ظاہر کرنے سے
عارف باللہ کا گریز کرنا لازمی ہے ورنہ خیانت
ہوگی اور امین کے شان کے خلاف ہے یہی وجہ ہے
کہ عارف باللہ اسرار حقانی کو ظاہر نہیں کرتا اگر
اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن بھیدوں کے ظاہر کرنا

فاعل است از تبشیر و موصوف آن محذوف است کہ رو یا باشد و موصوف سے معذور ہوتا ہے اسرار آتی کے ظاہر کرنے پر لوگوں مذکور واجب الحذف است در کلام کا بڑا بھلا کمنا بہت ہی خواب ہے۔

عرب داریتہا صیغہ ماضی مجہول است کلمہ بعد میں دال پر پیش ہے اور مبشر و اسم فاعل کا صیغہ ازار است فاعل وی اللہ است وقول ہے تبشیر سے ہے اور موصوف اُس کا محذوف ہے جو کہ شیخ کہ فی العشرۃ الاخیرہ رایت یا رو یا ہے کلام عرب میں موصوف واجب الحذف ہے اریۃ و ہم چنین بحر و سہ و مشق متعلق است اریۃ صیغہ ماضی مجہول ہے ارات سے ہے اُس کا فاعل بیکلی از دو فعل مذکور ای بخط محروسہ اللہ ہے اور قول شیخ قدس سرہ جو کہ فی العشرۃ الاخیرہ من الآفات وہی و مشق میدہ رسول رات سے متعلق ہے۔ اسی طرح ایک دو وجہ مذکور سے صلی اللہ علیہ وسلم کتاب حالست محروسہ و مشق متعلق ہے۔ اے خط و مشق آفات سے از رسول اللہ اخرج صیغہ امر است محفوظ ہو دیدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتاب از باب نصر و بادرب برای تعدیہ باشد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حال ہے اور باب میں و ینفقون حال است از ناس یعنی برائے تعدیہ ہے اور و ینفقون ناس سے حال ہے ہر چیز یکہ باشد وقوع شی در دنیا یعنی ہر وہ چیز جو کہ دنیا میں واقع ہے۔ ابن عربی قدس پس میگویم کہ تحقیق دیدم من رسول خدا را سرہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم در خواب صادق و کو خواب میں دیکھا اُس خواب میں خطرات شیطانی کا ذرا موجب بشارت و سرور و قالی از بھی دخل نہیں تھا وہ خواب بشارت دینے والا خوشی دشوائسہ اختلاط بشوائب شیطانی کہ پہنچانے والا تھا وہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بغیر نمودہ شدہ است بمن و آل خواب کسی رنج و مشقت و کسب و التساب کے عشرہ اخیر

از قبل حق تعالیٰ از غیر تجتم کسب کتاب
 و از غیر شاربہ اختلاط بشوائب نفسانی و
 و اغراض شیطانہ در عشرہ اخیر از عشرت
 حرم احرام سنہ ششصد و بیست
 و ہفت در خط دمشق محروس باد و محفوظ
 بحالیکہ بدست مبارک او علیہ السلام
 کتابی بود پس فرمود بمن کہ این کتاب
 فصوص الحکم است بگیری معنی این کتاب
 را در باطن و سرتا ترا کمال و جمال رو
 نماید و بدون آرائنا بسوی مردم و عالم
 شہادت بعبارات و اثبات و اشارات
 موافق بحالیکہ کہ منتفع شوند مردم بوائے
 و مقصد حجاب از عین باطن ایشان بر
 برخیزد فانہ لا تعمی الابصار و لکن تعمی القلوب
 التي فی الصدور و حرارت دوری و سوز
 مجوری از ایشان تسکین یابد و بزلال
 وصال شیریں کام و صاحب آرام شوند
 و ترا مرتبہ کمال و تکمیل ہوید اگر د و
 ہدایت انبیاء علیہم السلام مشرف شوی

محمد ۶۲۷ ہجری خط دمشق میں ایسے حال میں کہ حضور
 پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں کتاب تھی
 دکھایا گیا۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کتاب
 فصوص الحکم ہے اس کے معنی کو اپنے سر و باطن میں لے
 تاکہ تجھ کو کمال و جمال حاصل ہو اور اُس معنی کو عمدہ لباس
 اور اچھے اشارات سے آراستہ کر کے لوگوں میں بیان
 و ظاہر کرے تاکہ وہ لوگ اُس اسرار حقانی سے قائدہ پاویں
 اور اُن کے باطن کے آنکھ سے حجاب کا پردہ اٹھ جاوے
 اس لئے کہ اُن کی آنکھیں اندھی بنیں ہیں بلکہ اُن کی باطنی
 آنکھ جو اُن کے دلوں میں ہے اندھی اور اُن کو حرارت
 دوری اور سوز مجوری سے تسکین اور شربت وصل
 سے اُن کا حلق شیریں ہو جاوے اور سکون و آرام
 پائیوائے ہوں اور تجھے تکمیل و کمال کا مرتبہ حاصل
 ہو اور تو انبیاء علیہم السلام کے وراثت سے
 مشرف ہو۔
 و جب تسمیہ اس کتاب کی آگے ظاہر ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ
 رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول جو بیدہ
 کتاب ہے۔
 اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ علوم و معارف

دو وجہ تسمیہ اس کتاب بیشتر ظاہر خواہد شد انشاء اللہ العزیز و قول اوسیدہ صلی اللہ علیہ وسلم اشارت است کہ حکم و معارف اس کتاب کے معدن الحکم و المعارف رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت و تصرف میں ہیں جیسا کہ کہتے ہیں کہ یہ ملک فلاں بادشاہ کے ہاتھ میں ہے یعنی اُس کے قدرت و تصرف میں ہے اور اُسی بادشاہ کے حکم سے اور اُسی کی طرف سے کوئی چیز کسی کو ملتی ہے۔

فلاں بادشاہ است یعنی در تخت و تصرف اوست و یکسی از آن چیزی نرسیدہ مگر از قبل و اذن و بداند کہ

حالا مومن صالح را نیست مگر بشارت چنانکہ گفتہ است رسالت پناہی صلعم لم یبق من بعدی من النبوت الا المبشرات فقالوا ما المبشرات یا رسول اللہ قال الرویا الصادقة التي یراہا المؤمن

دیکھتا ہے۔ اسمع والطاعة بتدا ہے اور اس کی خبر ہے اور منادولی الامر سے متعلق ہے۔

وامدی الامرنا کما امرنا

ل اسمع والطاعة بتدا است

کما امرنا شیخ قدس سرہ کے کہنے کی وجہ ہے۔

پس کہا میں نے کہ جان و دل بے سنا اور

ولسد خبر آن و مناسبت است با ولی
 الامر و کما امرنا گویا وجہ است برائے
 گفتن شیخ قدس سرہ مرقول مذکور را
 یعنی پس گفتیم کہ بجان و دل شنودن
 و بر رغبت و طاعت نمودن مرام خدا
 راست و مرام رسول خدا را و مرام
 صاحبان امر و حکم را از ما کہ سلاطین
 باطن باشند یا سلاطین مملکت
 کہ امر معروف و نہای عن المنکر باشند
 از اہل دین یا یعنی ہر چہ خدا و رسول
 خدا و صاحب امر برای ما فرماید آنرا
 باید شنود و واجب الاتثال و الاطاعت
 باید دانست چنانکہ ماموریم بایں حکم
 گفتہ است باری تعالی اطیعوا اللہ
 و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم
 ق فمحققت الامنیۃ و اخلاصت النیۃ
 و جردۃ القصد و الممتہ لا برزہ لکن با
 کما حدہ لی رسول اللہ صلعم من غیر
 اے اطاعت کرد اللہ کی اور رسول کی اور بادشاہ وقت کی۔

زیادہ دلائل نقصان | اخلصت النیۃ حقت الامنیۃ من اغراض

ل حقت از تحقق صیغہ ماضی معلوم است | النفسانیۃ اور جردت تجرید سے ہے اور دو

مرکب واحد عطف است بر قلت | میں سے ایک فعل پر عطف ہے از روئے صیغہ

وامنیۃ مفعول حقت است از تمنی | کے مثل اُس کے اور بنا اور قصد جردت کا

بضم ہمزہ بمعنی متمنی و مطلوب ای | مفعول ہے اور ہمت۔

اروت ان اجعل الامنیۃ حقاً ثابتاً | عطف تفسیری سے قصد پر عطف ہے ولا براز

فی الخارج و اخلصت از اخلاص است | ہذا الکتاب متعلق ہے اے جردت الفقد

و معطوف بر حقت مثل دے از روی | الی اظہار ہذا الکتاب من القارات شیطانیہ اور

صیغہ و بنا و نیۃ مفعول اخلصت | کما حدہ بابر از ہذا الکتاب سے متعلق ہے اے

باشد ای اخلصت النیۃ حقت الا | ابراہام اقرونا موافقا کما حدہ لی و عینہ رسول اللہ

مینیۃ من الاغراض النفسانیۃ و جردت | یعنی اُس میں اپنا دخل نہ ہو و قول شیخ قدس سرہ

از تجرید عطف است بر یکی از دو فعل | کا جو کہ من غیر زیادہ ہے اے فی المعنی دلائل نقصان

مذکور و مثل اُن از روی صیغہ و بنا | اے فی المراد بیان ہے شیخ کے اس قول کا

و قصد مفعول جردت و ہمت عطف | جو کہ کما حدہ ہے اور شیخ کے اُس قول سے

باشد بر قصد لعطف تفسیری ولا براز | جو کچھ مفہوم ہوتا ہے اور لازم ہوا ہے اُس کی

ہذا الکتاب متعلق است ای جردت | تصریح ہے۔

القصد الی اظہار ہذا الکتاب من | یعنی پس چاہا میں نے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ

القارات الشیطانیۃ و کما حدہ متعلق | و سلم کے خواہش و تمنا کو جو کچھ وہ چاہتے ہیں عالم

است بابر از ہذا الکتاب ای ابراہام | شہود و نمود میں ثابت و ظاہر کر دوں مبرا کہ حضرت

اسمقر و ناموافقا کما حدہ لی وعینہ رسول اللہ یوسف علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تحقیق کرو یا میرے
یعنی من غیر تصرف منی وقول شیخ من غیر پروردگار نے بھی یعنی جس میں ظاہر کر دیا اور اس کا
زیادۃ اسی فی المعنی والانقصان اسی فی اللہ ابی میں اللہ تعالیٰ سے خواستگار ہوا کہ کتاب
بیان است مرقول شیخ را کہ کما حدہ باشد فصوص الحکم کے علوم و معارف کو عالم شہادت
و تصرف است بامری کہ لازم آمدہ بود میں لانے اور ظاہر کرنے کے لئے اغراض نفسانی
ومفہوم شدہ از آن قول یعنی پس خواستم سے اپنے قصد اور نیت کو خالص کر دوں یعنی میری
کہ بگردانم مطلوب و متمنا ی رسول خدا را نیت اس شائبہ سے پاک و منزہ ہو کہ لوگ
صلی اللہ علیہ وسلم حق و ثابت در عالم شہود کتاب فصوص الحکم کی تشریف و توضیف کریں
و نمود چنانکہ گفت یوسف علیہ السلام اور مجھ کو بزرگ سمجھیں۔

قد جعلہا ربی حقای اخر جہا و انظر ہا اس کتاب فصوص الحکم کے معارف و اسرار کو
فی احسن و خالص گردانم نیت احوال عالم شہود و نمود میں لانے اور ظاہر کرنے میں میری
کتاب را بسوی عالم شہادت از اغراض نیت اور میرا قصد اور میری ہمت پاک و صاف
و مطالب نفسانی یعنی از شائبہ اینکہ مردم ہو یعنی آمیزش طبع اور توقع باو شاہان اور امرا
تحمین کنند آن کتاب را و مرا بزرگ سے میری نیت میرا پاک و صاف ہو۔

خوانند منزہ باشد و پاک و خالص و صاف یہ اس لئے کہ عارف باشد کو اللہ تعالیٰ کے نور
گردانم قصد و ہمت را با ظہار این کتاب سے تائید ہوئی ہے کہ وہ اغراض نفسانی و شیطانی
در عالم شہود و نمود از خطرات شیطانی کو خطرات رحمانی و ارباب سبحانی سے الگ
یعنی از آمیزش طبع و توقع از سلاطین کر سکتا ہے اور پہچان سکتا ہے اور اس کتاب
و امرا مبرا باشد و صاف چہ عارف را فصوص الحکم کے معارف و اسرار کے ظاہر کرنے

از جناب حق تعالیٰ امدادی باشند و از لفظ میں قصد میرا اور ہمت میری پاک و صاف ہو اور
اوتابندی کی کہ اغراض نفسانی و خطرات جس طرح سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
سلطانی را از خواطر دھانی و واردات اس کتاب فصوص الحکم کے علوم و معارف کو ظاہر
سجانی و اندیشناخت و قصد من بر آنست کرنے کے لئے مجھ کو تعلیم و تلقین فرمائی ہے اسی طرح
کہ ظاہر کنم کتاب مذکور انبوعی کہ تلقین و میں ان علوم کو ظاہر کروں۔

تشخیص فرمودہ است مرا رسالت پناہی یعنی جن جن باتوں کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
صلی اللہ علیہ وسلم در اظہار آن یعنی چیزی نے یعنی بیان معانی اور احکام صوفیہ اور مطالب
در بیان معانی احکام صوفیہ و مطالب فقرا کے اظہار کے لئے حکم دیا ہے ظاہر کر دے اور
فقرا کہ رسالت پناہی صلعم اظہار آن جو کچھ اُن کی مراد ہے اس کے شرح میں کوتاہی دہی
امر نمودہ است و حکم فرمودہ زیادہ نگوں نہ کر دے اور جیسا کہ مجھ کو شرح کرنے کے لئے حکم
و در شرح مراد نقصان نیارم دیا ہے اُس میں کمی و زیادتی نہ کر دے۔

ق و سالت اللہ ان یجعلنی فیہ فی جمیع قول مشیح قدس سرہ یجعلنی فیہ بتقدیر من ہے
احوالی من عبادۃ الذی لیس للشیطان ای من ان یجعلنی اللہ فیہ اے فی ابراز الکتب اور
علیم سلطان فی جمیع احوالی من عبادۃ یجعلنی کے لئے مفعول ثانی

ل قول قدس سرہ یجعلنی فیہ بتقدیر من ہے اور من تبعیضیہ ہے اور اُس کا قول الذین باصلہ
من است ای من ان یجعلنی اللہ فیہ ای عبادہ کے لئے صفت ہے

فی ابراز الکتب و فی جمیع حوالی من جالو اور سمجھو کہ عارف کامل ذرا بھی اپنے نفس پر مجرور
عبادہ مفعول ثانی است مر یجعلنی را نہیں رکھتا اور اپنے نفس کو برائی سے بری اور پاک
ومن تبعیضیہ است و قول او الذین نہیں سمجھتا بلکہ نفس امارا تو برائی سکھاتی ہے اُس کی

باصلاح صفت است مرعباہ را بدارا نکہ
عارف کامل ہرگز بر نفس خود اعتماد نکند
ماہری نفسی ان النفس لا مارت بالسور
مطرح نظر او ہمیشہ فضل حق باشد و رحمت
دولہ فضل اللہ علیکم ورحمۃ مازکی منکم
الامن امر اللہ۔

پس اس کو سمجھو جب کہ شیخ قدس سرہ نے فرمایا فحقیقت
الامنیۃ من غیر زیادہ ولا نقصان تو ان کے لئے لازمی
اور ضروری ہوا کہ اپنے لئے اللہ تعالیٰ سے طہارت و تزہت
وامداد طلب کریں اسی لئے شیخ قدس سرہ نے رسالت
اللہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ سے کتاب فصوص الحکم کے
لازم است کہ طلب امداد طہارت و تزہت
خود از جناب مقدس حق تعالیٰ و تقدس
کنند پس گفت رسالت اللہ و اقتصار
سوال در باب انظار کتاب مذکور نکرد
کہ اس نیز از شان عارف و در باب شد
پس گفت و فی جمیع احوالی یعنی پس سوال

لے اگر اللہ کا فضل اور رحمت ان پر نہ ہوتی تو کوئی پاک ہمیشہ نہ ہوتا لیکن اللہ حکم چاہتا ہے پاک کرتا ہے۔

تھ میں اپنے نفس کو برائی سے بری اور پاک نہیں کرتا میں اس نیت سے بچ گیا کہ میرے رب نے مجھ پر رحم کیا۔

تھ آج کے دن کوئی پچانید لا نہیں ہے مگر وہی محفوظ رہے گا جس پر اللہ کا حکم اور رحم ہو گا۔

کردم و خواستم از اللہ تعالیٰ کہ جامع جمیع
 اسماء و صفات و موجودات است اینکہ
 بگردانم و در اظہار کتاب و در جمیع احوال
 از قیام و قعود و رکوع و سجود و غیر آن
 از عباد خویش یعنی مرا از عباد اللہ گردانم
 نہ از عباد النعم و الرزاق و غیر آن از انامیہ
 جزئیہ ارباب متصرفین خیرام اللہ
 الواحد القہار کہ نظر بر لذت دنیوی و
 و اخروی دارند از اولاد و اموال بہشت
 و حور و قصور و عباد اللہ ہم العارفون
 الذین لایرون غیر اللہ موجوداً لا تجوزون
 الامرائی و تعلیوں الاسم النادی من
 الاسم الفضل و یعرفون مداخل الشیطان
 ازینجا گفت الذین لیس للشیطان علیم
 سلطان یعنی آن بندگانیکہ نباشد مر
 شیطان و نفس را برایشان تسلط و
 قلب و کان کید الشیطان ضعیفاً ضعیف
 الطالب و المطلوب چنانکہ گفت حق
 تعالیٰ مر شیطان را ان عبادی لیس ملک
 و غیرہ میں اپنا بندہ بنائے یا بنادے اور مجھ کو اپنے
 گردہ میں شامل کرے تاکہ میں منعم اور رزاق و غیرہ
 کا بندہ نہ رہوں اسوجہ سے کہ آپ کے بندوں کے
 علاوہ جو اسماء جزئیہ کے بندے ہیں ان کی نظر
 ہمیشہ لذات دنیوی و اخروی مثل جنت و حور و قصور
 و اولاد و اموال پر رہتی ہے۔ اور آپ کے بندے
 آپ کے علاوہ کسی دوسرے کو نہیں دیکھتے اسلئے
 کہ غیر کا وجود محال ہے اور جو کچھ اللہ کا حکم ہے
 اُس سے آگے نہیں بڑھتے اسم ہادی اور اسم فضل
 کو جانتے ہیں اور شیطان کے مداخلت کو بھی پہچانتے
 ہیں ایسے ہی موقع کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
 یعنی میرے ان بندوں پر جن کو کہ میں نے اپنا بندہ
 کہا ہے شیطان اور نفس کا غلبہ و تصرف ہوتا ہے۔
 شیطان کا مکرو فریب ان بندگان کے سامنے کچھ
 بھی حقیقت نہیں رکھتا شیطان کا مکرو ضعیف ہے
 ان بندگان کے سامنے شیطان ضعیف ہے جیسا
 کہ شیطان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ
 نہیں ہے واسطے تیرے ان پر غلبہ اور یہی اللہ
 تعالیٰ فرمایا ہے کہ ہم نے انسان کو پیدا کیا اور

علیہم سلطان و حال آنکہ گفتہ است و نقد
 خلقنا الانسان و نعلم ما تسوس بہ نفسہ
 و گفتہ است در باب جماعہ دیگر اولیک
 حزب الشیطان الا ان حزب الشیطان
 ہم الاخر دن پس معلوم شد کہ از عبادی
 جماعہ دیگر مراد اند کہ انہا حزب اند کہ انہا
 حزب اللہ اند کہ حرکات و سکنات
 ایشان از خدا بخدای خدا بسوی خدا
 باشند و مر شیطان و اسم فصل را بر ایشان
 تسلط و غلبہ نیست فان حزب اللہ
 ہم الغالبون و چون سوال و طلب
 کرد از حق تعالی حفظ خود را در جمیع
 احوال و اظہار کتاب فصوص الحکم
 خواست کہ طلب کند از حق تعالی اینکہ
 مخصوص گرداند او را بخواطر رحمانی و ارادت
 سبحانی چنانکہ می شنوی
 ق و ان یخصنی فی جمیع مایرقبہ بنانی
 وینطق بہ لسانی وینطوی علیہ جنانی
 بالانقار السبوحی و النفث الروحی
 ان کو بھی ہم جانتے ہیں جو برائی اُس کے نفس
 میں پیدا ہوتی ہے اور دوسری جماعت کیلئے
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ لوگ شیطان
 کے گروہ کے ہیں بیشک شیطان کا گروہ خسارہ
 پانیوالوں میں ہے۔ تو معلوم ہوا کہ عبادی سے
 مراد ایک دوسری جماعت ہے کہ وہ لوگ ہمیشہ
 اللہ تعالیٰ کے حفاظت میں ہیں اللہ تعالیٰ ان
 کے حرکات و سکنات کا محافظ ہے ان لوگوں کے
 حرکات و سکنات خدا سے خدا پر خدا کے لئے
 خدا کی طرف ہوتے ہیں شیطان اور اسم فصل
 کا ان کے اوپر غلبہ نہیں ہے۔ سب پر غالب
 ہیں اور جب میں نے اللہ تعالیٰ سے کتاب
 فصوص الحکم کے اسرار و معارف ظاہر کرتے
 کے لئے خواستگار ہوا کہ میرے تمام احوال
 و افعال میں اللہ تعالیٰ میرا محافظ ہو جاوے۔
 تو اُس کے بعد میں اس امر کا بھی طلبگار ہوا کہ
 اللہ تعالیٰ میرے لئے خواطر رحمانی و ارادت
 سبحانی کو مخصوص کر دے جیسا کہ سنو گے۔
 شیخ قدس سرہ العزیز کا قول جو کہ ان یخصنی ہے

فی الروح النفسی بالتأیید للاعتقادی
 ل قول شیخ قدس سرہ ایخصی عطف است
 براں یجعلنی وبنائی بغیم اول مضاف
 باشد سیوی یا می متکلم واحد و آل جمع
 بناء است بمعنی سرانگشت و جنان بفتح
 اول نیز مضاف است چنانکہ بنائی و
 و جنان دل را گویند وینطوی از نطوی
 است بمعنی اشتغال و بالالقار سبوحی
 متعلق است بان یخصی ای یخصی
 بالقار الخاطر الرحانی بلا واسطہ المنزہ
 و عما یقتضیہ اسم المفضل من الخاطر
 الباطلۃ الغیر المطابقۃ نفس الامر و
 القاباد النفث عطف است بالالقار
 السبوحی یعنی و میدن نفس بزمی ای
 ایخصی بالنفث المنسوب الی روح
 القدس یعنی بالقار الخاطر الرحانی
 الذی تفیضہ الحق تعالیٰ بواسطہ
 روح القدس فی روح الکامل
 چنانکہ گفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ

ان یجعلنی پر عطف ہے اور بنائی بغیم اول بائے متکلم
 واحد کی طرف مضاف ہے اور بناء کی جمیع ہے
 جسکے معنی سرانگشت کے ہیں اور جنانی بھی بفتح
 اول مضاف ہے جس طرح سے کہ بنائی ہے اور جنان
 دل کو کہتے ہیں اور نطوی انطوی سے ہے جس کے
 معنی اشتغال کے ہیں اور بالقار و اسبوحی ان یخصی
 سے متعلق ہے اور القاباد و النفث القار سبوحی
 پر عطف ہے جس کے معنی ہیں آہستہ آہستہ پھونکنا
 اور یہ نفث روح القدس کی طرف منسوب ہے
 اور خاص کی گئی ہے یعنی القار الخاطر رحانی کے
 اللہ تعالیٰ کی طرف سے بذلیہ روح القدس کے
 روح کامل میں پہنچنا ہے۔

جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا ہے کہ بیشک جبرئیل نے میرے دل میں
 پھونک دیا ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک
 نہیں مرتا جب تک روزی پوری نہیں کر لیتا۔
 اسی وجہ سے اس مقام پر فی روح النفسی
 فرمایا اور روح بغیم رائے مہملہ جس کے معنی
 عقل کے ہیں اور دل نفث کے ساتھ متعلق

وسلم ان جبریل نفث فی روعی ان
 نفسا لن تموت حتی تستوفی رزقها
 ازینجا گفت فی الردع النفسی روع
 بضم را و محمله بمعنی عقل است و دل
 متعلق است بالنفث و النفسی
 اشارت است باینکہ معانی حاصل
 می شوند مر نفس منطبقہ را بنفث
 روحی و القاء ملکی بواسطہ نفس
 ناطقہ چہ بیچ چیزے فالض نمی شود
 از جناب اعلیٰ بر اسفل از غیر طریق
 خاص مگر بواسطہ نفس شریف و
 لطیف پس فالض نفس ناطقہ نیز
 نمی شود مگر بواسطہ روح انسانی یا
 غیر از مجردات و قول او بالتأیید
 الاعتصامی متعلق است بان یحفظنی
 اسی سالت اللہ من ان یحفظنی بالقاء
 السبوح و النفث الروحی حال متلبسا
 متمسکا بالتأیید الاعتصامی مویدا
 باسمیہ العاصم و الحفیظ لا عاصم الیوم
 ہے اور نفسی سے یہ اشارہ ہے کہ معانی نفس
 منطبقہ کو بذریعہ نفس ناطقہ کے
 و القاء ملکی سے حاصل ہوتے ہیں کیونکہ جو چیز
 کہ جناب اعلیٰ سے اسفل پر آتی ہے وہ بذریعہ
 نفس شریف و لطیف کے آتی ہے اس کے علاوہ
 دوسرے طریقے سے نہیں آتی ہے پس نفس ناطقہ
 پر بھی بذریعہ روح انسانی یا علاوہ اُس کے مجردات
 سے معنی فالض ہوتے ہیں۔
 اور شیخ قدس سرہ کا قول جو کہ بالتأیید
 الاعتصامی ہے ان یحفظنی سے متعلق ہے۔
 اے سالت اللہ من یحفظنی بالقاء السبوح
 و نفث الروحی حال متلبسا متمسکا بالتأیید
 الاعتصامی مویداً باسمیہ العاصم و الحفیظ
 لا عاصم الیوم الذین رحمہم و اعتصموا بحبل اللہ
 و من یعصم باللہ فقد ہدی الی صراط المستقیم
 یعنی اللہ تعالیٰ سے میں نے سوال کیا اور
 خواہش کی کہ اے اللہ تو مجھ کو منفرد اور
 مخصوص کر دے اُن تمام چیزوں میں کہ لکھتے
 ہیں انگشتان میری اور پڑھتی اور بات کرتی ہے

الذین رحمہ واعلموا بحبل اللہ ومن یعظم باللہ فقد ہدی الی صراط المستقیم
یعنی خوسم و سوال کردم کہ منفرود و مخصوص گرداند حق تعالیٰ مراد در جمیع چیزیں
کہی نولید انگشتان من و نطق میکند و میخواند زبان من و مشتعل و در گرفتار است
آزادل من بالقاد و اضافہ کہ منسوب باشد بسوی سبوح یعنی در من نباشد
مگر القاد معانی و حکم کہ منسوب باشد بجناب سبوح و منزہ از شوائب
شیطانی کی دست نباشد ہر آن حکم و القاد معانی مگر حضرت رحمانی را و مر واسطہ
را در ایصال آن حکم راہ نباشد بلکہ مراد انہ اسم باشد و نہ رسم و مخصوص
گرداند حق تعالیٰ مراد بیدن نفس رحمانی کہ بواسطہ روح منفوت باشد
در دل کہ نصیبی رسد بنفس منطبقہ فیض روح القدس اربا زد و فرماید
دیگر اہم بکنند انچہ مسیحا میگردند :
زبان میری ہر وہ اسرار حکم و علوم و معارف کہ جس کو جناب سبوح کے القاد و اضافہ سے میرے دل نے لے لیا ہے اور اعاطہ کر لیا ہے یعنی مجھ سے ظاہر نہ ہو مگر القاد معانی اور حکم جو شوائب شیطانی سے پاک اور جناب سبوح کی طرف منسوب ہیں اور اُس حکم و معانی پر سوائے حضرت رحمن کے اور کسی کا غلبہ نہ ہو اور واسطہ کا قدم بھی درمیان میں نہ ہو بلکہ اس کے لئے نہ اسم ہو نہ رسم۔
اور یہ کہ مخصوص کرے اللہ تعالیٰ مجھ کو نفس رحمانی سے دم کرنے سے جو کہ نفس منطبقہ سے بذریعہ نفوت کے دل کو حصہ تھا ہے فیض روح القدس اربا زد و فرماید دیگر اہم بکنند انچہ مسیحا میگردند۔
یعنی مجھ میں حضرت رحمن سے بلا واسطہ القاد و اضافہ ہو جو خطرات شیطانی سے محفوظ ہو اور اُس حکم و القاد کے پہنچانے میں سوائے حضرت رحمن کے درمیان میں کسی کا قدم نہ ہو بلکہ اُس کے لئے نہ اسم ہو نہ رسم۔
اور یہ کہ مخصوص کرے اللہ تعالیٰ مجھ کو نفس رحمانی کے پھونکنے میں یعنی جو معارف اور علوم اور بھید

نہم

یعنی در من افاضہ نکلند مگر القاء خواہ رحمانی کی باتیں لوگوں میں ظاہر و بیان کروں اُس وقت بلا واسطہ از شاہ خطائے شیطانی کہ میں ایسے حال میں رہوں اور میری یہ حالت ہو کہ دست نباشد بر آں حکم و القاء مگر حضرت

رحمانی را و در واسطہ را در ایصال آن حکم اور اسم عاصم و حفظ کا دامن پکڑے ہوئے ہوں قدم نباشد بلکہ مرا و را نہ اسم باشد و تاکہ گمراہی کے بیابان و جنگل سے دور رہوں اور نہ رسم و مخصوص گرداند حق تعالیٰ مرا میں امور باطلہ کا جو دراصل مطابق نفس الامر نہیں بد میدن نفس رحمانی کہ منزہ باشد ہے اُن کا ظاہر کرنے والا اور کھولنے والا ہوں۔

در حالی کہ متلبس یا شتم بتائید اعتصامی و اکون سالت اللہ یجعلنی اے آخرہ سے متعلق ہے و جنگ زدہ بدامن اسم او کہ عاصم باشد اور مترجماً بکسر جیم ترجمہ سے ہے اور اسم فاعل کا و حفظ از رفتن در باد یہ ضلالت و غوایت صیغہ ہے یعنی معانی کو بیان کرنا عبارت میں لانا و از انکشاف یافتن امور باطلہ کہ مطابق اور مستحکم حکم سے ہے اور صیغہ اسم فاعل ہے جس نفس الامر نباشد کے معنی اپنی زور و تصرف و نفس سے حکم کرنا ہے یہ

ق حقی اکون مترجماً مستحکماً لتحقيق من قول دلالت کرتا ہے کہ عبارت فضیلت الحکم کی وقف علیہ من اہل اللہ اصحاب القلوب عالم باطن سے نہیں ہے اور جس چیز کے اخذ کرنے ان من مقام التقدیس المنزہ من کے لئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا الاعراض النفسیۃ اللنی یدخلھا التلبیس ہے وہ معنی فقہ جیسا کہ قبل اس کے اشارہ کیا

ل اکون متعلق است بقول شیخ قدس جاچکا ہے۔ ۵

سرہ کہ سالت اللہ ان یجعلنی باشد الی آنکس است اہل بشارت کہ انشارت داند

آخرہ مترجماً بکسر جیم صیغہ اسم فاعل است نکتہا ہست یہی محرم اسرار کا است

از ترجمہ معنی بیان معانی است یعنی در اور قول شیخ قدس سرہ جو کہ تحقیق ہے تحقیق سے ہے
 عبادت آوردن معانی و متحملینہ صیغہ اور صیغہ مضارع معروف ہے فاعل کے لئے مبنی
 اسم فاعل است از تحکم بمعنی حکم کردن ہے اور من وقف اُس کا فاعل ہے اور وقف وقف
 بزور و تبصرہ نفس و ایں قول دلالت سے ہے جسکے معنی اطلاع کے ہیں اور بعض نسخوں میں
 میکند کہ عبارت کتاب فیض المحکم از بجائے وقف کے یقف واقع ہے اور من اہل اللہ من
 عالم باطن نباشد و انچہ رسالت پناہی وقف کا بیان ہے اصحاب القلوب صفت اہل اللہ
 علیہ الصلوٰۃ والسلام باخذاً امر کی ہے در مقام تقدیس ل تحقیق کا مفعول ہے
 فرمودہ معانی بودند چنانکہ قبل ازیں در مقام تقدیس ان کی خبر ہے اور المنزہ الاعراض
 اشارت کردہ شد چہ در عالم باطن عبارت النفسیتہ ان کیلئے خبر دوم ہے۔
 مفقود است ۵ انکس است اہل یہ خلایا التلیس اعراض کے لئے صفت ہے۔
 بشارت کہ اشارت داند پیکتہا ہست یعنی میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا اور چاہا کہ مجھ کو
 بسی محرم اسرار کجاست پ و قول او شیطان اور اسم مضل سے دور رکھے تاکہ میں ان
 ل تحقیق صیغہ مضارع معروف از تحقیق علوم و معارف کا جو کہ مجھ کو رسول مقبول صلی اللہ
 مبنی است مر فاعل را من وقف علیہ وسلم کے دست مبارک سے ملا ہے اور مجھے
 فاعل وے و وقف از وقوف است ان کے اظہار کا حکم دیا ہے اُس کو عمدہ عبارات
 بمعنی اطلاع و در بعضی نسخہ یقف اور اچھے اشارات میں ظاہر کروں اور اپنے نفس
 واقع است بجائے وقف و من اہل اللہ کے تصرف سے علوم و معارف کو نہ بیان کروں
 بیان من وقف است و اصحاب القلوب اور اُلٹ پھیر کر اُس کو عالم شہادت میں نہ لاؤں
 صفت اہل اللہ و انہ من مقام تقدیس یعنی میں ترجمہ کر نیوالا ہوں اور بس۔

مفعول بتحقیق ومن مقام تقدیس | اور حکم و معارف کے بیان کرنے میں اپنے
 خیرانہ والمنزہ من الاغراض النفسیۃ | خواہش نفس سے حکم کرنے والا نہ ہوں جس
 خبر دوم مرانہ رایا صفت من مقام تقدیس | سے کہ تلبیس واقع ہو حکم چلانا اے میرے اللہ
 راوالتی ید فلما التلبیس صفت مر | آپ ہی کیلئے ہے۔ اور اہل اللہ میں سے جو بھی اس
 اغراض را یعنی سوال کردم از حق تعالیٰ | کتاب فصوص الحکم سے آگاہ ہو وہ یقین سے
 کہ مرا از شیطان واسم مفضل دور دار | جائے اور سمجھے کہ یہ کتاب مقام تقدیس سے
 و مخصوص گرداند با نقارت سبوحی | ہے کیونکہ اہل اللہ صاحب کشف و شہود میں
 نفت روحی بتائید اعتصامی تا با شتم | اور یقین کے مرتبہ پر پہنچے ہوئے ہیں اور وجود
 مترجم در بیان حکم و مطالب کہ دادہ است | کے جاننے والے ہیں تمام چیزوں میں اللہ تعالیٰ
 حق تعالیٰ بوساطت دست مبارک | کے ذات کی طرف دیکھنے والے ہیں ہمیشہ و ہر
 رسول خود صلی اللہ علیہ وسلم و امر | اپنے دل کی طرف رجوع ہیں اسی وجہ سے
 کردہ باظهار آن بزبان مبارک | اصحاب القلوب کہا ہے اور جو اہل اللہ کہ
 دے نہ متحکم کہ حکم کردہ با شتم تبصر | صاحب دل نہیں ہے وہ اہل اللہ نہیں ہے۔
 نفس و تغیر مطالب و معارف | صاحب دل ہونا بھی دلالت ثانی ہے حضرت
 یعنی از من ترجمہ باشد و بس نہ حکم | مسیح علیہ السلام کے قول کا یہی مطلب ہے
 بحکم و معارف بلکہ حکم خاصہ حق است | ہرگز آسمان و زمین کی بادشاہت اس سے
 تا تلبیس واقع نشود تا کسیکہ واقف | زیادہ نہ بڑھے گی اور نہ دوبارہ پیدا ہوگی پس
 بود بر کتاب از اہل اللہ بداند بیقین | اہل اللہ یقین سے جانتے ہیں کہ یہ کتاب
 کہ کتاب مذکور از مقام تقدیس است | مقام تقدیس سے ہے جو کہ باطن کا باطن ہے

چہ اہل اللہ صاحب کشف است اور اُس مقام پر نفس و شیطان کا گزر نہیں ہے
 و شہود اصل بر تہ یقین و وجود ناظر یعنی اہل اللہ یقین سے جانتے ہیں کہ یہ کتاب مقام
 بسوئے وجہ اللہ در ہمہ چیز راجع اقدس سے ہے اور برابر اُس میں راستہ نہیں
 علی الدوام بخواب دل ازینجا گفت ہے اگر ایک سرموے برتر پریم: فروغ تجلی
 اصحاب القلوب چہ تا آنکہ کسی صاحب بسوز و پریم -
 دل نباشد اہل اللہ نیست و بلودن یعنی مقام تقدیس و اقدس وہ بلند مقام ہے
 کس صاحب دل میں ولادت ثانی است کہ جہاں فرشتوں کا گزر نہیں ہے نفس و شیطان
 و مراد از قول مسیح علیہ السلام لن یلج کا گزر کیسے ہو سکتا ہے اسی وجہ سے شیخ قدس
 ملکوت السموات و الاض من لم یولد سرہ نے فرمایا ہے کہ کتاب فصوص الحکم اغراض
 مرتین پس اہل اللہ میدانند بہ یقین کہ نفسانی سے پاک و منزہ ہے یعنی ہماری کتاب
 این کتاب از مقام تقدیس است کہ باطن فصوص الحکم پاک ہے اور مقام تقدیس سے
 الباطن باشد و در ان مقام شیطان ہے مقام تقدیس وہ مقام ہے کہ جہاں اغراض
 و نفس را راہ نیست یعنی بداند اہل اللہ نفسانی اور وسوسہ شیطانی کا ذرا بھی گزر نہیں
 کہ این کتاب کہ از مقام اقدس است ہے اور ابلیس کے آنے کے تمام راستے بند ہیں
 کہ برابر از در آنجا راہ نیست کیونکہ اغراض نفسانی و شوائب شیطانی جس
 اگر ایک سرموے برتر پریم: فروغ تجلی مقام پر گزر کرتے ہیں حتیٰ کو باطل کا لباس پہناتے
 بسوز و پریم: چہ جائے نفس و شیطان ہیں اور حقیقت چھپا دیتے ہیں اور خلاف نفس
 چنانکہ گفت قدس سرہ المنزہ من الاغراض الامر ظاہر کرتے ہیں۔
 النفسیت یعنی پاک است کتاب مقام تقدیس یعنی میں اللہ تعالیٰ سے امید دار ہوں کہ حقوت

۵۶
 از شائبہ اغراض نفسانی و شوائب شیطانی اللہ تعالیٰ میرے طلب و رغبت کو سنے اس لئے کہ
 کہ مواقع درآمد تلبیس حق بیاطل اندو وہی سننے والا دیکھنے جاننے والا ہے اور جو کچھ
 موجب استتار حقیقت حال و ظہور خلاف میں نے طلب کیا ہے ازراہ بخشش و مہربانی
 نفس الامر انعام و مرحمت فرمائے۔

ق وار جوان یکن الحق لما سمع دعای شیخ قدس سرہ نے جو ار جو فرمایا ہے اس
 قد اجاب ندائی کہنے میں جناب حق تعالیٰ کے دربار میں ادب ہے
 ل یعنی امید و ازم کہ ہر گاہ بشود حق اور عارف کے منظور نظر تمام احوال میں ادب
 تعالیٰ طلب و رغبت من در امور مذکور ہی مد نظر رہتا ہے ادب الخدمۃ اعز من الخدمۃ۔
 فاذہو السميع العليم بتحقيق اجابت کند عارف اللہ تعالیٰ سے وہی خیر طلب کرتا ہے
 و فریاد مرا یعنی مسئلہ را بمن مرحمت نماید جس کے واقع ہونے میں مشیت ایزدی متعلق
 و انعام فرماید و کلمہ ار جواز شیخ قدس ہوتی ہے اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ انبیاء علیہ السلام
 سرہ ادب است بجناب حق تعالیٰ کہ کی دعائیں مقبول ہوتی ہیں۔ اور ہر نبی سے اُس
 منظور نظر عارف در ہمہ حال ادب باشد چیز کے طلب کرنے پر کہ اُس کے واقع ہونے
 و خدمت و عبادت مطمح نظر عارف است میں مشیت ایزدی متعلق نہیں ہے تعریف
 از نیجا است کہ میگویند ادب الخدمۃ اعز اور تضرع واقع ہوا ہے جیسا کہ حضرت نوح
 من الخدمۃ و اگر نہ عارف ہماں چیز طلب علیہ السلام کے قول کی ترویج میں اللہ تعالیٰ نے
 کند کہ مشیت ایزدی بوقوع آن تعلق فرمایا ہے کہ یہ تمہارا اہل نہیں ہے اس وجہ سے
 گرفتہ باشد و از نیجا است کہ میگویند کہ کہ اس کے عمل اچھے نہیں ہیں۔

دعای انبیاء علیہ السلام مقبول است اور جس چیز کا تجھ کو علم نہیں ہے اُس کو مجھ سے

وہ دنیا بطلب چیزے کہ مشیت حق تعالیٰ
بوقوع آن تعلق نکرے باشد تعریف و عرض
میں طلب کرو نہیں تو میں تمہارا نام جاہلوں کے فہرت
میں لکھ دوں گا۔

واقع می شود چنانکہ گفت حق تعالیٰ در
رد قول نوح علیہ السلام کہ ان انبی من اہلی
باشد انہ لیس من اہلک انہ عمل غیر صالح ما
لیس لک بعلم انی اعطاک ان تکون من
الجاہلین وہ مر عارف را این عتاب و
وجاہل خواندن سرزنش تمام است و
توبہ و استغفار را چنین سوال و جواب
واجب و لازم باشد چنانکہ گفت نوح
علیہ السلام رب انی اعوذ بک ان اسالک
مالیس لی بعلم ولا تغفر لی وترجمنی اکن
من الجن سرین و استغفار ایں مطلب
و شرح بعضی نکات آیات مذکور در
انفاس النحواں نمودہ شد

ق فمالقی الاما یطقی الی ولا انزل فی
ہذا المسطور الا ما ینزّل بہ علی
ل القی از القاء است صیغہ مضارع
مرتکم واحد مبنی است مر فاعل را و یطقی

من القی القاء سے ہے صیغہ مضارع منکم واحد ہے
اور فاعل کیلئے مبنی ہے اور یطقی بھی القاء سے ہے۔

صیغہ مضارع واحد مذکر غائب کا ہے اور مفعول
کیلئے مبنی ہے و انزل ینزل تنزیل سے ہے الاول

کا الاول و ثانی کر ثانی اور بابہ میں زائد ہے
اور با مفعول میں الم یم ینزل کے لئے فاعل ہے

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انزل نزول سے ہو اور
مرتکم واحد مبنی است مر فاعل را و یطقی

نیز از القار صیغہ مضارع است مرواخذ فاعل کیلئے مبنی ہو۔ یعنی میں امید رکھتا ہوں کہ جب
 مذکر غائب را مبنی است مفعول را اللہ تعالیٰ نے میرے سوال و دعا کو قبول فرمایا
 و نزول وینزل از تنزیل الاول لہ اے برادران من و طالبان حق جو کچھ کہ بذریعہ اسم
 کا اول و الثانی کا ثانی و بادربہ زائد جامع رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت الاحدیۃ
 باشد و مدخول بامفعول مالم یسم فاعلہ است سے جو انبیاء علیہم السلام کے اعیان میں تھا اور
 مرینزل را و تواند بود کہ یزل از نزول تفصیل کے ساتھ مجھ پر قابض و نازل ہوا ہے۔
 باشد مبنی مر فاعل را یعنی چون امید و ام بجنسہ وہی خبر تم پر میں القار و افاضہ کرتا ہوں اور
 کہ دعائے و سوال مرا استجابت نماید اور اس کتاب فصوص الحکم میں اپنے عرش قلب سے
 پس القار و افاضہ نمیکم بر تو ای برادر مگر وہی خبر لکھا اور بیان کرتا ہوں جو چیز کہ بذریعہ مظهر
 چیزیکہ القار و افاضہ نموده شد بسوی من اسم جامع رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت الاحدیۃ
 یعنی ہر چہ از حضرت الاحدیۃ کہ مفصل شدہ است سے مجھ پر القار و نازل ہوا ہے۔
 در اعیان انبیاء مذکورہ دریں کتاب بر من یا جو کچھ کہ خواب صادق میں مجھ پر وارد ہوا ہے
 فایض و نازل شدہ باشد بواسطہ مظهر اسم مومن کا قلب اللہ تعالیٰ کا عرش ہے اسی کو عبارت
 جامع کہ رسول ما باشد علیہ السلام من افاضہ کے لباس سے آراستہ و پیراستہ کر کے ظاہر و بیان
 نمیکم بر تو ای طالب و القار نمیکم آزاد در کرتا ہوں اور اُس میں کوئی تغیر و تبدل اپنے حکم
 کتاب و فرد و نمی آرم از عرش قلب خود سے نہیں کرتا ہوں۔
 قلب المؤمن عرش اللہ تعالیٰ دریں مظهر ایسی صورت میں حضرت شیخ قدس سرہ پر معترض
 مگر چیزیکہ فردا آوردہ شد بر من از حضرت کا اعتراض کرتا اُن کے محبوب ہونے اور صحیح صحیح نہ
 الاحدیۃ در صورت رسول ما علیہ السلام یا سمجھنے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ شیخ قدس سرہ کوئی

بگویم کہ ہرچہ درمبشرہ برمن نازل شد ہمان را
 در لباس عبارت جلوہ میدہم و تغیری واقع
 نشود پس اعتراض بر شیخ قدس سرہ ارجح
 و نارسیدگی معترض باشد چہ شیخ قدس سرہ
 ہیچ مسئلہ در فصوص الحکم از خود نگفتہ است
 و از خلاف شریعت نیاوردہ چنانکہ گذشت
 از قول شیخ ویدہ صلی اللہ علیہ وسلم کتاب
 فقال لی ہذا الکتاب فصوص الحکم فذہ چہ
 ایں قول اشارت است کہ ہرچہ در کتاب
 مسطور است از نبی باشد و ہرچہ از نبی
 باشد خلاف شریعت نیست یا گفتہ شود کہ
 امیدوار استجابت سوال خود ام کہ تا انقار
 نکلم الی آخرہ
 قی و دست نبی و لا رسول و لکنی و ارت والا
 خرقی حادث
 ل ایں قول برای دفع توہم متوجہ پدید است
 یعنی نیست من نبی از انبیاء و نہ در سولے از
 رسل و رسول خاص است از نبی نبی بمعنی
 پیغامبر باشد و خبردار در رسول و آنکہ
 مسئلہ کتاب فصوص الحکم میں اپنے طرف سے خلاف
 شریعت نہیں لائے اور نہ لکھا ہے جیسا کہ شیخ قدس
 سرہ کے قول سے ظاہر ہے اور وہ قول (ویدہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کتاب فقال لی ہذا الکتاب فصوص الحکم فذہ)
 یہ قول اس بات اور اس امر کی طرف اشارہ کرتا اور
 راستہ دکھلاتا ہے کہ جو کچھ اس کتاب فصوص الحکم میں
 رکھا ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور جو کچھ
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگا وہ ہرگز خلاف شریعت
 نہ ہوگا اور نہ ہے۔
 شیخ قدس سرہ نے جو دست نبی و لا رسول الا آخرہ
 فرمایا ہے وہ بھدے۔ موٹے۔ کج فہم سمجھ والوں کی
 نظر سے کما ہے یعنی میں نبی ہوں اور نہ رسول ہوں
 لیکن میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا وارث ہوں
 اس لئے کہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین
 ہیں جیسا کہ قرآن میں ہے اور یہ بھی قرآن میں ہے
 آج کے دن پورا کر دیا ہم نے تمہارے لئے دین تمہارا
 اور پورا کر دیا اور تمہارے اپنی نعمت کو اور رسول
 مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے۔
 میں اس لئے پیدا ہوا ہوں کہ مکارم اخلاق کو

صاحب کتاب باشند اپنا میراں بعضی پورا کر دوں اب اس کے بعد اور کچھ لکھنا اور پڑھنا
 فرق کنند و لیکن دار غم مر رسول را اور زیادہ کہ ناقصان کا باعث ہے۔
 علیہ السلام چہ محمد رسول اللہ علیہ السلام ختم شد بر کمال لطف سخن + ہر چہ بعد از کمال
 خاتم النبیین آمد چنانکہ در قرآن مذکور است نقصان است جو شے اپنے حد سے تجاوز کرتی
 و نیز گفته است ایوم اکملت لکم دینکم ہے تو وہ ضد کی طرف جاتی ہے اس لئے عارف
 و اتممت علیکم نعمتی و گفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج کے دن نبی کا وارث ہے جیسا کہ خود حضور
 بعثت لا تم مکارم الاخلاق و از دیاو بر پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے امت
 کمال نقصان باشند انشی اذا جاوہر حده کے علماء و انبیاء کے وارث ہیں اور میرے امت
 جانشین ہندہ ختم شد بر کمال لطف کے علماء مثل انبیاء بنی اسرائیل کے ہیں۔
 سخن یہ ہر چہ بعد از کمال نقصان است اور انبیاء کا ورثہ درجہ و دینار نہیں ہے اُن کا ورثہ علم
 پس امر و عارف و وارث نبی باشند ہے وہ تم کو وراثت میں ملا ہے اُس کو پورا پورا
 چنانکہ گفت علیہ السلام العلماء و ورثہ حاصل کرو اور یہ بھی یقین کرو کہ وارث کی غنا
 الانبیاء و علماء امتی کا انبیاء بنی اسرائیل مورث کے غنا کے مطابق ہوتی ہے۔ اس لئے جب
 والانبیاء ما ورثوا دیناراً ولا درہماً و انما کہ ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم غنی ترین
 و رثوا العلم فمن اخذه اخذه و افروغنا مورثوں میں ہیں اور سب لوگوں میں اعرف ہیں
 و وارث بحسب غنا مورث باشند پس ایسی صورت میں اُن کے ورثاء بمقابلہ دوسرے
 رسول ما علیہ السلام چوں غنی ترین مورثان انبیاء علیہم السلام کے ورثاء کے غنی ترین وارثوں
 و اعرف ایشان باشند پس رسول علیہ السلام میں ہیں۔ شیخ قدس سرہ العزیز کا یہ کہنا کہ میں رسول
 غنی ترین وارثان باشند از ورثہ انبیاء دیگر مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا وارث ہوں اس بات کی

علیہ السلام و قول او دارت تنبیہ است کہ
 گنجینہ علوم و معارف بزور و قہر بدست
 ادو ادہ اند چہ ارث تملیک قہری است
 پس علوم مکتبہ برای علماء روایت از راہ
 ارث نباشد و از علماء و رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم العلماء و شتہ الانبیاء
 و غیر ان علماء و روایت و عرفاء اہل کشف
 کہ ادبیاء اند مراد باشد چہ اخذ ایشان
 مرالی علوم و جمہر معارف را از صندوق
 باشد کہ اخذ مورثان کہ انبیاء باشند از
 آل بود و چنگ در زدن ادبیاء اللہ
 در کشف بعضی مطالب با حدیث و
 قرآن نظر بتائیس مجوبان است و
 دفع وہم ایشان کہ اثبات مطالب
 از قرآن و احادیث می کنند و گرنہ عارف
 مکاشف نیست چہ نزد آل ہر چہ بہت
 از دولت شہود و امداد باطن و وجدانست
 و تواند بود کہ مراد علماء کہ در قول
 رسول صلی اللہ علیہ وسلم است ہر دو فریق
 تنبیہ ہے کہ علوم و معارف کا خزانہ بزور و جبر سے ان کے
 قبضہ میں دیا گیا ہے اس لئے کہ ارث تملیک قہری ہے
 اس وجہ سے علوم مکتبہ علماء روایت کیلئے از راہ ارث
 نہیں ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے قول میں
 علماء سے مراد علماء و روایت و عرفاء اہل کشف ہو کہ
 اولیاء میں مراد ہیں کیونکہ علوم و معارف کے جواہرات
 اور موتی کو اولیاء اللہ اسی صندوق سے لیتے ہیں جس
 صندوق سے انبیاء علیہم السلام لیتے ہیں۔ اولیاء اللہ
 کا کشف کے ذریعہ چنگل مارنا قرآن و حدیث کے بعضے
 مطالب بیان کرنا اور اثبات محبوب لوگوں کے انس و
 محبت پیدا کرنے کے نظر سے کہا گیا ہے اور ان لوگوں
 کے وہم اور شبہہ کو دفع کرنے کے لئے ہے ورنہ
 عارف صاحب کشف اور اولیاء کے پاس جو کچھ ہے
 وہ اُس کے شہود و امداد باطن اور وجدانی کی دولت
 ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ علماء سے مراد جیسا کہ رسول
 مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دونوں فریق میں
 علماء ظاہر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم
 ظاہر کے دارت ہیں اور علماء باطن رسول مقبول
 صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم باطن کے دارت ہیں اور

باشند کہ علماء ظاہر و رشتہ علوم ظاہر رسول جو علماء کہ علوم ظاہر و باطن کے جامع ہیں کامل ترین
 اند و علماء باطن و رشتہ علوم باطن رسول و آنکہ اور غنی ترین تمام و رشتہ میں سے ہیں اور ایسا ہی کامل
 جامع باشند میان علوم ظاہر و علوم باطن مقتدا کیلئے لائق ہے اور لوگوں کو راستہ بتانے کے
 او کا ملترین و غنی ترین جمیع و رشتہ اند وہاں قابل ہے جیسا کہ نفحات الانس میں ہے خلاصہ یہ کہ
 کامل مرقتدا چون را شاید و مرراہ نمودن علماء ظاہر کو وراثت اس لئے کہہ سکتے ہیں کہ علم مقولہ
 را بمرم زبیاست چنانکہ در نفحات الانس کیفیت سے ہے اور کیفیت کے دربار میں اختیار کے
 مذکور است غایتہ الامر علماء ظاہر را و رشتہ قدم کا گذر نہیں ہے لیکن پہنچنے کا طریقہ علوم اختیاری
 ازان می توان گفت کہ علم از مقولہ کیفیت است پر ہے اور یہ وراثت کے منافی نہیں ہے نہیں تو
 و مر قدم اختیار را بر جناب کیفیت گذشت علماء باطن کی بھی وراثت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ
 آری طریق وصول بہ علوم اختیاری است عرفاء کا شہود و کشف بھی مجاہدہ و ریاضت
 و ایں منافی ارث نیست و گرنہ وراثت سے ہے پس تحقیق مجاہدہ مشاہدہ میں اثر کر نیوالا
 علماء باطن نیز ثابت نشود پہ کشف و شہود ہوتا ہے اس لئے میں نبی و رسول نہیں ہوں لیکن
 عرفاء نیز ریاضت و مجاہدہ است فان نبی کا وراثت ہوں اور اپنے آخرت کے لئے
 المجاہدات ثورث المشاہدات پس من بنی کھیتی کرنے والا ہوں۔
 در رسول نیم یسکن وراثت ویم و مر آخرتہ جو کچھ اس جگہ ہم کریں گے وہی چیز آخرت میں ہم
 خود را حارث و کشت و کار میکنم چہ در آخرت پر ظاہر ہوگی یعنی جو چیز یہاں ہم بپائیں گے آخرت میں
 همان ظاہر گردد کہ در اینجا کار بند چنانکہ اسی کا پھل ہم پائیں گے جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ
 گفت: **عن علیہ السلام** الدنیا مزرعة الآخر علیہ وسلم نے فرمایا ہے دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔
 و یکی از رکات فقیر بر نشستن انفاص انخواص اور انفاص انخواص لکھنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے

اینست از نیجا است کہ در اکثر انفس ایں کہ جو کچھ ہم کریں گے آخرت میں اُس کا پھل پاویں گے
 مطلب ذکر یافتہ است و آیتہ چند بر تو اس مطلب کو ظاہر کیا گیا ہے اب اس کے بعد چند
 بخوانم اگر مومن بایہ تہا فرقانی ادغان و آیتیں آپ کے سامنے پیش کی جاتی ہیں اگر آپ
 قبول بر تو لازم گردود و اگر نہ جزر و درود لوگ آسموں اور فرقان پر ایمان رکھتے ہیں تو اُس کا
 درمیان نیاید و از میان مردود گردی قبول کرنا آپ لوگوں پر لازم و فرض ہے ورنہ
 و التقلوایوم ترجعون فیہ الی اللہ ثم توفی سوائے رو اور تردید کے درمیان میں کچھ نہیں
 کل نفس ما کسبت و ہم لا یظنون ہما ما ہے۔ اور مردودوں کے زمرہ میں شامل ہو جائیگا
 کسبت و علیہا ما کسبت و وفیت کل اندیشہ ہے ای لوگو اُس دن سے دروجب
 نفس ما کسبت و ہم لا یظنون یوم تجد اُس کے پاس لوٹ کر جاؤ گے تو ہر شخص اپنے
 کل نفس ما علمت من خیر محض و ما علمت کما فی کا پورا پورا بدلہ پاوے گا اور اس کے ساتھ
 من سوء لود لوان بینہا و بینہ امداد البیضاء ظلم نہ ہوگا۔ ہر شخص نے جو کچھ کیا ہے اُس کا نفع
 و امثال ایں آیات در قرآن بسیار اند اُس کے لئے ہے اور جس نے برائی کئی ہے اُس کا
 ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا و جد ضرر یا نقصان اُس کیلئے ہے ہر شخص نے جو کچھ
 ما عملوا حاضر و لا یظلم ربک احدًا آمن کما فی کہ اس کا پورا بدلہ دیا جائے گا اور کسی
 الرسول بما انزل الیہ من ربہ و المؤمنون پر ظلم نہ ہوگا اُس دن جس شخص نے نیک اعمال
 کل آمن بالہ و ملائکتہ و کتبہ و رسلہ لا کئے ہوں گے وہ اس کے سامنے ہوگا اور جس نے
 لفرق بین احد من رسلہ پس بہشت برے اعمال کئے ہوں گے وہ بھی اُس کے سامنے
 در پہلوئے راست تست و دوزخ ہوگا برے افعال کرنا لاکھ گاکہ کاش میرے
 در پہلوئے چپ فمن یعمل مثقال ذرۃ اعمال اور میرے درمیان بہت بڑا فاصلہ ہوتا

خیر میرہ ومن لعل مثقال ذرۃ شریرہ آری اور میں اُس کو دیکھ نہ سکتا مثل ان آستوں کے
در بعضی آیات کلمہ جزا و جوارح شدہ است قرآن میں بے شمار آستیں ہیں اُن لوگوں کی اتباع
و اُن نظر بتغیر لباس و صورت اعمال ذکر و جن کے دلوں کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا
واقع است چنانکہ صباغ بگوید کہ ہر کہہ ہے جو کچھ تم نے عمل کیا ہو گا اُس کو دیکھو گے تمہارا
من پارۃ طلا یا ردا جوارح و پارۃ طلا باشد رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔
و ہم چنین فقرہ و مس و جز آن و اگر یافتہ ایمان لائے رسول جو کچھ او ترا اُن کو ان کے رب
بگوید کہ اگر بر من ریمان حریر بیاری جزا کی طرف سے اور سب ایمان لائے اللہ پر اور اُس
آن جامہ حریر باشد و اگر ریمان پنبہ کے فرشتوں پر اور اُس کے کتابوں پر اور اُس کے
آری جزا آن جامہ پنبہ باشد و صباغ رسولوں پر نہیں فرق کرتے ہم در میان رسولوں کے
دیافتہ را از خود بیرون گیر و غیر خود مدار کسی میں۔ اسلئے تمہارے داہنے پہلو میں بہشت
بلکہ اوعین تست و تو عین ادوی و با وجود اور بائیں پہلو میں دوزخ ہے۔
آن ہر چہ رسول علیہ السلام آورده است سو جس نے ذرہ برابر بھلائی کی وہ دیکھ لیگا اور جس نے
از احکام دنیا و آخرت ہمہ بر حق اند و تحقق ذرہ بھر برائی کی اُس کو بھی دیکھ لیگا
و ما تنفقوا من خیر لوف الیکم و اتم لا تظلمون ہاں بعضے آیات میں کلمات جزا و جوارح کا بیان ہے وہ
و تواند بود کہ معنی قول شیخ قدس سرہ العزیز تغیر لباس اور اعمال کے صورت کی نظر سے ہے
و الاخرتے حادثات ایں باشند کہ برای آخرت جیسا کہ سونا کہتا ہے کہ جو شخص میرے پاس سونے کا
خود یعنی برای چیزی کہ آخر کار و انجام کردار ملکہ الاوے گا اُس کا اجر سونے کا ملکہ او ہی ہو گا
رجوع بان است و آن فنا فی اللہ است اسی طرح چاندی اور تانبہ اور کسکٹ اور پیتل اور
و بقا یا اللہ حادثات ام و حریص چہ از عارف علاوہ اُس کے جو بھی ہو اس کا اجر وہی ہو گا۔

طلب آخرت از جنت و حور و قصور نقصان اور بننے والا کتاب ہے کہ جو شخص میرے پاس ریشمی سوت
 است و قصور و قول رسول علیہ السلام النبی لا یدیک جزا اُس کا ریشمی کپڑا ہوگا اور اگر سوت لا یدیک
 مزرعة الآخرة نیز اختارت باشد یاں حکم جزا اس کا سوتی کپڑا ہوگا زلیورات بنائو والا اور کپڑا
 ای ام لا امور السابقۃ اسباب للامور الآخرة بننے والا اپنے سے علاوہ دوسرا نہیں ہے۔ یعنی اپنے
 و لللاحقة ای ما کان آخر الامر من الفنا فی اللہ و البقا بہ و در بعضی نسخہ و لا تواتی
 واقع است بجای و الآخرة یعنی برای نہ سمجھو با وجود اس کے کہ جو کچھ رسول خدا صلی اللہ علیہ
 برادران خود کہ طالبان حق باشند عادت و سلم دنیا و آخرت کے احکام لائے ہیں وہ سب ہر حق
 ام و المنبت ہو اللہ انبتہ اللہ نباتا حنا ہیں اور ثابت ہیں۔ اور ہو سکتا ہے کہ شیخ قدس سرہ
 ق فمن اللہ فاسمعوا الی اللہ فارجموا کے قول حادث کے یہ معنی ہوں کہ میں اپنے آخرت
 ل یعنی چوں معارف و اسرار میں کتاب کے ایسی چیز کیلئے کھیتی کر نیوالا اور حریت ہوں کہ جس کی
 از حق اندہ از من و من مامور نشدہ ام آخر کار و انجام اُسی کی طرف رجوع ہوتا ہے اور
 مگر باظہار معارف و اخراج اسرار سے وہ فنا فی اللہ اور بقا باللہ ہے اسلئے کہ عارف کا
 کہ دریں کتاب مذکور اند بسوی مردم از آخرت کیلئے جنت و حور و قصور۔
 غیر تصرف بزیادتی و نقصان پس از خدا و مثل اُس کے طلب کرنا نقصان و خسارہ ہے اور رسول
 تعالیٰ کی جامع جمیع اسماء و صفات باشد مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کا جو اللہ نسیا
 و محیط بہمہ کائنات بشنود اسرار و معارف مزرعة الآخرة ہے اسی طرف اشارہ ہے یعنی یہ اور
 کتاب را ای برادران نہ از من و یکی از سابقہ اسباب امور آخرت کے ہیں اور انجام کار
 دو قازانندہ است یا لگنے شود کہ تقدیر فنا فی اللہ اور بقا باللہ ہے۔ اور بعضے نسخوں

کلام ایفست فاقول اذا کان الامر علی ما
 مضی و عرف فاسمعوا ما فی الکتاب من
 الاسرار و المعارف من اللہ لانی و لبسوی
 خدایتعالی رجوع کنیز چون بشنود چیزی
 از کتاب کہ در فہم ناقص شمانیاید نہ لبسوی
 من کہ القاد افاضہ معانی کتاب از حق است
 نہ از من و ہوا لبیسر لکل عیسر و ہو علم آدم
 الاسما رکلم لا انا فلعلیہ یطلعکم علی مانیہ
 کما ہی بانوار وجہہ و در قول مذکور تنبیہ است
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منظرہ
 اسم اللہ است چہ آمر برای شیخ قدس سرہ
 باخراج این اسرار و معارف از جناب
 ادب و علیہ السلام
 ق فاذا سمعتم ما یت بہ فعدوا
 ل عوا کہ در فہم است از دعی یعنی است
 بمعنی حفظ یعنی پس و قنیکہ بشنود چیزی
 کہ آوردہ ام دریں کتاب پس یاد گیرید
 آنرا کہ از حق است نہ از من چنانکہ گذشت
 ق ثم بالفہم فصلوا محل القول و اجمعوا
 میں لافخانی کے بجائے و الآخرتی واقع ہے یعنی اپنے
 بھائیوں کیلئے جو کہ ظالمین حق میں کھیتی کر نہوا لہوں
 اگائیوا لا وہی اللہ ہے۔ اگادے اللہ اگانا اچھا
 یعنی جب کہ علوم و معارف اس کتاب فہم اس حکم
 کے حق سے ہیں مجھ سے نہیں ہیں اور میں صرف اسلئے
 مقرر کیا گیا ہوں کہ کتاب کے اسرار و معارف کو
 جو لوگوں کی طرف ذکر کئے گئے ہیں بغیر کسی کمی و
 زیادتی کے اظہار و اخراج کر دالسی صورت میں
 اے میرے بھائیو اللہ تعالیٰ سے جو کہ جامع جمیع
 اسما و صفات اور تمام کائنات کا محیط ہے
 اسرار و معارف کو سنو اور سمجھو کیونکہ اللہ تعالیٰ
 ہی اسرار و معارف کا اظہار کرنے والا اور
 اخراج کرنے والا ہے اور پس اور دوف میں سے
 ایک ف زائد ہے یا یہ کہا جائے کہ تقدیر کلام یہ ہے
 فاقول اذا کان الامر ما مضی و عرف فاسمعوا
 فانی الکتاب من اسرار و المعارف من اللہ لانی
 یعنی اے برادران من دگر ویدہ اسرار و معارف
 جب کوئی اسرار و معارف اس کتاب فہم اس حکم
 کے سنو اور تمہارے فہم میں نہ آوے تو اسرار

ل فصلوا صیغہ امر است از تفصیل یعنی
 بعد از فہم معانی و دریافت مراد کتاب
 تفصیل بکنید و شرح و بسط بدہید قول
 مجمل کتاب را یعنی مراد کتاب فہمیدہ
 و بمعانی آں چنانکہ باشد و ارسیدہ
 کلام مجمل را شرح و بسط بدہید نہ از
 تخمین وطن و اگر نہ راہ کم شود و مطلوب
 فوت گردد و جمع کنید میان قول مجمل و
 و مفصل و توفیق بدہید میان ہر دو
 قول کہ آن کلام حق است چنانکہ گذشت
 و در کلام حق تعالی تدافع نیست ولو
 کان من عذر غیر اللہ و جدوافیہ اختلاف
 کثیر و لہ اند بود کہ مراد آں باشد کہ جمع
 بکنید و توفیق بدہید میان قول مجمل این
 کتاب و میان آیات قرآن و احادیث
 نبوی کہ فی الحقیقت در میان ہر دو تدافع
 نیست ق ثم منوا بعلی طالبیہ لا تمنعوا
 ہذہ الرحمۃ الی و سخطکم فوسعوا
 ل منوا صیغہ امر است از من یمن منا

و معارف سمجھنے کیلئے اپنے کو اللہ تعالیٰ کی طرف
 رجوع کرو اسلئے کہ معانی کا القار و افاضہ اللہ
 تعالیٰ سے ہے میرے طرف سے نہیں ہے وہی آسان
 کہ نیا لاکل سختیوں کا ہے اور اُس نے آدم کو کل
 اسما سکھا دئے پس شاید نہ ہو اطلاع پانے
 والے اوپر معانی کے جیسا کہ اُس کے چہرہ کی
 روشنی ہے۔ قول مذکور میں تنبیہ یہ ہے کہ رسول
 مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اسم اللہ کے مظہر ہیں کیونکہ
 شیخ قدس پر حکم چلانا اور اسرار و معارف کے
 رواج کا حکم دینا اور مقرر کرنا رسول مقبول
 صلی اللہ علیہ وسلم کے جناب سے ہے اور بس
 عواد کہ فعوا میں ہے دعی سے ہے بمعنی حفظ
 کرنا یعنی اس کتاب میں جو اسرار و معارف ظاہر
 کئے گئے ہیں وہ تمہارے نظر سے گذریں اور تم
 لوگ اُس کو سنو تو اس بات کو یاد کرو کہ وہ
 اللہ تعالیٰ سے ہے مجھ سے نہیں ہے جیسا کہ
 بیان کیا گیا۔ فصلوا تفصیل سے ہے اور امر کا
 صیغہ ہے۔ یعنی کتاب فصوص الحکم کے مطالب
 سمجھنے اور حاصل کرنے کے بعد معنی مجمل کو شرح

وَمَا تَعْنِي نِعْمَتُ دَاوُدَ وَلَا تَعْنُوْا صَيْغَةُ
نہی است از منع بمنع یعنی بازداشتن
گویا لا تمنعوا بیان است تاکید مرقول منوابہ
و اذہ الرحمۃ منصوب است و مفعول
مر لا تمنعوا و وسعوا صیغہ امر است از
توسیع یعنی پستمنت نہیدن پجیزی کہ
شنیدید از کتاب و فہمیدید بر طالبان
کتاب و بیان بکنید اسرار و معانی بر
ایشان کہ خود قوت اخراج آن ندارند
و باز ندارند از طالبان چنین رحمتی کہ
شامل و محیط است بمعجم شما چہ طلب اسلام
محقق یکی نیست و اللہ یدعو الی دار السلام
چہ اسلام و شارف بوی عام نباشد
افانہ تکرہ الناس حتی یکونوا مومنین
و ما کان لنفس ان تؤمن الا باذن اللہ
کہ ضنت نامحود است و نامرضی و
نزدیک فقیر لا تمنعوا صیغہ مضارع
بجہول است مر ذکور حاضر را جواب است
مر منوابہ را ازینجا نون اعرابی ساقط شد باز رکھتا ہے گویا لا تمنعوا قول منوابہ کیلئے

و بسط دیگر تفصیل سے بیان کر دینی کتاب کے
معارف و اسرار اور اُس کے مراد و معنی کو
جیسا کہ چاہئے سمجھنے اور حاصل کرنے کے
بعد کلام مجمل کی شرح و بسط کر و قیاس اور
گمان سے اپنی طرف سے کچھ نہ کہو نہیں تو
راستہ بھول جاؤ گے اور مطلب کو نہ پاؤ گے
اور مطلوب فوت ہو جاویگا اور قول مجمل
و مفصل کے درمیان موافقت پیدا کرو
اور جمع کرو اسوجہ سے کہ یہ کلام حق ہے اور
کلام حق میں تداخل نہیں ہے۔ اور اگر ہوتا
نزدیک سے غیر اللہ کے پاتے اُس میں اختلاف
بہت اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ مراد ہو یعنی
درمیان قول مجمل اس کتاب کے اور قرآن
و حدیث نبوی کے جمع کرو اور مقابلہ کرو کیونکہ
فی الحقیقت ان دونوں کے درمیان تداخل
نہیں ہے۔ منو امر کا صیغہ ہے منا و منت سے
ہے جسکے معنی لغت دینے کے ہیں و لا تمنعوا نہی
کا صیغہ ہے منع و بمنع سے ہے جس کے معنی
مر منوابہ را ازینجا نون اعرابی ساقط شد باز رکھتا ہے گویا لا تمنعوا قول منوابہ کیلئے

ای ان تمنعوا به علی طالبیہ لا تمنعوا رحمۃ اللہ بیان اور تاکید ہے۔ اور ہذہ الرحمۃ تمنعوا کیلئے
 ونعمۃ الہی وسعکم فوسعوا ولا تجلوا یعنی پس مفعول اور منسوب ہے اور وسعوا تو وسیع سے
 وسیع کنید آن رحمت را کہ شامل حال تمام ہے امر کا صیغہ ہے۔ یعنی جب کہ کتاب فصوص الحکم
 مردم گرد د چہ ہر کہ صفت و بخل و رز د بہ کو تم نے پڑھا اور سمجھا تو اُس کے معارف
 نعمت و رحمت حق تعالیٰ آن نعمت و رحمت و اسرار کو بیان کرنے اور سمجھانے کے لئے
 را کہ شامل حال اوست از وی سلب جو اُس کے طالب اور اہل ہیں اُن پر کسی قسم کا
 گردانند و نزد اُن رحمت و نعمت احسان مت رکھو اور معافی و مطالب کے
 نسیا منسیا گردان رحمتہ اللہ قریب سمجھانے میں کوتاہی و دریغ نہ کرو کیونکہ وہ
 من المحسنین الدین لا یجتلون مہارتہم لئلا پس تو از بیان معنی دریغ مدارے
 قوت نہیں رکھتے اور اللہ تعالیٰ کے اُس رحمت
 زبان بکشا با سرار الہی : بگو شرح معافی کو جو تمہارے اور اُن کے شامل حال ہے
 را کہ الہی : وایں وہم ترا از رحمت ندہد کہ طالبوں کو باز نہ رکھو یعنی اُس رحمت سے محروم
 بہو اعظا الہی ہی کس منتفع و نید پذیر نہ کرو کیونکہ اسلام کا طلب کرنا کسی ایک کے لئے
 نمی شوند کہ انتفاع و العاظ مو قوف مخصوص نہیں ہے واللہ یدعوا الی دار السلام
 برابر تکوینی است و این امر بدست اوست اس وجہ سے اسلام اور اُس سے مشرف ہونا عام
 و بس چنانکہ گفت و ما کان لنفس ان نہیں ہے۔ پس کیا تم اُن کو بُری نگاہ سے دیکھتے
 تو من الالبان اللہ و مرعین ترا این ہو یہاں تک کہ وہ مومن ہو جائیں کوئی شخص
 استعدا نیست کار عین تو تبلیغ احکام بغیر حکم اللہ کے ایمان نہیں لاتا۔ بخل کرنا اچھا
 است بمردم انک لا اتہدی من اجبت نہیں ہے اور خدا اور رسول کے مرضی کی خلاف ہے

ولكن الله يهدي من يشاء وهو اعلم
 بالمتدين وما عليكم الا البلاغ
 ق ولا تقضوا طالبيه فيمنعوا
 ل ولا تقضوا صيفه مني است ازضن
 يضمن ضنا بالكسر وضنا نته بالفتح بمعنى
 بخلي کردن از باب ضرب يضرب و تمنعوا
 صيفه مضارع مجولست از منع مذکور
 حاضر را یعنی ضنت نکند شمایان بدان
 رحمت در حق طالبان تا باز داشته
 نشود از آن رحمت و این قول بگوید
 توجیه اخیر در لا تمنعوا است و این قول
 در بعضی نسخہ یافتہ نمی شود بدانکہ منع
 اسرار آتی از اہل اللہ قبیح تر باشد از
 اظهار آن بر نااہل و وجہ این در انفاص
 انخواس ذکر یافتہ
 ق ومن اللہ ارجوان اکون ممن
 اید فتاید و اید و قید یا شرع المحمدی
 المہر تنقید و قید و ان یخترانی زمرة
 کما جعلنا من امتہ
 اس مقام پر صاحب شارح لکھتے ہیں کہ میرے
 نزدیک لا تمنعوا صیفہ مضارع مجول ہے مذکور
 حاضر کیلئے منوابہ کا جواب ہے اس جگہ ذن اعرابی
 راقط ہو گیا اے تمنعوا یہ علی طالبیہ لا تمنعوا
 رحمۃ اللہ و نعمۃ اللہی و معکم فوسعوا و لا تبخلوا
 یعنی اُس عام رحمت کو و سلیم کرداوردہ رحمت
 تمہارے اور سب کے شامل حال ہے۔
 کیونکہ اللہ تعالیٰ کے رحمت میں جو شخص ضنت
 اور بخل کرنا ہے حالانکہ وہ رحمت اُس کے بھی
 شامل حال ہے لہذا اللہ تعالیٰ اُس رحمت و نعمت
 کو اُس سے سلب کر لیتے ہیں اور اُس کے لئے وہ
 رحمت نسیا منسیا ہو جاتی ہے۔ تحقیق اللہ
 تعالیٰ کی رحمت اچھے لوگوں کے قریب ہے وہ
 لوگ جو اللہ کے رزق میں بخل کرتے۔ پس تم اسرار
 و معارف کے اظہار کرتے اور بیان کرنے میں جیسا کہ
 صحیح صحیح اور ٹھیک ٹھیک تم جان چکے ہو اور سمجھ چکے
 ہو کو تاہی و در یغ نہ کر دے
 زبان بکشا باسرا آئی : بگو شرح معانی را کماہی
 اس بات سے تم بے دل نہ ہو اور یہ وہم تجھے رحمت

ل اید صیغہ ماضی مجہولست از باب
 تفعیل ای من ایدہ اللہ تعالیٰ ترفیقہ
 وتاید الاعتصامی لا من ردہ اللہ تعالیٰ
 من جنابہ مجد امرہ وایاہ و تاید صیغہ
 ماضی معلوم است از باب تفعیل و
 اید نیز صیغہ ماضی معلوم است از
 باب تفعیل ای تاید بتایدہ الاعتصامی
 وایہ غیرہ بان جعلہ مستعد اللتاید
 الآئی بالارشاد والتلقین و چون
 سعادت عظمیٰ در متابعت محمد رسول اللہ
 است صلی اللہ علیہ وسلم و از اینجا است
 کہ او گفت لو کان موسیٰ حیالما وسعہ
 الا اتباعی و یکی گفت اللهم اجعلنی من
 امتہ محمد و دیگری گفت اللهم اجعلنی
 من محبہ و علیٰ ہذا القیاس گفت شیخ
 قدس سرہ وقید بالشرع الحمیری المظہر
 ای عن ادناس الطبیعۃ و خبث الموی
 تا صاحب مقامات گرد و دواز
 اہل الدرجات وقید صیغہ ماضی مجہولست

نہ دے کہ مواعظ الہی سے ہر شخص مستفیع نہیں ہوتا اور
 نفع نہیں پاتا اور نصیحت اُس کے کارگر نہیں
 ہوتی تو اب اسکو اس طرح سمجھو اور جانو کہ فائدہ
 اٹھانا اور نصیحت پانا امر تکوینی پر موقوف اور
 یہ حکم اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور بس۔
 جیسا کہ کہا گیا کہ کوئی شخص ایمان نہیں لاتا بغیر
 حکم اللہ کے تمہارے عین کی یہ استعداد نہیں ہے
 کہ تمہارے وعظ سے ہر شخص مستفید ہو ہاں تمہارے
 عین کی یہ استعداد ہے کہ لوگوں میں تبلیغ احکام
 کرو حضور کے شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ
 ہدایت کے راہ پر نہیں لاسکتے لیکن اللہ جس کو
 چاہتا ہے راہ ہدایت دیتا ہے آپ کا کام ہدایت
 دینا نہیں ہے آپ تو صرف مبلغ ہیں ہدایت دینا
 اللہ کا کام ہے اور اللہ تعالیٰ ہدایت پانچواں
 کو خوب جانتا ہے۔ تمہارا کام تبلیغ احکام ہے
 ولا تقنوا نئی کا صیغہ ہے ضمن لیکن سے ہے فنا
 بالکسر ہے و فنانۃ بالفتح ہے جس کے معنی بخیل کرنے
 کے ہیں۔ جو باب ضرب یفرب سے ہے و تمنعوا صیغہ
 مضارع مجہول ہے ذکر حاضر کیلئے منع سے ہے۔

از باب تفعیل عطف است برائید
 اول ای من اللہ ارجو ان اکون
 ممن قید اللہ بالشرع المذكور و تقید
 صیغہ ماضی معلوم چون تایید و قید
 صیغہ ماضی معلوم چون اید بعد تایید
 ای تقید بالقبول والاقتیاد والسمع
 والطاعت و قید غیرہ باعلامہ حلال
 قدرہ و کمال امرہ علیہ السلام و ان
 یحشرنا عطف است بران اکون
 ای من اللہ ارجو ان یحشرنا فی الدار
 الآخرة فی زمرۃ ای فی اہل اللہ التائبین
 لہ علیہ السلام الغایزین بالسوادت
 العظمی والدرجۃ العلیا کما جعلنا فی
 الدار الدنیا من امتہ علیہ السلام یعنی
 از خدا می تعالی امید وارم کہ با شتم از
 آن کسانے کہ موید ساخته است حق
 تعالی آنہا را بتوفیق و عنایت خود
 و متایید شدند و قبول نمودند او امر
 و نواہی او را و متایید بخشیدہ اند
 یعنی طالبوں کے حق میں تم اُس رحمت کو وسیع کرنے
 میں بخیلی و کوتاہی نہ کرو اگر ایسا کرو گے تو تم سے وہ
 رحمت واپس لے لی جائیگی اور تمہارے لئے وہ
 رحمت نسیا منسیا ہو جائیگی اور یہ قول بعض نسخوں
 میں نہیں پایا گیا۔ جانو اور سمجھو کہ اسرار و معارف
 الہی کا روکنا اور نہ بیان کرنا جو کہ اُس کا اہل ہے اور
 جو کہ نا اہل ہے اُس سے بیان کرنا بہت ہی برا ہے
 اسکی وجہ انقاس انخاص میں لکھی گئی ہے۔
 اید باب تفعیل سے صیغہ ماضی مجہول ہے اے من
 ہذہ اللہ تعالیٰ بتوفیقہ و تائید الاعتصامی لا ممن ایہ
 اللہ تعالیٰ من جنابہ محمد امرہ وایاہ۔ و تائید باب
 تفعیل سے ہے اور صیغہ ماضی معلوم ہے و اید
 بھی باب تفعیل سے ہے اور ماضی معلوم کا صیغہ ہے
 اے تائید بتائید الاعتصامی۔ واید غیرہ بان جملہ
 مستعد اللہ تائید الالہی بالارشاد و تلقین۔ جب کہ سعادت
 عظمیٰ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا نہیں ہے
 اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام ہوتے
 تو اُن کو میرے اتباع کے سوا کوئی چارہ نہ تھا اور بھی
 کسی نے کہا ہے کہ اے اللہ مجھ کو امت محمد میں کر دے

دیگر ان را مستعد ساخته اند برای طلب حق و محبت او تبلیقین و ارشاد راہ حق تعالی و امید دارم کہ با شتم از آن کسانی کہ مقید ساخته است حق تعالی آنها را بشرع محمدی کہ طہارت یافتہ است و پاک شدہ از چرک طبیعت و نجاست ہوا فائزہ ما ینتطق عن الاموی ان ہوا الا وحی یوحی یعنی با شتم از ان جماعت کہ پای ایشان را حق تعالی بسلاسل امواج شریعت مہر محمدی مقید ساخته باشد کہ ہرگز قدم از دائرہ شریعت بیرون نہی تو اند نہاد و دریں قول بیان است کہ شیخ قدس سرہ خلاف شریعت نہی کند و نہی گوید خاص دریں کتاب اگرچہ محبوب واقف نباشد و محروم باز محبوب را ز پیچ چراغی نصیب نیست پس مقید شدند آن کسان بقول

اور بھی کہا ہے کہ اے اللہ مجھ کو محبت اُن کی عطا فرما اور علیٰ ہذا القیاس شیخ قدس سرہ نے فرمایا ہے و قید بشرع المحمدی المطہرات عن ادناس الطبیعۃ و حق الہوی یہ اس لئے کہا ہے کہ شرائع محمدی پر چلنے والا صاحب مقام اور اہل الدرجات ہو۔ و قید صیغہ ماضی بھول باب تفعل سے ہے ایداول کے اور عطف ہے اے من اللہ ارجو ان اکون ممن قید اللہ بشرع المذكور و قید ماضی معلوم کا صیغہ ہے مثل تاید و قید صیغہ ماضی معلوم کے ہے اے تقید بالقبول والانقیاد والسمع والطاعات و قید غیرہ باعلامہ و جلال قدرہ و کمال امرہ علیہ السلام وان یحشرنا ویر ان یکون کے عطف ہے اے من اللہ ارجو یحشرنا فی الدار الآخرۃ فی زمرہ اے فی اہل اللہ تعاجین لہ علیہ السلام فالنصین یا سعادت العظمیٰ و درجۃ العلیا کما جعلنا فی الدار الدنیا من امتہ علیہ السلام یعنی اللہ تعالیٰ سے میں امید دار و خواستگار ہوں کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ اُن لوگوں میں سے کرے اور اُس گروہ میں شامل کرے کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت و توفیق سے مضبوط کیا ہے اور اوامر و نواہی کے قبول کرنے میں اُن کی مدد کی ہے اور تائید بخشتا ہے اور اُن لوگوں نے

والقیاد شریعت وسمع وطاعت
آن دور قید شریعت آوردند دیگران
را به بیان جلال قدر رسول علیہ السلام
و کمال امر او علیہ السلام و طهارت و
دپاکی شریعت و از جثت طبیعت
و ہوائی نفس و امید و ارم کہ بر انگیزد
مرا و مقتدیاں مرا در آخرت در میان
زمرہ رسول و دوستان او علیہ السلام
کہ کمر متابعت بر میان دارند تا بسواد
العظمی و درجۃ العلیا مشرف شوند
چنانکہ گردانیدہ است ما را در دار دنیا
ز امت و گروہ رسول علیہ السلام و درین
تعلیم امت و ادب و حفظ آن چہ شیخ
قدس سرہ عالم و متیقن است کہ او از
جماع مذکور باشند پس اکنون شروع
در مقصود آمد چنانکہ می شنوی
ق فاول ما القاه المالك على العبد
من ذلک فص حکمتہ آئیتہ فی کلمۃ آدمینہ
ل اول مبتدا مضاف است بسوی
دوسروں کو مدد پہنچائی ہے اور طلب حق کیلئے اُنکو
مستعد کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت و راستے پر
چلنے کی تلقین کی ہے۔ اور میں امیدوار ہوں کہ میں
اُن لوگوں میں سے ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں
کو شرح محمدی سے مضبوط کیا ہے اور وہ لوگ
طبیعت و ناست اور نجاست سے پاک ہو گئے
ہیں تحقیق اُن لوگوں نے اپنی خواہش نفس سے
کوئی کلام نہیں کیا تو بے شک شبہ اُن کا مطرح
کلام کہ نادجی الہی کے علاوہ دوسری چیز نہیں ہے
اور میں یہ ہی اللہ تعالیٰ سے امیدوار خواہش رکھتا
ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اُن لوگوں میں شامل کر لے
کہ جن کے قدم کو اللہ تعالیٰ نے شریعت محمدی
سے وابستہ و مقید کر دیا ہے کہ وہ لوگ کسی حالت
میں بھی دائرہ شریعت سے قدم نکال نہیں سکتے۔
حضرت شیخ قدس سرہ العزیز کے اس قول میں اس
امر کا بیان ہے کہ شیخ قدس سرہ خلاف شریعت
نہیں کہتے اور نہیں جانتے خصوصاً اس کتاب
نصوص الحکم میں کوئی مسئلہ اور نہ کوئی حکم اور نہ
کوئی اسرار و معارف نہ تو لکھتے ہیں اور نہ بیان

ما موصولہ یا موصوفہ و مالک فاعل القاء کو تے ہیں اگر محبوب اس سے واقف نہیں ہوتا اور محروم
و علی العبد من ذلک متعلق بالقاہ و لڑتا ہے تو ہم کہیں گے کہ

فص حکمتہ اکیۃ خبر بتدار و فی کلمۃ اکیۃ محبوب را ز بیج چراغے نصیب نیست
صفتہ مرفض را و اضافہ اول بسوی ما اور ان لوگوں نے سمعاً طاعتہ شریعت مطہرہ محمدی کو
بیانیہ باشد یا من ذالک بیان ما باشد قبول کر لیا ہے اور اسکے تابع ہو گئے اور دوسروں کو بھی
یعنی پس اول چیزیکہ القاء و افاضہ کرد رسول علیہ السلام کے مرتبہ اور جلال و بزرگی و کمال سے
آزما مالک خاص و معہ و برہندہ خویش آگاہ کر کے شریعت کی پاکیزگی سے آگاہ کیا اور ان کو
از ان کتابی کہ دادہ بود آنرا و امر کردہ بافادہ بخت نفس اور خواہشات نفسانی سے نجات دلایا
آن رسول اللہ صلعم فص حکمتہ اکیۃ است اور میں یہ بھی اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں اور
کہ واقع است در کلمہ آدمیہ یعنی در عینی امیدوار ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اور میرے مقتدیوں
و روحی کہ منسوب باشد بآدم صفی اللہ کو دار آخرت میں در میان زمرہ رسول اور ان کے
کہ اول فرد نوع انسانی باشد علیہ الصلوۃ دوستوں کے گروہ میں اٹھاوے کہ پیکار پیروی کا کر
و السلام ازینجا است کہ فص حکمتہ اکیۃ منسوب پر اپنے رکھتے ہیں تاکہ بڑے بڑے سعادت کے درجوں
بآدم شدہ و اگر نہ حکم اکیۃ در روح ہر نبی سے مشرف ہوں جیسے کہ اس دار دنیا میں ہم لوگ رسول
و عین او واقع اند خاص رسول مصلی اللہ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے امت میں ہیں اس تعلیم
علیہ وسلم کہ خاتم الانبیاء و افضل العرف میں اس بات کے سمجھنے کیلئے حفظ ادب ہے کہ شیخ قدس
است و مظهر اسم جامع باصالت بلکہ سرہ جانتے اور یقین رکھتے ہیں کہ وہ اور ان مقتدیا
معارف اکیۃ در عین ہر فرد انسانی کل اسی جماعت میں سے ہیں۔

باشد اگرچہ بظہور نہ یابند۔ اول بتدار و مفاد ما موصولہ یا موصوفہ کی طرف ہے

مصرع۔ وصف جبرئیل در انسان بود و رفت
پس ہر فرد انسان کل باشد چنانکہ گفت
باری تعالیٰ من قتل نفسا بغير نفس او
فساد فی الارض فکانا قتل الناس جمیعا
ومن احیاہا فکانا احیا الناس جمیعا یا
یگوی کہ اول باب از آن کتابی کہ القا
کرد مالک بر بندہ خویش تا آخر مالک
و عبد گفت تا تنبیہ کند کہ گنجینہ معارف
و حکم ملک حق است و بندہ مالک
آن نیست پس تصرف بندہ در آن
گنجینہ روا نباشد مگر و قتیکہ ماذون
باشد چنانکہ شیخ قدس سرہ ماذون
شد و ما مورشد با اخراج این اسرار
و فص ہر حکمت کہ درین کتاب است
کلمہ است کہ منسوب باشد آن فص
بسوی آن چنانکہ در آخر این فص شیخ
قدس سرہ خود خواہد گفت یعنی
محل نفوس حکمتہ الہیہ است کہ عین
ثابتہ یا روح آدم صغی باشد یعنی
و مالک فاعل القاہ ہے و علی العبد من
ذلک متعلق القاہ کے ہے و فص حکمتہ الہیہ خبر
مبتدا ہے و فی کلمتہ آدمیہ فص کی صفت اور اضافہ
اول طرف مابیانہ کے ہے یا من ذلک بیان ما کا
ہے۔ یعنی سب سے پہلے اول چیز جسکو کہ مالک
خاص و مہمود نے اپنے بندہ پر القاء و افاضہ کیا
اُس کتاب سے کہ جو کتاب رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم کے دست مبارک میں تھی اور جس کیلئے
لینے کیلئے مجھے حکم دیا تھا وہ حکمت الہیہ ہے جو کلمہ
آدمیہ میں ہے۔ چونکہ اول فرد نوع انسانی حضرت
آدم صغی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اسوجہ
سے یہ فص حکمت الہیہ حضرت آدم صغی اللہ کی طرف
منسوب ہے جو عین یا روح حضرت آدم صغی اللہ
ہے حقیقت میں حکمت فص الہیہ ہر نبی کے روح
و عین میں واقع ہے خصوصاً ہمارے سردار
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے روح و عین
میں جو کہ قائم الانبیاء و منظر اسم جامع اصالۃ ہیں
واقع ہے۔
بلکہ معارف الہیہ ہر فرد انسانی کی روح و عین

اول چیز یہ کہ انکار کردہ آنرا حق تعالیٰ بر بندہ خویش فص حکمتہ الکیہ است کہ واقع شدہ است در کلمہ آدمیہ و ازینجا ظاہر شد وجہ تسمیہ ایں کتاب باین اسم و الکیہ اسم مرتبہ است کہ جامع جمیع اسماء و حقایق است

ق لما اشار الحق تعالیٰ من حیث اسماءہ الحسنیٰ الی لا یبلغها الا حصاء ان یری اعیانہا

ل لما اشار بامتعلقات مشروط است و جزا مشروط محذوف باشد یعنی او بعد آدم چنانکہ ظاہر کردہ خواهد شد انشاء اللہ تعالیٰ یعنی ہر گاہ خواست حق تعالیٰ و تعلق گرفت مشیت او باینکہ بہ بیند حق تعالیٰ اعیان اسماء خود لیکن مشیت مذکور نظر بامسمائیہ جزئیہ باشد کہ در شمار نیاید و ہر واحد جنس اند و مراد از اعیان اسماء الکیہ صور حقایق آن اسماء اند یا مراد ازینجا

میں واقع ہیں اگرچہ اُس کا تصور نہ ہو۔ وصف جبرئیلی در انسان بود و رفت۔ پس ہر فرد انسان کل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ یا کہو کہ اول باب اس کتاب سے مالک نے اپنے بندہ پر القاء و افاضہ فرمایا وہ حکمت الکیہ ہے۔ مالک مہمود نے اپنے کو مالک اور جس پر حکم و معارف القاء فرمایا اُس کو عبد کہا اس کہنے میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ گنجینہ معارف و حکم اللہ تعالیٰ کی ملک ہے بندہ اُس کا مالک نہیں ہے اور اُس گنجینہ معارف و حکم میں تصرف یا اُس کا اظہار کرنا جائز نہیں ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ اُس کے ظاہر کر نیکا حکم دے تو وہ ظاہر کر سکتا ہے اور اُس کے ظاہر کرنے میں وہ بندہ مامور و معذور ہوتا ہے جن طرح ابن عربی قدس سرہ اللہ تعالیٰ کے خزائن میں تصرف کرنے میں منجانب اللہ مقرر کئے گئے ہیں اور اسرار و معارف کو ظاہر کرنے میں وہ معذور ہیں۔ اور فص ہر حکمت کی جو کہ اس کتاب میں ہے وہ کلمہ ہے اور وہ فص اُسی کلمہ کی طرف منسوب ہے۔ جیسا کہ اخیر میں خود شیخ قدس سرہ اسکی تشریح کریں گے۔ یعنی محل نفوذ حکمتہ الکیہ ہے جو کہ

ذوات اسماء باشند کہ ارباب اعیان
 دماہیات کو نیہ اند
 ق وان شت قلت ان یری عینہ
 ل یعنی اگر نچاہی بگوی بجای ان یری
 اعیانہ ان یری عینہ - یعنی ہر گاہ خواست
 حق تعالیٰ بحسب اسماء غیر تنہا ہی خود کہ
 بہ بیند عین خود را آل ہر دو عبارت
 یکے ہست چہ صور حقائق و اعیان اسماء
 حق تعالیٰ عین حق اند فی جامع کون
 یحصر الامر یعنی بہ بیند حق تعالیٰ اسماء
 حقائق صور و اعیان خود در کون مختصر
 کہ جامع باشند مرجع حقائق کو نیہ
 مفردات و مرکبات را کہ حاضر و جمیع
 اسماء باشند و کون عبارت است
 از وجود خلق ازین رو کہ خلق باشند
 نہ حق و مراد این جا کون و موجود است
 و کون جامع حاضر انسان کامل باشند
 یا بگوی کہ انسان مطلق ق لکونہ منفعاً
 بالوجود لاین قول لعلیل است مرقول
 عین ثابتہ یا روح حضرت آدم صغی اللہ کی ہے - یعنی سب
 پہلے جو چیز کہ حق تعالیٰ بنے اپنے بندہ پر القاء فرمایا وہ
 فص حکمت الہیہ ہے جو کلمہ آدمیہ میں واقع ہے اور اس
 مقام پر وجہ تسمیہ اس کتاب فصوص الحکم کی اس اسم
 کے ساتھ ظاہر ہوئی اور اسم الہیہ اس مرتبہ کا نام ہے
 جو کہ تمام اسماء و حقائق کا جامع ہے -
 لما شاء متعلقات کے ساتھ شرط ہے اور شرط کی جزا
 محذوف ہے یعنی او بعد آدم جیسا کہ ظاہر کیا جائیگا
 انشاء اللہ تعالیٰ یعنی جب کہ چاہا اللہ تعالیٰ نے اور
 اس کی مشیت اس امر کی مقتضی ہوئی کہ اپنے اسماء
 جزئیہ کے اعیان کو جس کی کوئی حد و انتہا نہیں اور
 ہر ایک دوسرے کے جنس میں ملاحظہ کرے اعیان
 اسماء سے مراد ان اسماء کے حقائق کی صورتیں ہیں یا
 ان اسماء کی ذات میں ارباب اعیان دماہیات کو نیہ ہیں
 یعنی اگر چاہو تو ان یری اعیانہ کے بجائے ان یری
 بیہندہ کہو یعنی جب کہ چاہا اللہ تعالیٰ نے اپنے اسماء غیر
 تنہا ہی کے لحاظ سے اپنے عین کو دیکھے اسلئے کہ حقائق
 کی صورتیں اور اعیان اسماء حق تعالیٰ عین حق ہیں
 اور نتیجہ دونوں عبارتوں کا ایک ہے -

شیخ را کہ یحصر الامر باشد یعنی حاصر لودن
کون جامع مرتجع اسماء را نظر باین باشد
کہ کون جامع معصفت است بوجہ اگرچہ
بذات خود معدوم باشد یعنی کون جامع
نظر باینکہ موجود است بوجہ حق و قابل
تکون جمیع اسرار وجود حصر کردہ است
مرام جمیع اسماء آئینہ را دور بعضی نسخہ
متصفاً بالوجہ واقع است بجای
متصفاً بالوجود یعنی سارس کو کون
جامع متصف است بوجہ اسماء حق
پس ہر موجود اسم او باشد کہ حق تعالی
عین خود را بوجہ دران موجود و اسم
می بیند و در کامل یا مطلق انسان می
بیند و جہ او بجمیع اسماء حق و بطہر بہ
سرہ ال این قول عطف است
بر یحصر یعنی کوئے کہ ظاہر شدہ گردد
بدان سر حق تعالی بسوئے حق تعالی
چہ انسان سر او از اسماء و صفات
ظاہر میگردد بسوئے او کہ انسان منظر

یعنی ملاحظہ کرے حق تعالی اپنے اسماء اپنے عین او و خالق
کی صورتوں کو ایسے کون جامع و مختصر میں کہ جو اپنے
استعداد و قابلیت سے تمامی خفائق کو نبیہ مفردات و مرکبات
کا جمع کر نیوالا اور تمامی اسماء کا حصر کر نیوالا ہو اور کون
مراد خلق کا وجود ہے اس اعتبار سے کہ خلق ہے حق نہیں
ہے اور اس جگہ کیون اور وجود مراد ہے و کون جامع
حاصر انسان کامل ہے یا لکھو کہ انسان مطلق ق لکونیہ
منفعاً بالوجود ل۔ یہ قول شیخ کے اس قول کا جو کہ
یحصر الامر ہے تعطیل ہے یعنی گھیر لینا اور احاطہ کر لینا
کون جامع یعنی انسان کامل کا تمامی اسماء الہی و نامتہای
اس نظر سے ہے کہ کون جامع حاصر وجود حق سے
معصفت ہے اگرچہ ذات کے اعتبار سے معدوم ہے یعنی
کون جامع جو کہ انسان کامل ہے اور وجود حق سے
معصفت ہے اور موجود ہے اپنے اندر وجود کے تمام
اسرار و معارف کے پیدا ہونے اور ظاہر ہونے کی
استعداد و قابلیت رکھتا ہے اور اسماء آئینہ کے کل
احکامات کو احاطہ کئے ہوئے ہے۔ بعضی نسخوں میں
معصفاً بالوجود کی جگہ پر معصفاً بالوجہ واقع ہے۔ یعنی
کون جامع جو کہ انسان کامل ہے اور وجہ حق سے

جمیع اسماء و صفات و کمالات حق تعالیٰ باشند متصف ہے اس لئے ہر موجود حق تعالیٰ کی اور اسم میں
 پس تا آنکہ انسان در عرصہ ظهور نیامده حق تعالیٰ اپنی ہی وجہ اور اسم میں اپنے عین کو دیکھتا ہے
 بود سر او در سراوقات غیب مستور یاوں کو کہ اللہ تعالیٰ اپنے عین و جمیع اسماء و وجوہ کو
 بود الا انسان سری و نامرہ و جارات انسان کامل یا انسان مطلق میں دیکھتا ہے یہ قول بصر
 کہ قول مذکور معطوف باشد بر بری یعنی بر عطف ہے یعنی وہ کون جامع جس سے کہ اللہ تعالیٰ
 ہر گاہ خواست حق تعالیٰ بحجب اسماء کا سر اللہ تعالیٰ کی طرف ظاہر ہو اوہ انسان کامل یا
 کہ غیر تنہا ہی اندامکہ بہ بند حق تعالیٰ انسان مطلق ہے اسلئے کہ انسان کامل یا انسان مطلق
 اعیان اسماء یا عین خود را در کون سے اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء و صفات ظاہر ہوتے
 جامع و خواست کہ ظاہر شود دیدان ہیں اور تمام اسماء و صفات و کمالات کا مظہر ہے
 کون سر حق بسوئے حق و تواند بود جب تک انسان کامل پیدا نہیں ہوا تھا اللہ تعالیٰ
 کہ معطوف باشد بر متصف بتاویل کا سر پروردہ غیب میں پوشیدہ تھا اللہ تعالیٰ نے
 یتصف باہل تاویل و برین تقدیر خود ہی فرمایا ہے کہ انسان میرا سر ہے اور میں اُس کا
 قول او مکونہ تعلیل باشد مرویت سر ہوں۔ آپ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ قول مذکور
 حق تعالیٰ را کہ متعلق است ما عیان بری بر معطوف ہے۔ یعنی جس وقت چاہا اللہ
 اسماء و عین حق در کون جامع۔ یعنی تعالیٰ نے اپنے اسماء و کمالات ہی کے ظہور کے تقاضا سے
 رویت حق تعالیٰ مرعین خود را و اعیان کہ دیکھے اپنے عین کو یا اپنے اسماء کے عین کو ایسے
 اسماء را در کون جامع کہ حاضر باشد کون جامع میں کہ اُس کون جامع سے اللہ تعالیٰ
 مرا جمیع اسماء را بنا بران امت کہ کا سر اللہ تعالیٰ ہی کے طرف ظاہر ہو اور یہ بھی
 کون جامع متصف می شود بوجود ہو سکتا ہے کہ متصفاً پر یتصف بتاویل باہل تاویل

ظاہر میگردد بوجہ سر حق تعالیٰ بسبب
 حق تعالیٰ۔ بدانکہ شیخ قدس سرہ اسم
 حق گفت کہ اسم ذات باشد تائید کنند
 کہ مشیت مذکور مقتضائے ذات حق
 تعالیٰ است نہ مقتضائے صفات و
 او و فرق کردن میان اسم ذاتیہ و
 اسم صفاتیہ کار عارف باشد باشد
 و فقیر آزاد انفاص الخواص گفته است
 و مشیت باری تعالیٰ امر ہر چیز ازلی است
 چہ مشیت او عبارت است از تجلی ذاتی
 و عنایت سابق بایجاد و اعلام پس
 مراد این جا تعلق مشیت باشد و این
 حادث باشد پس کلمہ لما بجائے خود
 واقع است و من حیث اسم الحسنی
 گفت تائید کنند کہ مشیت حق تعالیٰ
 بدیدن عین حق و اعیان اسماء حق
 در کون جامع نظر با اسماء باشد چہ
 ذات او بہ بیچ چیز محتاج نیست
 ان اللہ غنی عن العالمین۔

معطوف ہو۔ ایسی صورت میں قول لکونہ اللہ
 تعالیٰ کے رویت کیلئے جو کون جامع میں اعیان
 اسماء و عین حق کے دیکھنے کے متعلق ہے تعلیل ہے
 یعنی دیکھنا اللہ تعالیٰ کا اپنے عین کو یا اپنے اسماء
 کے اعیان کو ایسے کون جامع میں جو اس کے تمام
 اسماء و صفات کا احاطہ کر نیو والا اور گھرنے والا ہو
 اسلئے ہے کہ کون جامع اللہ تعالیٰ کے وجود سے
 منصف ہے اور اس کون جامع سے اللہ تعالیٰ کا
 سر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ظاہر ہو رہا ہے جانو کہ
 شیخ قدس سرہ نے اسم حق کہا ہے کہ اسم ذات ہے تاکہ
 متنبہ کرے کہ اللہ تعالیٰ کے ذات کے تقاضا کرنے
 سے مشیت مذکور اس امر کی طرف متوجہ ہوئی کہ
 اللہ تعالیٰ اپنے عین کو ملاحظہ کرے اور اللہ تعالیٰ
 کے کسی صفات کے تقاضا سے مشیت مذکور امر
 مذکور کی مقتضی نہیں ہوتی اور در میان اسماء ذاتیہ
 اور اسماء صفاتیہ کے فرق کرنا عارف باللہ کا کام
 ہے اور انفاص الخواص میں اس کا ذکر کیا گیا ہے
 اور مشیت حق تعالیٰ کی ہر چیز کو ظاہر کرنے کیلئے انلی
 ہے۔ اب سمجھو کہ مشیت اللہ تعالیٰ کی تجلی ذات اور

بخلاف اسماء پر غفار صاحب و تب را
 خواہاں و منعم نعمت را قرآن را کہ نعمت
 بہ ہر طالب است چنانکہ سلطان بذات
 بیج حرازلباس فاخرہ و تخت و قیل و
 اسپ و لشکر محتاج نباشد و نظر اسماء
 کہ آمرشد و ناہی و عادل و غیر آن بہ لباس
 چیز محتاج باشد و اسم عبارت است
 از ذات کہ متصف باشد بصفے از صفات
 مثلاً ذات کہ متصف باشد رحمت اکتانیہ
 رحمن است و ذات کہ متصف باشد
 برحمت و جوہیہ رحیم باشد و ذات کہ
 متصف باشد بمفرت غفار است
 و ذات کہ متصف باشد با تمام تنہم
 و علیٰ ہذا القیاس چنانکہ انسان ذات
 است و بس۔ و ذات با صفت کتابت
 و فضیلت و ضحک و تعجب و حس الوجہ
 و قبیح الطلعہ اسماء انسان باشد
 پس ذات انسان واحد باشد و اسماء
 آل متکبر پس زید اسم باشد و عمر خالد
 عنایت ازلی کی پہلے سے موجودات عالم کے اعلام و
 ایجاد کیلئے ہے اور اس جگہ مراد تعلق مشیت کا ہے
 اور یہ حادث ہے پس کلمہ لما بجائے خود واقع ہے
 اور من حیث اسماء الحسنیٰ کہا تا متنبہ کرے کہ مشیت
 اللہ تعالیٰ کی کون جامع یعنی انسان کامل میں اپنے
 اسماء کے اعیان کو یا اپنے عین کو دیکھنا اسماء کے
 نظر سے ہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات عالم سے غنی
 اور بے پروا ہے اور کسی چیز کی محتاج نہیں ہے ان اللہ
 غنی عن العالمین۔ خلاف اسماء کے۔ کیونکہ اسم غفار
 گنہگار کا اور اسم منعم نعمت کا اور حبس کو نعمت دینا بجائے
 اس کا طالب و خواہاں ہے جیسے کہ بادشاہ ذات کی
 نظر و اعتبار سے کسی چیز کا مثل لباس فاخرہ اور
 تخت و ہاتھی و گھوڑا و لشکر وغیرہ کا محتاج نہیں ہے
 لیکن اسماء کے نظر سے روکنے والا حکم چلائی والا انصاف
 کر نیوالا اور علاوہ اس کے بہت ہی چیزوں کا محتاج
 ہے اسم عبارت ہے ایسے ذات کی جو اپنے اسماء کے
 کسی نہ کسی اسم سے متصف ہو مثلاً جو ذات کہ رحمت
 اکتانیہ کے صفت سے موصوف ہو وہ رحمن ہے اور
 جو ذات کہ رحمت و جوہیہ کے صفت سے موصوف ہو

اسم باشد و بکر و عمران با آنکہ ہر واحد
 عین انسان اند ہم جنین حق تعالیٰ واحد
 باشد بذات و منتشر با سمار پس انکوں
 دانستی کہ اسم عین مسمیٰ باشد و کلمہ رحمن
 و رحیم و غفار منتقم اسم الایم است و اسم
 حق تعالیٰ نظر بذات و حقیقت طالب است
 و مظهر انا انوار مکتوبہ و اسرار مخزونہ و
 ظاہر گرد چنانکہ اسم انسان کہ سخی باشد
 مظهری طلبہ و الاسخاوت و کمالات
 و ظاہر نگر دو ہم جنین چند چیز دیگر
 مطلوب است و گرنہ سخاوت ظاہر
 بگرد دو ہم جنین غفار مظهری خواہد
 و چند چیز دیگر از وتب و مدت تب
 مطلوبہ است چنانکہ فرمود رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم بولم نذب الذہب
 اللہ بکم و آتی بقوم مد
 و گرنہ اسم عفار و زکرب و کانت
 باشد و ہر موجود اسمی است از سمار
 حق تعالیٰ و مظهر عین ظاہر باشد پس

وہ رحیم ہے اور جو ذات کہ انتقام کے صفت سے
 موصوف ہو وہ منتقم ہے اور اسی طرح اُس کے کل
 اسماء کو قیاس کر لو۔ جیسے کہ انسان ایک ذات ہے
 اور بس۔ ذات انسان کا کتابت و فضیلت و منہی
 و تعجب و خوبصورتی و بد صورتی کے صفاتوں سے
 متصف ہونا یہ سب اُسکے اسماء ہیں اب اسکو بھی
 سمجھ لو کہ ذات انسان اکیلی ہے اور اسماء اُس کے
 ہیں زید و بکر و علاوہ اُسکے اسم ہیں حالانکہ ہر ایک
 عین انسان ہے اسی طرح حق تعالیٰ ذات کے اعتبار
 سے واحد ہے اور اسماء کے اعتبار سے کثیر ہے اب تم
 اس بات کو بخوبی سمجھ گئے ہو گے کہ اسم عین مسمیٰ ہے۔
 اور کلمہ رحمن و رحیم و عفار و منتقم اسم الایم ہیں اور
 اللہ تعالیٰ کا اسم اپنے ذات و حقیقت کی نظر سے
 مظهر کا طالب ہے تاکہ چھپے ہوئے خزانے اور اُسکے
 انوار ظاہر ہوں جیسے کہ انسان کا اسم جو کہ سخی ہے
 مظهر کا طالب ہے جس سے اُسکے سخاوت و کمالات
 ظاہر ہوں نہیں تو سخاوت و کمالات اُسکے ظاہر نہ
 ہوں گے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا اسم عفار اپنے
 مظهر کا خواہاں ہے اور چند چیزوں کا مثل گناہ

ہر موجود عین حق باشد بانکہ غفار متقمم دگنگار کا طالب ہے جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ
 نیست و ہادی مصل نہ چنانکہ قائم قاعد و مسلم نے فرمایا ہے کہ اگر پیدا ہونیوالی مخلوق سے گناہ
 نباشد و قاعد ساجد نہ پس شاہد سرزد نہ ہوتا اور کوئی گنگار نہ ہوتا تو میں ان سب
 شریعت راہ یافت و بر منصفہ نمود متجلی کو اپنے طرف اٹھالیتا اور ایک ایسی مخلوق پیدا کرتا
 شد پس باطل باطل باشد و حق حق جو گناہ کرتے اور میں ان سب کو معاف کرتا اور بخشتیتا
 چنانکہ نافع نافع است و ضار ضار ہے اب تم سمجھو کہ اگر گنگار نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کا اسم
 انکار باطل نتوان کر دے کہ انکار حق باشد غفار کرب و بے چینی میں رہتا۔ ہر موجود اللہ کے کسی
 چہ باطل عین حق است نہ کسی اسم کا مظہر ہے اور مظہر عین ظاہر ہے اس لئے
 چوں بعض ظہورات حق آمد باطل ہر موجود عین حق ہے۔ باوجود اس کے اب سوچو
 پس منکر باطل نہ شود جز جاہل اور سمجھو کہ پھر ہی غفار متقمم ہیں ہے اور ہادی مصل
 و امر بمعروف و نہی از منکر غیر انکار باشد نہیں ہو سکتا جیسا کہ بیٹھے والا کھڑا ہونیوالا نہیں ہے
 باطل نظر باینکہ موجود است اور کھڑا ہونیوالا سجدہ کرنیوالا نہیں ہو سکتا۔
 حق باشد و ازیں را کہ متقمم عدم است پس شاہد شریعت در میان میں آئی اور شہود کے چوتھے
 باطل و مردود از جناب اسم ہادی پس پر متجلی ہوئی اور بتایا کہ باطل باطل ہے اور حق حق ہے
 قول شیخ قدس سرہ اسماء الحسنی اثر است جیسا کہ نافع نافع ہے اور ضار ضار ہے لیکن باطل کا
 کہ ہر موجود مظہر اسم است از اسمائے انکار نہیں کرنا چاہئے کہ باطل کا انکار حق کا انکار ہے
 حق چنانکہ گذشت جس باشد بذات خود کیونکہ باطل عین حق ہے۔
 یا شر شرارت آن نظر بعارض است
 و عارض معارض ذات نمی تواند شد

پس مراد باسما و حق تعالیٰ اسماء جزئیہ
 باشند ازین جا گفت اللہ تعالیٰ لا یبلغنا
 الاحصاء یعنی در شمار نیامند چه اسماء جزئیہ
 او غیر متناہی اند و ازین جامی بینی کہ موجودات
 غیر متناہی اند اگرچہ اسماء کلیہ او متناہی
 باشند لہذا وہ دلوں بگوئی یا ایک ہزار
 واک یا غیر ان مثلاً نافع اسم کلی اوست
 و مر نافع ناجزیات غیر متناہی اند
 ازین جاست کہ موجودات نافع غیر
 متناہی اند و ہم چنین ضار و عمرآن قل
 لو کان البحر مداد الکلمات ربی
 لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی
 و قدم صفات قبل سمیع و بصیر
 آہنا منافی نیست کہ آثار صفات در
 لا ازال باشند و ظہور آہنا مقرون
 بحدوث گرد چنانکہ زید مثلاً امرار
 سمیع است و ظہور این صفت فردا کہ
 متعلق بمسغوعات خواهد شد خواهد
 گشت بخلاف جدار و اشجار کہ چون

اچھے اچھے کاموں کے کر نیکا حکم دینا اور برے افعال سے
 پرہیز کرنے کو منع کرنا اس سے باطل کا انکار لازم نہیں
 آتا ہے باطل اس نظر سے کہ موجود ہے حق اور اس نظر
 سے کہ متضمن عدم سے ہے اسم ہادی کے جناب میں باطل
 و مردود ہے اب سمجھو کہ قول شیخ قدس سرہ جو کہ اسماء
 ہے اشارہ ہے کہ تمام موجودات اللہ تعالیٰ کے کسی نہ کسی
 اسم کے مظہر ہیں بذات خود کسی چیز کا اچھا ہونا یا برا ہونا
 جیسا کہ ذکر کیا گیا عارض ہے اور عرض ذات کا معارض
 نہیں ہو سکتا حق تعالیٰ کے اسماء سے مراد اس جگہ اسماء
 جزئیہ ہیں جن کا شمار نہیں ہے اسی جگہ سے کہا ہے کہ
 موجودات عالم غیر متناہی ہیں کیونکہ اسماء جزئیہ حق تعالیٰ
 کے غیر متناہی اس اگرچہ اسماء کلیہ اس کے متناہی ہیں
 نہ لڑے کہو یا ایک ہزار کہو یا اس سے زیادہ کہو مثلاً
 اسم نافع اللہ تعالیٰ کا اسم کلی ہے اور اسم نافع کے جزئیات
 غیر متناہی ہیں اسی جگہ سے ہے کہ موجودات نافع غیر
 متناہی ہیں۔ اسی طرح سے اللہ تعالیٰ کے اسم ضار
 کو سمجھ لو اور اس کے دوسرے اسموں کو بھی جان لو
 کہ وہ کہہ اگر سمندر میرے رب کے کلمات لکھنے کیلئے
 سیاہی ہو جائیں تب بھی میرے رب کے کلمات کو نہیں

سمیع نیستند در هیچ وقت مسموعات
 بر آہنا انکشاف نخواہد یافت پس در
 اولیت و باطنیت علم بود و در آخریت
 و ظاہریت شہود ہوا الاول والاخر
 و الظاہر والباطن قدا حاطہ بکل شیء علما
 و احصی کل شیء عددا
 ق فان رویتہ الیشی نفسہ بنفسہ ماہی
 مثل رویتہ نفسہ فی امر آخر کیونکہ نہ
 کالمراة
 ل ایں قول تعلیل است مرقول
 سابق را کہ لما اشار الحق باشد تا آخر
 یعنی خواست حق تعالی کہ بہ بیند عین
 خود را و اعیان اسماء را در کون جامع
 حاضر چہ دیدن شے مر ذات خود را
 بذات خود نیست مثل دیدن شے مر
 ذات خود را امرے دیگر کہ مثل آئینہ
 باشد چہ دین حاضر شودے دیگر باشد
 و نمودے دیگر بلکہ اول شہود و نمود نمود
 چنانکہ اشارت کردہ است و امر دیگر
 لکھ سکیں گے۔ صفتوں کا قدیم ہونا مثل سمیع و بصیر
 اور اُس کا ازل میں پایا جانا اس امر کی منافی نہیں
 ہے کہ صفت کے آثار لایزال میں ہوں اور ظاہر ہونا
 اُس کا حدوث پر موقوف ہو کہ جیسا کہ زید آج کے
 دن سمیع ہے اور ظہور اُس صفت کا کل کے دن جبکہ
 سینے والی چیزوں سے متعلق ہو گا تب سمیع ہو گا ایسا
 نہیں ہے بلکہ اولیت و باطنیت میں علم تھا اور ظاہریت
 اور آخریت میں شہود ہے۔ خلاف دیوار اور درخت
 کے جبکہ وہ سینے والے نہیں ہیں کسی وقت بھی سینے
 والی چیزوں کا انکشاف نہیں ہو گا وہی اول ہے
 وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے۔
 یہ قول پہلے والے قول پر جو کہ لما اشار الحق ہے
 تعلیل ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اپنے عین
 کو یا اپنے اسماء کے اعیان کون حاضر جامع ہیں
 کہ جو انسان مطلق ہے دیکھے کیونکہ دیکھنا کسی شے
 کا اپنے ذات کو اپنے ذات میں مثل اُس دیکھنے
 کے نہیں ہے کہ دیکھنے سے اپنی ذات کو کسی دوسری
 چیز میں کہ جو مثل آئینہ کے ہے۔ کیونکہ اس طرح
 دیکھنے میں شہود و نمود و دوسری قسم کا ہے۔

نظر بظاہر گفتہ شد کہ محبوب بر آنست
 و اگر نہ امر دیگر موجود نیست ہر چہ بہت
 عین ادست ہے
 بلکہ پہلے جس طرح سے کہ دیکھنا تھا اُس کے لئے
 کہہ سکتے ہیں کہ اُس دیکھنے میں شہد و نمود نہیں
 تھا جیسا کہ کہا گیا۔

غیر تش غیر در جہاں نگذاشت : لا جرم
 عین جملہ اشیا شد : از نیجا است کہ
 گفت شیخ قدس سرہ کیوں کہ کلام آراء
 یعنی باشد امر دیگر مر آن سی را بچو آئینہ
 ہو اول ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن
 ق فانہ یظہر نفسہ فی صورہ یعطیہا
 المحل المنظور فیہ مالم یکن یظہر لہ من
 غیر وجود ہذا المحل ولا تجلیتہ لہ
 اور دوسری بات یعنی دوسرا دیکھنا ظاہر نظر و اعتبار
 سے کہا گیا ہے کیونکہ جو حجاب میں ہے اُس کے
 نظروں میں دو وجود ہیں دراصل کوئی دوسری
 چیز موجود نہیں ہے جو کچھ ہے عین شہود ہے۔
 اسی جگہ سے شیخ قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ وہ
 دوسری چیز مثل آئینہ کے ہے وہی اول ہے
 وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے۔
 یہ قول حضرت شیخ قدس سرہ کے قول کیلئے جو کہ فان

ل ایں قول تعلیل است مر قول
 شیخ را کہ فان رویتہ اشئ نفسہ فی نفسہ
 باشد تا آخر یعنی رویت اول مثل رویت
 ثانی نباشد چہ در رویت ثانی ظاہری
 شود مرشی را نفس و ذات آن بصورتی
 و شکلی کہ میدہد آنرا محل مذکور کہ منظور
 فیہ باشد کہ نظر و تجلی دروے واقع
 باشد کہ آنرا آئینہ فرض کردہ یعنی آن
 رویت آتشی نفسہ فی نفسہ تا آخر ہے تعلیل ہے
 یعنی پہلا دیکھنا مثل دوسرے دیکھنے کے نہیں ہے
 کیونکہ دوسری طرح سے دیکھنے میں دیکھنے والے
 کی نفس و ذات ایسے صورت و شکل میں جس پر
 کہ نظر و تجلی واقع ہوتی ہے وہ محل مثل آئینہ فرض
 کر لیا گیا ہے ظاہر ہوتی ہے یعنی وہ صورت
 بلا تحقق محل ظاہر نہیں ہوتی اور دیکھنے والے کا
 سامنے ہونا بھی ضروری ہے یعنی دیکھنے والے کا

صورت ظاہری نہی شود مرآن شی را بلا تحقیق اور اس محل جس میں وہ نظر کرتا ہے دونوں کا ہونا
 محل مذکور وہی تجلی شدن شی در آن محل ہے لازمی و ضروری ہے اور شکل عجیب و غریب کے
 ظهور صورت کسی بی محل منظور فیہ کہ دروے ظاہر ہونے کیلئے وہ محل منظور فیہ جس میں دیکھنے والا
 صورت مذکور ہوید اگر وہ بی مقابلہ نظر کرتا ہے دیکھنے والے کا مقابل ہونا بھی لازمی و
 نمودن آنکس مر محل منظور فیہ را مقصور ضروری ہے اسی نظر و اعتبار سے یعطیہا المحل منظور
 نیست برای ظهور صورت غریب و شکل فیہ کہا ہے نہیں تو فاعل یعنی صورت کا پیدا کرنا والا
 عجیب محل منظور فیہ و مقابلہ ناظر ہوے اور شکل یہ سب کے سب وہی ناظر و شاہد ہے یعنی
 لازم باشد و ضروری و ہمین اعتبار فاعل و موجد صورت و شکل وہی ہے وہی ناظر
 یعطیہا المحل منظور فیہ گفتہ است و مگر نہ و شاہد ہے اور وہی شاہد ہے وہی مشہود ہے وہ
 فاعل و موجد صورت و شکل یہاں ناظر شاہد اور مشہود ہے جو کچھ کہا گیا ہے حتیٰ کے بارے
 و شاہد است و ہوا الشاہد و ہوا المشہود میں تھا اس وجہ سے مقابلہ سے تجلی کو تعبیر کیا بعضوں نے
 و شاہد و مشہود و چون سخن در حق بود تجلیہ کا بدل جو کہ مصدر مضاف ہے ضمیر غائب کی
 از مقابلہ تجلی تعبیر نمود بعضی بدل تجلیہ طرہ باب تفعیل سے تجلیہ بڑھا ہے مصدر غیر مضاف
 کہ مصدر مضاف باشد بسوی ضمیر باب تفعیل سے جیسے تسمیہ یعنی بغیر محل منظور فیہ کے
 غائب از باب تفعیل تجلیہ خواندہ نہ جلا دئے ہوتے۔
 مصدر غیر مضاف از باب تفعیل چون اب سواد سمجھو کہ صورت عجیب و شکل غریب کے
 تسمیہ یعنی از غیر جلا دادن مر محل منظور فیہ دیکھنے کیلئے جگہ کا موجود ہونا اور اس کا جلا دیا ضروری
 را چہ مر مشہود صورت و ظهور شکل را ہے اس لئے کہ ان دونوں چیزوں کے بغیر شکل کا
 وجود محل و جلا د دن محل ضروریست دیکھنا اور ظاہر ہونا ممکن نہیں ہے اب تم نے سمجھا اور

کہ بدون ایں دو امر شہود و نمود شکل نمی شود پس دریافتی کہ دیدن کس مردات دیکھنے کے نہیں ہے کہ وہ اپنی ذات کو آئینہ میں دیکھے۔ خود را در ذات خود نہ چون دیدن آنکس تو بھی آئینہ میں اپنا حسن و جمال دیکھ کے حیران ہے باشد مر خود را در آئینہ سے تو ہم در آئینہ ایک زمانہ ہو گیا کہ ہر شخص اپنے ہی میں گرے قمار ہے یہی حیران حسن و خوشبختی: زمانہ ایست کہ وجہ ہے کہ ہر شخص چاہے وہ خوبصورت ہو یا بد صورت ہر کس بخود گرفتار است: ازینجا است آئینہ کو اپنے ہاتھ سے چھوڑنے کا جی نہیں چاہتا یعنی کہ ہر کس از صبح و بلیج و حسن و قبح آئینہ آئینہ میں غم نے وہ چیز دیکھا کہ بغیر آئینہ کے اُس چیز کا برا از دست بر غبت نمیدہ پس در آئینہ دیکھنا محال تھا۔

چیزی دیدہ کہ بی آئینہ آن چیز ہویدا آئینہ میں تم نے کیا دیکھا کہ تمام دن اُسی کی طرف مائل ہووے چہ دیدہ کہ با آئینہ مائل شب و روز رہتے ہو۔ مجھ سے مت چھپاؤ جو کچھ کہ آئینہ میں دیکھا زمین ہفتہ ملار انچہ رو نمود انجا: یہ قول جملہ حالیہ ہے اس کا ارتباط قول سابق سے ق و قد کان الحق او جد العالم کلہ وجود جو کہ لما شاہ الحق تا آخر ہے۔

شیخ مسوی لا روح فیہ فکان کمرۃ غیر یعنی حال یہ ہے کہ پیدا کیا تھا اللہ تعالیٰ نے انسان مملوۃ و من شان الحکم الا لہی انہ ماسوی کے علاوہ تمامی اہل عالم کو۔ شیخ کا البدے مستوی محلا الاولاد ان یقبل روحا الہیہ عبر عنہ و معتدل یعنی عالم مثل ایک خوبصورت پتلا تھا لیکن اُس میں روح و جان نہ تھی یعنی عالم مثل آئینہ تھا بالنعفیہ

ل ابن قول جملہ حالیہ است مرتبط جس میں قلمی نہ تھی اور تاریک تھا حالانکہ شان بقول سابق کہ لما اشار الحق باشد تا آخر حکم خداوندی و سنت آتی یہ ہے کہ جس محل کو برابر کرے اور اعتدال پر لاوے اُس حالت میں یعنی و حال آنکہ تحقیق حق تعالیٰ خلق

کردہ بود تمامی اہل عالم را سواى انسان | وہ محل مجبوراً اور ضرورتاً روح الہی اور جان
 کالبدی مستوی و معتدل لیکن بی روح | قدسی کو قبول کر لیوے اسلئے کہ وہ حق تعالیٰ
 بود و جان نداشت پس بود عالم چون | سے نسبت تمام رکھتا ہے وہ محرم اسرار ہے
 آئینہ غیر مجلہ و غیر روشن و حال آنکہ | اور بھید دل کا جاننے والا ہے اُس محل میں
 شان حکم خدائی و سنت الہی آست | اللہ تعالیٰ کا نفخ روح کرنا اسی کی طرف اشارہ
 کہ تسویہ نکرد و معتدل و معتدل ساخت | ہے جیسا حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں
 بیج محلی را مگر بحالی کہ قبول کند ناچار | حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس وقت میں
 و بضرورت روح الہی و جان قدسی | سویتہ کر چکوں اور اُس میں اپنی روح پھونک دوں
 را کہ نسبت تمام بحق دار و محرم اسرار | تم سب کے سب سجدہ میں چلے جانا اور قول
 است و نفخ روح در محل کنایت و عبارت | شیخ قدس سرہ کا جو کہ وجود شیخ مستوی ہے
 از این قبول است چنانکہ گفت در حق | وجد کے لئے مصدر ہے جیسا کہ تم کہتے ہو۔
 آدم علیہ السلام فاذا سویتہ و نفخت قیہ | او گاؤے او گانا چھا۔
 من روحی فقوالہ ساجدین و قول او | شیخ قدس سرہ کے قول سے جو کہ لما اشار الحق
 کہ وجود شیخ مستوی باشد مصدر است | تا آخر ہے اُس پر ایک شبہ ہوتا ہے اُس
 مراد ہد را چنانکہ تو میگوی انبتہ اللہ | شبہ کا دفع کر نیوالا جو قول کے اوپر بیان
 نباتا حسنا بدانکہ ایں قول دفع شبہ | ہوا ہے۔ شبہ یہ ہے کہ جب کہ دوسری چیز
 است کہ متوجہ می شود بر قول او کہ | مثل آئینہ موجود ہے۔
 لما اشار الحق باشد تا آخر و شبہ اینست | جو کہ عالم ہے سوائے انسان کے اور وہ اپنی
 کہ چوں امر دیگر مثل آئینہ موجود است | حسین و خوبصورت شکل کو اُس آئینہ میں

کہ عالم باشد سوائے انسان و جمیع صورت دیکھ سکتا ہے ایسی صورت میں آدم کے پیدا کر نیکی
 و شاہد شکل در آئینہ روئے خود را کیا ضرورت پیش آئی کیونکہ شیخ قدس سرہ کا یہ
 می تواند نمود و برائے ذات حق تعالیٰ بیان انسان کے پیدا کر نیکی ضرورتائید میں ہے
 عروس مذکور بر جملہ عالم جلوہ می تواند اس لئے شیخ قدس سرہ نے فرمایا و قد کان الحق
 داد پس چه حاجت است کہ ایجاد آدم الی آخرہ ہمارے اس کہنے میں آدم کے پیدا کرنے
 کنند کہ شیخ قدس سرہ در صدد بیان کیلئے ایک دوسری وجہ بھی ہے جیسا کہ شیخ قدس
 اثبات آنست پس گفت شیخ قدس سرہ نے فرمایا یہ من شان الحکم الا لہی الا آخرہ
 سرہ و قد کان الحق او عبد العالم الی یعنی جبکہ عالم مثل آئینہ تاریک تھا اور اُس میں قلعی
 آخرہ وہم دریں قول اشارت است نہ تھی اور اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ جب کوئی
 بوجہ دیگر برائے ایجاد آدم غیر از وجہ محل مستوی و معدل عرصہ وجود میں آئے اور
 سابق چنانکہ گفت و من شان الحکم اور ظاہر و پیدا ہو تو اُس کے لئے ضروری
 الا لہی تا آخر یعنی ہر گاہ کہ عالم چوں مرآۃ و لازمی ہے کہ روح الہی و جان قدسی کو قبول
 غیر مجلو بود و سنت اللہ برین است کرے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا
 کہ ہر محل مستوی معدل کہ در عرصہ تاکہ آئینہ کو جلا حاصل ہو۔
 وجود و نمود آید البتہ روح الہی و حضرت آدم علیہ السلام چونکہ عالم کی روح تھے
 جان قدس را قبول کنند پس حق آدم را اس وجہ سے اُن کے پیدا ہونے سے عالم نے
 موجود ساخت تا جلا مرآۃ حاصل زندگی پائی ان تمام کلاموں کا حاصل یہ ہے
 کر دو عالم بہ آدم کہ روح عالم باشند کہ عالم بغیر انسان کے تیرہ و تاریک آئینہ تھا
 زندہ شود چنانکہ پیشتر خود گفت اُس میں قلعی نہ تھی اس لئے دل بھانیوالی

فاقضی الامر جلا امراة العالم و فکان
 آدم عین جلا تلک المراة و روح
 تلک الصورة و حاصل کلام اینست
 کہ عالم بدون انسان آئینہ تیرہ و بی
 صیقل بود و مر شاہد شکل مر ذات حق
 تعالیٰ را دریں آئینہ روی نمود کہ بدون
 انسان شمی بود بی روح و سنت اللہ
 برین است کہ ہر محل مستوی مروح
 الہی و جان قدس را قبول کند پس آدم
 را موجود ساخت تا جلا را آئینہ و روح
 محل مستوی ہویدا گردد
 ق و ما ہو الا حصول الاستعداد من
 تلک الصورة المسواة لقبول فیض
 المقدس و التجلی الدائم الذی لم یزل
 و لا یزال
 ل یعنی نیست نفخ روح الہی در محل و
 قبول نمودن محل مروح الہی را مگر
 حصول استعداد و صورت مستوی و
 محل معدل کہ قبول فیض مقدس و تجلی
 عجیب و غریب شکل اللہ تعالیٰ کے آئینہ عالم میں
 ظاہر نہ ہوئی کیونکہ بغیر انسان کے عالم بغیر روح
 کے ایک پتلا تھا اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ ہر
 صورت مستوی روح الہی اور جان قدسی کو
 قبول کرے اس لئے آدم کو پیدا کیا تاکہ آئینہ
 میں صیقل ہو جاوے اور صورت مستوی میں
 حرکت آجائے اور روح ظاہر ہو۔
 یعنی روح الہی کا صورت مستوی اور محل معدل
 میں پھونکنا سوائے اور کچھ نہیں ہے کہ وہ
 محل معدل و صورت مستوی فیض مقدس اور
 تجلی دائم کے قبول کرنے کی استعداد حاصل
 کر لینی ہے اور روح الہی و جان قدسی کو قبول
 کر لینی ہے اور یہ تجلی دائم عین فیض مقدس ہے
 کہ ہمیشہ تھا اور ہمیشہ رہے گا۔
 پس عطف تجلی دائم عطف تفسیری ہے اور شرح
 و تفسیری سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُس نسخہ میں التجلی
 دائم ہے بغیر او عطف کے اس لئے التجلی دائم
 صفت یا بدل ہو اور یہی اُس شرح سے ظاہر
 ہوتا ہے کہ بغیر لام تعریف کے فیض التجلی دائم

دائم کند کہ ہمیشہ بود و ہمیشہ خواہد بود
 و این تجلی دائم عین فیض مقدس
 باشد کہ ہمیشہ بود و ہمیشہ خواہد بود
 پس عطف تجلی دائم عطف تفسیری
 باشد و از شرح قیصری ظاہر میشود
 کہ نسخہ التجلی الدائم است بدون
 و او عطف پس التجلی الدائم بدل باشد
 یا صفت و نیز از شرح ظاہر میگردد
 کہ در بعضی نسخہ فیض واقع است
 بدون لام تعریف باضافہ فیض
 بسوی التجلی الدائم و گفته است
 در معنی اضافہ یعنی فیض کہ حصول
 آن از تجلی دائم است و برین تقدیر
 فیض غیر تجلی دائم باشد بخلاف تقدیر
 بدل و صفت کہ بر تقدیر تعریف فیض
 باشد پس تواند بود از قبل اضافت
 صفت بسوی موصوف باشد یا عکس
 آن و اگر مراد از تجلی دائم افاضہ وجود
 عینی باشد پس اضافہ بحقیقت است
 کی طرف اضافت سے فیض کے ساتھ واقع ہے اور اضافہ
 کے معنی میں فرمایا ہے کہ فیض کا حاصل ہونا تجلی دائم
 سے ہے ایسی صورت میں فیض غیر تجلی دائم ہو گا بخلاف
 صورت بدل و صفت کے کہ اس صورت میں فیض
 کی تعریف ہوگی۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ اضافت سے
 پہلے صفت موصوف کی طرف ہو یا خلاف اس کے ہو
 اور اگر تجلی دائم سے مراد افاضہ وجود عینی کا ہے پس
 اضافت حقیقت پر ہے ایسی صورت میں نسخہ التجلی دائم
 عطف سے عطف تفسیری ہے اور ایسی صورت میں
 نسخہ التجلی الدائم بغیر او عطف کے تھوڑے تبدیل
 لباس سے صفت فیض کی ہے اسوجہ سے کہ فیض تجلی
 دائم ہی سے حاصل ہوتا ہے آپ کہہ سکتے ہیں فیض عین
 تجلی دائم ہے۔ جانو اور سمجھو کہ جو صورت کسی دیکھنے والے
 کی کسی چیز میں جو اُس دیکھنے والے کیلئے مثل آئینہ ہو
 وہ صورت اُس شخص کی صورت کے تابع نہیں ہوتی ہے
 بلکہ آئینہ کے تابع وہ صورت ہے جیسا کہ آئینوں میں
 مختلف صورتیں ظاہر ہوتی ہیں اگرچہ دیکھنے والا ایک
 ہے جب آئینہ درست ہو گا دیکھنے والی کی صورت
 ٹھیک و درست دکھلائی دے گی۔ پس سمجھو اور جانو

و بر تقدیر نسخہ و تجلی الدائم بعطف عطف
 کہ صورت انسانی کا محل اور اُس کا عین ثابتہ جو کہ
 تفسیر لیت و بر تقدیر نسخہ و تجلی الدائم بدون
 آئینہ جمال و ظہور طلعت حق کا ہے بے انتہا ٹھیک
 وادعطف صفت فیض است با دانی
 و درست آیا یہاں تک کہ حق کی صورت جیسی کہ ہے
 ملا بسہ چہ فیض حاصل می شود مگر تجلی دائم
 اُس میں ظاہر ہوئی پس آواز دی کہ تحقیق اللہ تعالیٰ
 پس می توان گفت کہ فیض عین تجلی دائم
 آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ اب اس بات کو بھی
 باشد بدانکہ صورتیکہ ظاہر می شود بر کس
 سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کا منی اور خون رحم میں نفع روح
 در امرے چوں آئینہ در شکل تابع کس
 نہ ناکیا ہے اور کس طرح ہے۔ یعنی جب ایک مدت
 نیست بلکہ بحسب محل ظاہر میگردد چنانکہ
 مقررہ منی ۷ خون کے ساتھ امتزاج پایا فیض
 در آئینہا صورت مختلفہ ظاہر می شوند اگرچہ
 مقدس اور تجلی دائم کی قبول کرنیکی استعداد منی
 ناظر کی باشد و چوں آئینہ درست آید
 اور خون رحم میں پیدا ہوئی اُس وقت انسان ظاہر
 صورت ناظر راست و درست نماید
 ہو اسی طرح زردی و سفیدی بیضہ کی جبکہ ایک
 پس و ریاب کہ محل صورت انسانی عین
 مدت مقررہ گرمی پایا فیض مقدس کی قبول کرنے
 ثابتہ و کہ آئینہ جمال و ظہور طلعت حق
 کے استعداد میں پیدا ہوئی اور جو کچھ اُس میں چھپا
 باشد بغایت درست آمد تا صورت
 ہوا تھا ظاہر ہوا۔ یہ قول پہلے قول کا جو کہ گذر چکا
 حق کراہی درال پیدا شد پس نداد
 اُس کا پورا کر نیوالا اور جو قول کہ آگے آویگا اس کا
 دادند کہ ان اللہ خلق آدم علی صورۃ
 خلاصہ ہے۔ والیہ يرجع الامر کلہ جو قول کہ او پر
 پیستر بدانکہ نفع حق تعالیٰ مر روح را
 گذر چکا اور اُس پر جو اعتراضات پیدا ہوتے ہیں
 در منی و خون رحم چہ باشد یعنی چون مدت
 ان اعتراضات کا یہ قول دفع کر نیوالا ہے۔
 جیسے کہ کوئی کہے کہ حسن محل میں کہ حق تعالیٰ کے تجلی
 محمود منی یا خون امتزاج یافت استعداد

قبول فیض مقدس و تجلی دائم در مٹی و خون پیدا شد آن زمان انہماں ہویدا گشت و ہم چنین زردی و سپیدی بیضہ چوں مدتے مدید گرمی یافت استعداد قبول فیض مقدس در آنجا پیدا شد و آنچہ مستور بود ہویدا گشت بقا بقا بقا الا قابل و الا قابل لایکون الا من فیضہ الا قدس لاین قول تمیم ما سبق است و توطیہ قولی کمی آید والیہ یرجع الامر کل و دریں قول دفع دخل است پہ میرسد کہ بگوی کہ چوں صورت ظاہر نمی شود مگر در محل قابل بقبول فیض مقدس و تجلی دائم پس محل نیز ثابت نباشد مگر بفیض مقدس و تجلی دائم پس محل را محلی دیگر باید کہ قابل باشد تا فیض ایں محل برال محل فائز گردد و ہم چنین مرایں محل را محلی دیگر باید پس لازم می آید تسلسل در جانب موقوف علیہ کہ محتج است باتفاق عقلاء از متکلمین و حکماء یا ثبوت محل بفیض مقدس و تجلی حق نباشد پس

دائم اور فیض مقدس کے قبول کرنے کی استعداد ہوتی ہے اسی محل میں صورت ظاہر ہوتی ہے ایسی صورت میں فیض مقدس اور تجلی دائم سے اُس محل کا ثبوت ہے اور اس سے یہ امر لازم آتا ہے کہ اُس محل کیلئے ایک دوسرے محل کی ضرورت ہے جس سے کہ اُس محل کا فیض اُس محل میں کہ جس محل میں صورت ظاہر ہوتی ہے پہنچے اسی طرح اُس محل کیلئے ایک دوسرا محل ضروری ہے اب سمجھو کہ اس بنا پر تسلسل لازم آتا ہے کہ جو کبھی ختم ہونے والا نہیں ہے اس بات پر متکلمین اور عقلاء اور حکماء کا اتفاق ہے کہ واجب الوجود میں تسلسل نہیں ہے۔ دوسرا اعتراض آپ یہ بھی کر سکتے ہیں کہ تجلی دائم اور فیض مقدس سے محل کا ثبوت نہیں ہے تو محل بنفسہ واجب الوجود ہو گا یہ بھی خلاف اجماع اہل عقل و ارباب نقل کے ہے اس کو اصحاب روایت و درایت دونوں ناپسند کرتے ہیں۔ اب سنو کہ شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ باقی الا قابل تا آخر یعنی وہ کون ہی چیز ہے اور کیا ہے جو صورتوں کو قبول کرتی ہے اس لئے کہ درمیان میں قابل ضرورت ہی ہے اُس قابل صورت کا

محل واجب الوجود باشد بنفسه درین ثبوت حق تعالی کے فیض اقدس سے ہے فیض مقدس
نیز بخلاف اجماع اہل عقل و ارباب سے نہیں ہے کیونکہ اعیان ثابۃ جو کہ فیض حق تعالیٰ
نقل است و این را نہ اصحاب روایت و تجلیات الہی کے قبول کر نیوالے ہیں بلا واسطہ
می پسند و نہ اصحاب درایت پس حضرت قدوس سے فیض اقدس سے فیض پاتے
گفت شیخ قدس سرہ باقی الا قابل تا ہیں تاکہ اعیان ثابۃ کیلئے محال ہوں کیونکہ اگر
آخر یعنی باقی نہ اند در میان مگر قابل واجب تعالیٰ در میان میں نہ ہونے کا ثبوت
صورت و قابل صورت ثابت نمی محال ہے سوائے واجب الوجود کے دوسرا وجود
شود مگر از فیض اقدس از حق تعالیٰ چہ نہیں ہے یہ اس لئے کہ واجب الوجود دوسرے
اعیان ثابۃ کہ قابل فیض حق تعالیٰ وجود کا روکنے والا ہے فیض اقدس اور فیض
و تجلیات الہی باشند فایض اند فیض مقدس کے در میان جو فرق ہے اُس کو بھی سمجھ لو
اقدس از حضرت قدس بلا واسطہ نہ حق تعالیٰ کے ذاتی تجلی کا نام فیض اقدس ہے
بفیض مقدس تا مر اعیان ثابۃ را جو کہ حضرت علیہ اور اُس کے بعد حضرت عینہ
محال باشند چہ اگر واجب تعالیٰ دریا میں اعیان اور اُن کے استعدادات کا جو کہ
نہا شد ثبوت ہر شئی محال باشد کہ غیر عین ثانیہ ہے موجب دسم و ثبوت ہے
اد مستغ الوجود است و این حکم پیش حق تعالیٰ کے اسمائے تجلیات و الٰہی کا نام فیض
ارباب درایت بدیہی است الفرق مقدس ہے جو اسماء الٰہیہ کے اعیان کے طلب
بین فیض الاقدس و فیض المقدس و تقاضا و استعدادات (یعنی بموجب عین ثانیہ)
ان فیض الاقدس ہوا تجلی ذاتی کے جن جن اسماء الٰہیہ کے عنان کا جب جب
الوجوب لثبوت الاعمیان و استعدادات تہا خارج میں ظہور ہوتا ہے اور اُن اسماء کے

فی الحفرت العلیہ ثم العینہ والفیض المقدس اعیال جو خارج میں پائے جاتے اُن کے فنا ہونے
 ہی التجلیات الدائمۃ الاسماۃ الموجب سے سارا عالم فنا ہو جاتا ہے کل یوم ہو فی شان ۔
 لظہور ما یقتضیہ استعدادات تلك الاماکن اُس کا سبب و ثبوت فیض مقدس تجلی دائم اسمائے
 فی الخارج التی بالعدم العدم العالم ہے یعنی تجلی دائم اسمائے عین فیض مقدس ہے ۔
 کل یوم ہو فی شان مرتب علی الاول پس فیض مقدس فیض اقدس کے اوپر ترتیب پاتا ہے
 بدانکہ اگر آئینہ گری مرایا کی کثیرہ راست جانو اور سمجھو کہ اگر کوئی آئینہ بنایا لایست سے آئینہ
 کر دکہ در ہر مرآۃ مرآئینہ گرا صورت بنا دے اور اُن آئینوں میں اُس آئینہ گری کی علیحدہ
 دیگر پیدا می شود و یکی ازینہا درست آید علیحدہ صورتیں ظاہر ہوں اور اُن آئینوں میں سے
 کہ صورت اور راست و درست دروے کسی ایک آئینہ میں آئینہ گری صورت ٹھیک ٹھیک
 ظاہر گردیں میگوید کہ این صورت اور صحیح صحیح جیسے کہ ہے ظاہر ہوا ایسی صورت میں
 عین من است و من عین این صورت آئینہ گریوں نہ کہے کہ یہ صورت عین میری صورت
 ام اگرچہ ہر صورت در ہر مرآۃ صورت ہے اور اس صورت کا میں عین ہوں اگرچہ ہر آئینہ
 ذات او باشد و ہرگز صورت آئینہ را میں آئینہ گری کی آئینہ کے استعداد کے مطابق صورت
 تغیر نمی تواند داد اگرچہ آئینہ ازو باشد ظاہر ہے آئینہ گری ہرگز آئینہ کی صورت کو تغیر نہیں
 و مفروض آنست کہ آئینہ نیز قابل تغیر کرے گا اگرچہ آئینہ اُسی سے ہے اور یہ امر طے
 نیست پس آئینہ چہ کند و صورت بیچارہ شدہ ہے کہ آئینہ قابل تغیر نہیں ہے ۔ پس آئینہ
 چہ کند و آئینہ گری چہ کند پس اگر آئینہ گری اور آئینہ گری کریں اور صورت بیچارہ کیا کرے
 بگوید کہ درین مرایا صورتی کہ من دارم پس اگر آئینہ گری کہے کہ ان آئینوں میں جیسی صورت
 پیدا نیست میخوام کہ خود را بجمع اشکال کہ میری ہے ظاہر نہیں ہے ۔ میں جانتا ہوں کہ تمام

دند ویر و جبہ و اعتدال قامت بہ بینم در کون اشکلوں میں اپنے صاف و متنہرے چہرہ کو اعتدال قامت
جامعی کہ حاضر باشد جمیع اوصاف مراد است کے ساتھ ایسے کون جامع میں دیکھوں جو کہ میرے تمام
باشد و روایہ و زیادہ ازین باید شنید کہ اوصاف کا گھیرنے والا اور ظاہر کرنا والا ہوا اس طرح
انچہ در درخت است از پنج دین و برگ و سے میرا کناٹھیک و درست و روا ہے اور اس سے
شاخ و ثمرہ ہمہ از تخم درخت اند و غیر آن زیادہ واضح ہو جو کچھ کہ درخت میں از قسم جڑ و پتہ
نیستند و ہیچ چیزی از امور مذکورہ علین و ڈالیاں ہیں یہ سب تخم درخت سے ہیں علاوہ اُس کے
تخم درخت نباشد مگر نمربس چراغ لویہ مصرعہ نہیں ہیں امور مذکورہ سے کوئی بھی علین تخم درخت
ولدت امی ابا ہا و ذامن اعجابات بہیت نہیں ہیں مگر پھل علین تخم درخت ہے ایسی صورت
پدر خویش زاد مادرین : این چنین کار و بار میں پھل کیوں نہ کہے کہ پیدا کیا میرے ماں نے اپنے
یو العجب است ق فالامر کلہ منہ ابتداء باپ کو یہ عجائبات سے ہے۔ پدر خویش زاد مادرین
وانتمارہ ل یعنی پس ابتدا وانتمارہ ہر این چنین کار و بار یو العجب است۔ یعنی ہر چیز کی
چیزی کہ ثابت باشد بامر کن از حق تعالی است ابتدا وانتمارہ جو کہ امر کن سے ثابت ہے اللہ تعالیٰ سے
یعنی ہر گاہ قابل و علین ثابتہ ہر شئی و اگر بخوابی ہے یعنی جبکہ قابل و علین ہر شے یا اگر چاہو تو کہو ہو لائے
بگوئی ہمو لائی ہر شئی کہ اول است فایض ہر شے جو کہ اول ہے اپنے اپنے استعدادات سے
باستعدادات خود از جناب حق قدوس حق قدوس کے دربار سے فیض اقدس سے فایض
بغیض اقدس و صورت ہر شئی کہ مقبول ہیں اور صورت ہر شے کی جو کہ مقبول اور آخر
باشد و آخر فایض از جناب حق و ہاب ہے حق و ہاب کے دربار سے فیض مقدس فایض
بغیض مقدس و ہم چنین ہر چیزی کہ مرتب ہیں اسی طرح معارف و فضائل و حقائق کی صورتیں
باشد بر صورت از معارف و فضائل وغیر جو کہ مرتب اور موجود ہیں اور علاوہ اُس کے جو

آن پس ہر چہ در عرصہ وجود است فایض
 باشد از حق بہ اول خود و آخر خود کہ قابل
 باشد استعدادات آن و مقبول و آنچه
 مترتب باشد بر آن قی والیہ یجمع الامر
 کلہ کما ابتدا منہ ل یعنی بسوی حق تعالیٰ
 راجع اند جمیع امور چنانچہ ابتدا جمیع امور
 از حق تعالیٰ است و این جملہ گویا تاکید
 جملہ سابق است پس بیچ چیزے خارج
 از جناب حق تعالیٰ نباشد قی فاقضی
 الامر جلا امر راۃ العالم ل یعنی پس تقاضا
 کرد و طلب نمود امر الہی و شان خدائی
 جلا راۃ عینہ عالم را یعنی چون عالم بی وجود
 آدم چون آئینہ غیر مجلود بود و شان امر
 الہی آنست کہ ہر محل بعد از تسویہ و تعدیل
 قبول کند روح الہی را چنانکہ دانستی پس
 پس تقاضا نمود و طلب کرد شان امر الہی
 کہ جلا را یا بد آئینہ عالم و قبول کند این
 محل روح الہی را قی نکان آدم عین
 جلا تلک المرآت و روح تلک الصورت

بھی عرصہ وجود میں آئی ہوئی ہیں اسی طرح حق قدوس
 و حق وہاب کے دربار سے بذریعہ فیض اقدس و فیض
 مقدس فیضیاب ہوتے ہیں۔ پس جو کچھ کہ وجود کی
 صورتیں ہیں اور موجود ہیں اپنا اپنا حق و حصہ اپنے
 اپنے استعدادات کے مطابق اول و آخر سے فیض
 اقدس اور فیض مقدس سے فیضیاب ہوتے ہیں
 اور اسی کی طرف کل امر راجع ہوتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ
 کی طرف تمامی امور لوٹنے والے ہیں جس طرح سے کہ
 ابتدا تمام امور کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے پس
 کوئی موجود دربار خداوندی سے خارج نہیں ہے
 پس اس امور کی وجہ سے شان اور امر الہی نے طلب
 و تقاضا کیا کہ آئینہ عالم میں جلا ہو یعنی جب کہ عالم
 بغیر وجود آدم علیہ السلام کے مثل آئینہ غیر مجلوتھا
 اور شان الہی اور امر خداوندی یہ ہے کہ ہر محل
 بعد از تسویہ کے بعد روح الہی و جان قدسی
 کو قبول کر لیتی ہے جیسا کہ تم نے سنا اور سمجھا پس شان
 الہی اور امر خداوندی نے طلب و تقاضا کیا کہ آئینہ
 عالم میں جلا ہو اور محل مستوی و بعدل و منوی
 روح الہی و جان قدسی کو قبول کرے۔ اور آدم علیہ السلام

ل یعنی پس باشد آدم عین روشنی آن عین روشنی آئینہ عالم و روح عالم کی ہوں۔ اور
 آئینہ و روح آن صورت کہ عالم باشد قبل اس قول کے جزاء قول شیخ قدس سرہ جو کہ
 و قبل اس قول جزاء قول شیخ قدس سرہ لما اشار الحقی تا آخر ہے مخدوف ہے۔ اے فاو جہ عالم
 کہ لما اشار الحقی باشد تا آخر مخدوف است یعنی جس وقت چاہا اللہ تعالیٰ نے کہ اپنے عین کو یا
 ای فاو جہ آدم یعنی ہر گاہ خواست حق اپنے اہمار غیر متناہی کے اعیان کو کون جامع میں
 تعالیٰ کہ بہ بیند عین خود را و اعیان اسما جو کہ انسان کامل ہے دیکھے اور عالم مثل آئینہ غیر مجلو
 خود را در کون جامع و عالم چون آئینہ غیر تھا اور شان خداوندی اور امر الہی وہ چیز ہے جس
 مجلو بود و شان امر الہی چیز نیست کہ شناختی کو تم نے سمجھا پس شان الہی اور امر خداوندی نے
 پس تقاضا کر دو کار حق و امر الہی جلالتی آئینہ غلب و تقاضا کیا کہ عالم جو کہ مثل آئینہ غیر مجلو ہے
 عالم را و طالب شد شان الہی کہ قبض کند جلا پاوے اور عالم روح الہی کو قبض کرے پس
 عالم روح الہی را پس ایجاد کر حق تعالیٰ حق تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا
 آدم را پس گشت عین آدم عین جلا آئینہ پس عین آدم عین جلا عالم و عین روح عالم
 عالم و عین روح عالم و تواند بود کہ قول ہو گئے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قول فکان آدم
 فکان آدم عین جلا ملک المراءۃ و روح عین ملک المراءۃ و روح تلک صورت جزا
 تلک الصورة جن شرط مذکور باشد پس شرط مذکور ہو۔ جانو کہ دوسری چیز جو کہ ذات
 بدائتہ امر دیگر کہ چون آئینہ باشد مر ذات حق تعالیٰ کی دیکھنے کی خواہش رکھتا ہے عالم ہے
 عالم است و تا آنکہ آدم نیامدہ بعد مر اور جب تک کہ حضرت آدم علیہ السلام پیدا نہیں
 ذات حق تعالیٰ را در عالم صورت ظاہر ہوئے تھے اللہ تعالیٰ کے ذات کی صورت عالم

نشہ بود و چون آدم پیدا شد و آئینہ
عالم بوجود اور جلار یافت صورت ذات
حق پیدا شد و آن صورت باطن انسان
است چنانکہ افضل المخلوق رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم گفت من عرف نفسه
فقد عرف ربه پس انچه صورت حق است
باطن انسان باشد و نفس او توانی
گفت کہ باطن عالم و باطن آدم ہر دو صورت
ذات حق اند عنایت الامر تا آنکہ آدم بر
سر برہستی قدم نہ ہناده بود و مر عالم را
جمال پیدا نمود و باطن آن بظہور نیامد
و چون آدم بریں سر بر قدم ہناده و ضیاء
روی او بر سطح سر بر افتاد و مر عالم را
نوری دیگر تافت و مر ذات حق را صورت
ظاہر شد پس ہر چہ در انسان است ہمہ
در عالم باشد چنانکہ گفت حق تعالی و
کذلک زہیم آیاتنا فی الآفاق و فی انفسہم
و چون کلمہ فی کمر آورد و گنجائش تو زینع
نماند و آیات حق تعالی در آفاق و در

میں ظاہر نہیں ہوئی تھی جس وقت حضرت آدم علیہ السلام
ظہور میں آئے اور آئینہ عالم نے حضرت آدم علیہ السلام
کے وجود میں آنے سے چلا پایا ذات حق کی صورت
جو کہ باطن انسان ہے ظاہر ہوئی جیسا افضل المخلوق
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے
پہچانا اپنے نفس کو تحقیق اُس نے پہچا اپنے رب کو
پس جو صورت حق کی ہے وہ باطن انسان اور اُس کا
نفس ہے اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ باطن عالم و باطن
آدم دو لڑوں حق کے ذات کی صورتیں ہیں۔ غرض یہ کہ
جب تک کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ہستی کے
چہو ترے پر قدم نہیں رکھا تھا اور اُس کا باطن
ظہور میں نہیں آیا تھا عالم کا جمال و کمال ظاہر نہیں
ہوا تھا جب کہ حضرت آدم علیہ السلام کے چہرہ کی
روشنی وجود کے تحت پر پڑی عالم اُن کے نور سے
چمک اُٹھا اور ذات حق تعالیٰ کیلئے صورت ظاہر ہوئی
بس جو کچھ کہ انسان میں ہے وہ سب عالم میں ہے
جیسا کہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اسی طرح دکھلا دیں گے
ہم اپنی نشانیاں آفاق میں اور تمہارے انفس میں۔
اب سمجھو کہ جبکہ کلمہ فی کمر آیا تو زینع کی گنجائش باقی

النفس نہ چون جنبیت امیر باشد بر جناب
 تو و لشکر و غیر آن در حریم تو بلک آیات
 البس رہی اللہ تعالیٰ کی نشانیاں آفاق و
 النفس میں مثل گھوڑے و لشکر کے نہیں ہیں بلکہ
 تو از مینی موزوں و چشم میگون و لب
 اللہ تعالیٰ کی نشانیاں مثل سرے نشانوں
 لعل و غیر آن در ذات تو اند و تو عین
 کے مینی موزوں و چشم میگون و لب لعل و غیرہ
 این آیاتی چنانکہ گفت حق تعالیٰ بعد
 کے ہیں اور تم عین وہ نشانیاں ہو جیسا کہ اس
 ازین آیتہ حتیٰ تبیین لهم انہ الحق پس
 آیت کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہاں تک
 شک و ریب چرا باشد انی اللہ شک
 کہ ظاہر تمہارے لئے حق پس شک و شبہ کیوں ہو
 ازینجا است کہ گفت بعد آن قول الا
 اور پھر بعد اس قول کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ
 انہم فی مریتہ من لقار رہم پس اسی
 خبردار ہو تمہارے لئے اُس کے دیکھنے میں
 برادر سر بردار و دیدہ بکشانہ سر تن
 تمہارے رب کی بقا ہے۔ پس اے بھائی
 و دیدہ سر بلک سر و دیدہ دل و لا
 باطن کے سر کو اٹھا اور دل کی آنکھ کھول اسلئے
 نعمی الابصار و لکن نعمی القلوب التی
 کہ اُن کی آنکھیں اندھی نہیں ہیں لیکن اُن کے
 فی الصدور پس گفت بعد این قول
 دل کی آنکھ جو اُن کے سینوں میں ہے اندھی ہے
 الا انہ لکل شیء محیط و کشف این مطلب
 بعد اس قول کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تحقیق
 و شرح این آیتہ در انفاص الخواص
 اللہ ہر شے کا احاطہ کئے ہوئے ہے اس مطلب کا
 واقع شدہ است ہذا بلاغ للناس
 کشف اور اس آیت کی شرح انفاص الخواص
 ولینذر و ابہ و لیعلموا انما ہوا کہ واحد
 میں کی گئی ہے۔ یہ ہے پہنچانا واسطے لوگوں کے
 ولید کہ اولوالباب و تو اند بود کہ
 اور ڈرانا اُن کو اور جانتے ہیں وہ لوگ کہ تحقیق
 بگوئی کہ چون ذات حق تعالیٰ اعیان
 وہ الہ واحد ہے اور یہ اولیٰ الباب کے واسطے

ثابتہ عالم راہ پر تو ضیاء ذات مقدس نصیحت ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جبکہ ذات
خود لود وجود بخشد و بوجود عینی در نمود حق تعالیٰ نے اعیان ثابتہ عالم کو اپنے ذات مقدس
و شہود آئندہ بہر صورت ذات حق پیدا کے پر لود اور روشنی سے لود وجود بخشا اور موجود
نشد چہ اعیان ثابتہ عالم مر ذات حق تعالیٰ عینی میں ظاہر ہو کر شہود میں آیا کسی صورت میں
را چون آئینہ خود چنا کمر روی صبیح ترا اللہ تعالیٰ کی ذات ظاہر نہیں ہوئی کیونکہ اعیان
گل تیرہ و جسم قبیح آئینہ نیا مدلس رایت ثابتہ عالم حق تعالیٰ کی ذات مقدس کیلئے مثل آئینہ
عنایت سلطان حقیقی سر خود بدر سرائی نہیں تھے جیسے کہ تمہارے خوبصورت چہرہ دیکھنے
عین ثابتہ انسان در کشید انسان بروج کے لئے سپاہ مٹی و جسم قبیح مثل تچھر وغیرہ آئینہ نہیں
بدن و باطن و ظاہر و معنی و صورت بن سکتے ایسی صورت میں سلطان حقیقی کے
ہویداشدہ و قرۃ العین پیدا گشت و عنایت و مہربانی کے علم نے اپنا سر انسان کے
فرزند خلف و خلیفہ مطلق و بنمود اگر عین ثابتہ کے دروازے سے بلند کیا انسان روح
ایں سر بر تو کشف شود شادمانی کنی سے و بدن باطن و ظاہر معنی و صورت سے ظاہر و پیدا
باندہ رستم فکر باز کنی۔ بزمن و زمانہ ناز کنی ہو کر قرۃ العین ہوا۔ اور خلیفہ مطلق و فرزند
آسمان و زمین طفیل تواند۔ تو امیری و جملہ خلف بن کر ظاہر ہوا اگر یہ راز تم پر ظاہر ہو خوشی
خیل تواند۔ پس آن زمان در یابی کہ کرد۔ اللہ کی قسم اگر فکر کی آنکھ تو کھولے تو زمانہ
حق چہ میگوید انا عرضنا الالمانۃ علی السموات و زمین پر ناز کرے اور یہ سمجھے کہ تمہارے ہی طفیل
والارض و البحال فابین ان یحلمنا و میں آسمان و زمین وجود میں آئے ہیں تو امیر ہے
اشفقن منہا و حملہا الانسان انہ کان اور یہ سب تیرے شکر ہیں۔ پس اس وقت تو
ظلو ما جولا یعنی ظلو ما علی نفسہ میتا یا ہا تو سمجھے گا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کیا کہا ہے تحقیق میں

مغفیا ذاتہ جو لا غیرہ ناسیالما سواہ نافیاً | امانت اپنی آسمان وزمین و پہاڑ کے ادھر
لما عدلہ بقولہ لا اکھ الا اللہ پس چرا نگوید حق | پیش کی وہ سب آپس میں مل گئے اور ٹھہر گئے لیکن
تعالیٰ و ما قدرہ واللہ حق قدرہ اذ قالوا ما | انسان نے اُس کو اُٹھالیا کیونکہ وہ ظالم و جاہل تھا
انزل اللہ علی بشر من شی و درین آیتہ | یعنی ظلم کرنے والا اور اپنے نفس کے اپنے ٹٹنے والا ذات
کمال انسان بین می شود چنانکہ در | سے ذات میں فانی ہوئی والا غیر سے جاہل اُس کے
انفاس الخواص این فقیر ذکر کردہ است | علاوہ دوسرے کو بھلانے والا اللہ کی ذات میں اپنے
وقالوا انا کفرنا بما ارسلتم بہ وانا لفي شک | کو فانی کر نیوالا اس لئے کہ اُس کے علاوہ دوسرا
مما تدعوننا الیہ مریب پس بدانکہ انسان | وجود نہیں ہے بقولہ لا الہ الا اللہ۔ پس اللہ تعالیٰ
اگر چه نظر بنشاد عنہ می اذ اعیان موجودہ | کیوں نہ کہے کہ نہیں قدر کیا اللہ کی جیسا کہ حق قدر
عالم متاخر آمدہ چه نشاد عنصری انسان | کرنے کا جب کہ کہا اُن لوگوں نے نہیں نازل کیا
موقوف بود بر حصول استعداد مزاج کہ | بشر پر کوئی شے اس آیت سے انسان کا کمال ظاہر
بی کسر و انکسار در ارکان عنہ یہ حاصل | ہوتا ہے جیسا کہ انفاس الخواص میں اس کا ذکر
نمیشود چنانکہ گفت حق تعالیٰ حضرت | کیا گیا۔ ہے کہا ہم نے انکار کر دیا جس چیز کو تم بیکر
طینۃ آدم بیدی اربعین صباحاً ما نظر | آئے ہو اور بے شک نہیں شبہ۔ ہے جس چیز کی
بنشاد علیہ قبل از جمیع اعیان لود چنانکہ | طرف تم ہم کو بلاتے ہو۔ پس جانو کہ انسان اگرچہ
گفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول | نشاد عنصری کے اعتبار و نظر سے تمام عالم کے
ما خلق اللہ ذری اور روحی و دگت حق | وجود میں آنے کے بعد وجود میں آیا ہے اس کی
تعالیٰ لولاک لما خلقت الافلاک یعنی مر | وجہ یہ ہے کہ انسان کی نشاد عنصری استعداد کے
وجود ترا دخل است در خلقت الافلاک | حاصل ہونے پر موقوف تھی اور وہ استعداد

چنانکہ میگوئی لولا زید لما سلم عمرو یعنی مر
وجود زید داخل است در سلامتی عمرو
پس صاحب شہود و عارف بمراتب وجود
میداند کہ در جمیع مظاہر سماویہ و عنصریہ
ابن شریف و لطیف موجود باشد و مر
صورت ابن را در جمیع مراتب نزول کہ
از حضرت علیہ السوی عینیہ باشد و از حضرت
غیبیہ السوی شہادت شاہدی باشد و
ہمز چتر شاہی بر سر صورت انسانی کہ
حادث باشد و زمانی نگشیدہ است چنانکہ
گفت باری تعالی و قد خلقکم اطوار ازینجا
گفتہ اند علم الاولیاء تذکری لا تفکر فی چہ
در ہر مرتبہ مرمکاشف را عبوری واقع
است نہ کہ این قول ناطق است بچو از
تنازع و وقوع آن و بعد از افتراق روح
از بدن انسان را بحسب اعمال مکتبہ صورتی
می بخشند و بر مکاشف این صورت بوقت
مکشوف میشود و ازینجا قہم میکند کہ آنرا
بعد از افتراق از بدن دنیوی دادہ اند

بغیر ارکان عنصریہ کے ملے ہوئے اور بغیر کس و انکسار
حاصل نہیں ہو سکتی تھی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
ہے کہ گوندھا میں نے دونوں ہاتھوں سے آدم کے
مٹی کو چالیس صبح لیکن نشاۃ علیہ کے اعتبار و
نظر سے جمیع اعیان عالم کے پہلے اُس کا وجود تھا
جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور اور روح
کو پیدا کیا اور یہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر
آپ نہ ہوتے تو میں افلاک کو نہ پیدا کرتا یعنی آپ کے
وجود کو افلاک کے پیدا کرنے میں دخل تمام ہے۔
جیسے کہ تو کہتا ہے اگر زید نہ ہوتا تو عمر سلامت نہ
رہتا یعنی عمر کے سلامتی میں زید کو دخل تمام ہے
پس صاحب شہود اور مرتبہ وجود کا جانتے اور
پہچاننے والا جانتا اور پہچانتا اور دیکھتا ہے کہ
یہ جو ہر شریف و لطیف یعنی حضرت انسان کے
صور توں کو مرتبہ نزول میں جو کہ حضرت علیہ سے
عینیہ میں اور غیبیہ سے شہادت میں درجہ بدرجہ
نزول کرتا ہوا آیا ہے اور ابھی بادشاہی چتر انسان
کے سر و صورت پر جو کہ حادث زمانی ہے نہیں

و نہ چین است بلکہ اور متلبس شدہ است
بجہ آخر دی کہ ان جسد را بدیدہ ماطن
و چشم دل توان دید چنانکہ در فص یونسی
النشاء اللہ العزیز ذکر این مطلب نخواہد
شدق و کانت الملائکۃ من بعض قوی
تلك الصورة التي هي صورت العالم
المعرنة في اصطلاح القوم بالانسان
الکبرل این قول عطف است بر قول
فکان آدم عین جلا تلك المرأة و روح
تلك الصورة اگر این قول جزا شرط
نباشد و اگر نہ جملہ حالیہ است یعنی پس
باشد عین آدم جلا و روح صورت
عالم و باشد ملائکہ کہ واسطہ اندر تدبیر
صورت عالم بعض قوای صورت عالم
کہ تعبیر کردہ شدہ است از آن عالم در
اصطلاح اہل شہود و ارباب وجود
بأنسان کبیر پس قوار کو اکب سبعہ و غیر
آن از لوازم و اجرام داخل در ملائکہ
اند کہ آنرا بعض قوای صورت عالم

کھینچا ہے۔ یعنی حضرت انسان ہنوز وجود عینی میں نہیں
آیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تحقیق ہم نے
تم سب کو طور طور پیدا کیا اسی جگہ سے کہا گیا ہے کہ
اولیا اللہ کا علم ذکر سے حاصل ہوتا ہے فکر سے حاصل
نہیں ہوتا ہے کیونکہ ہر مرتبہ نزول میں مکاشفہ کیلئے
معبور واقع ہوتا ہے۔ یہ بات تنازع کو جائز کر نیوالی
نہیں ہے اور نہ اُس کو ثابت کر نیوالی ہے بدن سے
روح نکلنے کے بعد جیسا اعمال انسان کسب کرتا ہے
اُسی اعتبار سے اُس کو صورت بخش دیتے ہیں اور
مکاشفہ پر یہ صورت ہر وقت کشف ہوتی رہتی
ہے اور اس جگہ یہ بھی مشبہ ہوتا ہے کہ اُس جسم کو
بدن دنیوی کے علیحدہ ہونے کے بعد دیتے ہیں
ایسا نہیں ہے بلکہ وہ اسی دنیا میں جسد اخروی
سے متلبس ہو گیا ہے اور اس جسم کو باطن اور
دل کی آنکھ سے دیکھ سکتے ہیں جیسا کہ فص یونسی
میں النشاء اللہ العزیز اس کا ذکر کیا جائے گا۔
یہ قول اوپر قول فکان آدم عین جلا تلك المرأة
و روح تلك الصورة کے عطف ہے اگر یہ
قول جزا شرط نہیں ہے تو یہ قول۔ قول فکان

خواندہ اند پس ہمہ چیز از قوای روحانیہ و
 نفوس مطیعہ کہ در اجرام علوی و سفلی اند
 و قوای جسمانیہ لاکہ اند و مدبر حق باشد
 یا عین آدم کہ صورت اوست و این را
 قطب الاقطاب میدانند چہ ہمہ تدبیر عالم
 از عین اوست اگر چہ بحسب صورت و نظر
 بنشاند و بعضی داخل صورت عالم باشد
 و باکل و شرب و اشتغال بمشاغل مردم
 مختصی و مستور و محبوب بخود مغرور است
 و بر کمال خویش مسرور چنانکہ گفتند ما
 لہذا الرسول یا کل الطعام و میشی فی
 الاسواق و گفت حق تعالی ما المسیح ابن
 مریم الارسل قد خلقت من قبلہ الرسل
 و امہ صدیقہ کا نا یا کلان الطعام و نیز
 گفتہ است و ما رسلناک قبلک من المرسلین
 الا انہم یا کلان الطعام و یکثون فی الاسواق
 چہ ایشان در سوق شوق باشند و اتباع
 حضور نہ در بازار غفلت و خرید و غرور و
 محبوب ایشان را چوں خود می بیند و لا
 آدم الی آخرہ پر عطف ہے نہیں تو جملہ حالیہ ہے۔ یعنی
 عین آدم جلاز آئینہ عالم اور روح صورت عالم
 کے ہوئے اور لاکہ کہ جو تدبیر صورت عالم میں
 واسطہ ہیں بعض قوای صورت عالم کی جو کہ اصطلاح
 میں اہل شہود کے انسان کبیر کہتے ہیں ہوئے پس
 قوای کوالب سبع اور علاوہ اُس کے ثوابت اور
 اجرام سے لاکہ میں داخل ہیں کہ جس کو صورت عالم
 کا بعض قوای کہا گیا ہے۔ پس تمام چیزیں خواہ وہ
 وہ قوای روحانیہ ہوں یا قوای جسمانیہ ہوں یا
 نفوس مطیع ہوں جو اجرام علوی و سفلی میں ہیں
 سب لاکہ میں اُن سب کا مدبر حق ہے یا عین آدم
 ہے کہ صورت اُس کی ہے اور اُس کو قطب الاقطاب
 جانتے ہیں اس لئے کہ تمام عالم کی تدبیری کے عین
 سے ہوتی اگر چہ بحسب ظاہر اور بنشاندہ بعضی
 کے نظر سے عالم کی صورت میں داخل ہے دکھانے
 دینے و کام و غیرہ کرنے کی وجہ سے لوگوں میں پوشیدہ
 ہے اور جو لوگ کہ حجاب میں ہیں وہ خود بخود غرور
 ہیں اور اپنے کمال پر خوش ہیں جیسا کہ اُن لوگوں
 نے کہا ہے کہ یہ کیسے اور کس طرح سے رسول ہیں

تعمی الابصار ولكن تعمی القلوب التي
 فی الصدور لاجرم سیر بازار و خوردن
 و آشامیدن و پوشیدن مانع و فائز می
 باشند پس دریافتی که حتی چه میگوید اولیای
 تحت قبای لا یعرفهم سوائی و فہمیدے
 کہ قبای او چه باشند سوائے او کہ رسول
 علیہ الصلوٰۃ والسلام میگوید انی لست
 کا حد کم ابیت عند ربی لیطعمنی و لیقیننی
 پس او را در حجرۂ عائشہ صدیقہ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہا مبین و طعام و آب و اراچوں
 طعام و آب ما و خود بخوان پس برین
 تقدیر حکم کردن باینکہ بعضی ملائکہ مدبرات
 اند بر سبیل مجاز باشند چنانکہ گفت باری تعالیٰ
 فالمدبرات امر انکہ دخل تمام دارند چنانکہ
 سکین را قاطع میگوئی و اگر روحانیت
 کو اکب سبعہ و غیر آن را مدبر بر سبیل حقیقت
 بخوانی اگر چه غلاف واقع است و نارضی
 شیخ قدس سرہ پس مراد بلائکہ درین کلام
 بعض ملائکہ اند یعنی بعضی ملائکہ قوای آن
 کہ کھانا بھی کھاتے ہیں اور بازاروں میں چلتے پھرتے
 ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نہیں ہے مسیح ابن مریم
 مگر رسول جیسے کہ اُن کے پہلے رسول گذرے ہیں اور
 اُن کی والدہ صدیقہ تھیں اور وہ سب کے سب
 کھانا کھاتے تھے۔ و ربھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
 کہ اور ہم اس کے پہلے بہت سے رسول بھیجے وہ
 سب کے سب کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں
 چلتے پھرتے تھے کیونکہ یہ لوگ شوق کے بازار میں
 ضروری کے خریدنے والے ہوتے ہیں اور غفلت
 کے بازار میں غرور اور حجاب کے خریدنے والے
 نہیں ہوتے اور محبوب ان لوگوں کو مثل اپنے سمجھتا
 اور دیکھتا ہے آنکھیں اُن کی اندھی نہیں ہوتیں لیکن
 اُن کا دل جو سینوں میں ہے اندھا ہوتا ہے اسلئے
 سیر بازار اور کھانا دینا اور پہننا اُن کا روکتے
 والا اور چھپانے والا ہوتا ہے پس سمجھا اور جانا
 تو نے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے دوست
 میرے قبا کے نیچے ہیں اور سوائے میرے کوئی ان
 کو نہیں پہچانتا اور یہ بھی سمجھا تو نے کہ اُن کی قبا کیا
 ہے اور سو کیا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

صورت اند و بعضی دیگر مدبران صورت فرماتے ہیں کہ میں تم لوگوں کے مثل نہیں ہوں میں رات
 و من در من بعضی قوائی تلک الصورة رائد بسر کرتا ہوں اپنے رب کے پاس وہی مجھے کھانا اور
 است بر مذہب کو فیان کہ شیخ مائل است پانی پلاتا ہے۔ پس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
 بایشان و برین تقدیر بعض قوائی گفتن کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ
 ظاہر است دامایر تقدیر اول پس نظر مبارک میں مت دیکھو اور ان کا کھانا و پینا مثل
 بہمان است چہ ہیمان ہنوز خبر ندرند اپنے کھانے و پینے کے نہ سمجھو۔ پس ایسی صورت میں
 کہ آدم ظاہر در عرصہ وجود آمد است یا نہ جو کہا گیا ہے کہ بعض ملائکہ مدبرات ہیں مجاز کے طریقہ
 پس اینما کہ داخل ملائکہ کہ گفت حق تعالیٰ سے کہا گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
 مرا آمارا انی جاعل فی الارض خلیفہ نباشد فالمدبرات امر کہ دخل تمام رکھتے ہیں جیسے کہ چھری
 عالم را انسان کبیر گفتن نظر بصورت کو کاٹنے والا کہتے ہیں اور اگر روحانیت کو اکاب صبح
 است نہ بمعنی چہ عالم تفصیل نشاء انسانی وغیرہ پر سبیل حقیقت مدبر کو تو کوئی ہر جہ نہیں ہے
 است و تفصیل بصورت اکبر باشد از اگر چہ یہ شیخ قدس سرہ کے مرضی کے خلاف ہے۔ پس
 اجمال بمعنی چنانکہ میگوئی کہ ہر فاعل اس جگہ ملائکہ سے مراد بعض ملائکہ ہیں یعنی بعض ملائکہ
 مرفوع است و میگوئی کہ زید در ضرب اس صورت کے قوائی میں اور بعض اس صورت
 زید و عمرو در انتقم و قالہ در قام خالد کے مدبر ہیں من من میں بعض قوائی تلک الصورة
 و بکر در تقدیر و غیر ان مرفوع اند و کو فیوں کے مذہب پر زائد ہے اور شیخ قدس سرہ
 مرصورت را زید یک اہل اعتبار اعتباد اسی طرف مائل ہیں ایسی صورت میں بعض
 نیست ازینجا گفتہ میشود خیر الکلام مائل قوائی کما ظاہر ہے لیکن پہلی صورت نظر

دل پس انسان کہ جامع است مر عالم بہیمان ہے کیونکہ بہیمان ابھی تک خبر نہیں رکھتے
 جمیع حقائق الہیہ را بہترین کلمات حق باشد کہ آدم عرصہ وجود میں آئے یا نہیں پس ملائکہ یہاں
 و ازینجا گفت حضرت عباس رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں نہیں ہیں جن کو مخاطب کر کے اللہ
 انا اسن و رسول اللہ اکبر وقتیکہ پر سیدند جل شانہ نے فرمایا ہے کہ تحقیق میں زمین پر اپنا
 ازوے انت اکبرام رسول اللہ خلیفہ بنایو الہاموں اور عالم کو انسان کبیر کہنا
 ق فکات الملائکۃ کالقوی الروحانیتہ ظاہری اعتبار و نظر سے ہے کہ عالم تفصیل فی نشاء
 و الجسمیۃ الہی فی النشاء الانسانیہ انسانی کی ہے اور تفصیل محل سے بڑی صورت
 میں ہوتی ہے معنی کے اعتبار سے بڑی صورت
 عالم بواسطہ آئنا است مر عالم را چون نہیں ہے جیسے کہ کہے تو کہ ہر فاعل مرفوع ہے
 قوای روحانی و جسمانی در نشاء انسانی اور کہے تو کہ زید ضرب زید میں اور عمر اترقام
 یعنی نسبت ملائکہ بسوے صورت عالم عمر میں اور خالد قام خالد میں اور بکر در تعد بکر
 چوں نسبت قوای روحانی و جسمانی در میں و علاوہ اس کے مرفوع ہیں۔ اور صورت
 نشاء انسانی بسوے انسان باشد کا اہل اعتبار کے نزدیک کوئی اعتبار نہیں ہے
 قوای روحانی چون عقل نظری و عملی و اسی جگہ و مقام پر کہا جاتا ہے کہ خیر الکلام قل
 حواس باطن از وہم و خیال و غیر آن و دل پس انسان جو کہ تمامی حقائق الہیہ و عالم کا
 قوای جسمانی چون حواس ظاہری و قوت جامع ہے بہترین کلمات حق ہے۔ اسی مقام سے
 غازیہ و نامیہ و مولودہ و غیر آن پس ملائکہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا
 لہ بہیمان ان فرشتوں کو کہا گیا ہے جو اللہ کے جلال و جودت میں حیران ہیں اور کوئی خبر نہیں
 رکھتے لہ اچھا کلام تھوڑا اور دلالت کر نیوالا زیادہ پر۔

صورت عالم قوای صورت عالم اند و کہ میں سن رسیدہ ہوں اور رسول مقبول صلی اللہ
 ملائکہ نثار انسانی قوای این نشا کہ مرہر علیہ وسلم مجھ سے بڑے ہیں نہ اُس وقت فرمایا
 یکی را در تہذیب حق تعالیٰ مرہر دو صورت را جس وقت کہ کسی دریافت کرے اُسے نے دریافت کیا
 دخی تمام است و قدمی را سخ مثلاً شیرے کہ اے چچا رسول اللہ تم بڑے ہو یا رسول اللہ
 عقب تو فریاد کر دیا زبان گرفتہ می آید صلی اللہ علیہ وسلم تم سے بڑے ہیں پس صورت عالم
 و تو ہرگز از آمدن او خبر دار نی ناگاہ ترا کی تدبیر ملائکہ کے ذریعہ واسطہ سے ہوتی ہے جس
 بمعونت سامعہ تو خبر دار ہویشا یافتند طرح نثار انسانی کی تدبیر قوای روحانی و جسمانی کے
 دآواز دیاصدا رپائے او بگوش تو رسانند ذریعہ ہوتی ہے یعنی نسبت ملائکہ کی صورت عالم کے
 و سامعہ گیش ترا محافظ تو ساختند ساتھ ش نسبت قوای روحانی و جسمانی کے انسان
 ہم جنیں باصرہ چہ مارے نزدیک تو رسیدہ کے ہے قوای روحانی مثل عقل نظری و عملی و خواص
 است ناگاہ نظر تو برآن واقع شد و باطن دہم و خیال اور علاوہ اُس کے اور مثل
 محفوظ ماندی و باصرہ محافظ حال تو خواص ظاہری و قوت غاذیہ و نامیہ و مولدہ و
 باشد و علیٰ هذا القیاس و محافظ تمام علاوہ اُس کے قوای جسمانی میں۔ پس ملائکہ صورت
 بجناب لامسہ تعلق دارد و مرآز سلطنت عالم قوای صورت عالم کے ہیں اور ملائکہ نثار
 کلی است ازینجا است کہ در تمام ممالک انسانی قوای نثار انسانی میں اور ہر ایک کو
 محروسہ سلطنت دستی دارد و اگر آنجناب تدبیر حق تعالیٰ میں دونوں صورتوں کیلئے دخل
 از تو بالکل اعراض نماید ہلاکت تو پدید تمام اور قدم را سخ ہے مثلاً اگر کوئی شیر تھمارے
 آید و غیبوت رونماید و اگر درینجا مدبر پیچھے سے زبان نکالے ہوئے اور شور مچاتا ہو آتا
 نفس ناطقہ را بگوئی گنجائش دارد پس ہے تم اُس کے اس طرح پیچھے سے آنیکی خبر نہیں رکھتے

اکنون دریاب کہ ساکنان قباب ملکوت یکایک تمہارے کان اُس آواز سن لیتے ہیں اور تم
 و متوطنان سراوقات جبروت و نفوس اہل کو ہوشیار اور خبردار کر دیتے ہیں یا اُس شیر کے
 تجرید از آسمان و زمین از تو جدا کی ندارند پانوں کی آہٹ و آواز تمہارے کان میں پہنچی تم
 و از خانہ تو بیرون رفتہ اند و بر تو ہمیشہ ہوشیار و خبردار ہو گئے اور شیر کے حملہ سے بچ گئے
 حاضر اند اگر خانہ ترا از خاشاک علالت و آواز اب سمجھو کہ تمہارے کان اور تمہاری سننے والی قوت
 خارج و اُلٹی رفتہ اند ہمہ را تو بر تو در تو نے جو کہ ملائکہ میں تمہاری حفاظت و مدد کی اور تم
 بر تو متبہلی خواہند ساخت و کشف و بسط شیر کے شر سے محفوظ رہے اس طرح اگر کوئی سانپ
 این مطلب در جای دیگر از الفاس الخواص تم کو نقصان پہنچائے کیلئے تمہارے سامنے آ رہا ہے
 و غیر آن مبین و مبرہن شدہ است پس یکایک تمہاری نظر اُس پر پڑی اور تم سانپ کے
 دریاب کہ استغفار ملائکہ مر انسان را چہ ضرر سے بچ گئے ایسی صورت میں تمہاری آنکھ اور
 باشد و چرا باشد ق و کل قوۃ منها مجوبہ قوت باصرہ نے جو دراصل ملائکہ اور تمہاری محافظ
 بنفسہا لا ترمی افضل من ذاتہا یعنی ہے تمہاری محافظت کی اور تم محفوظ رہے اسی
 ہر قوت از قوای مذکورہ کہ تعلق بصورت طرح سے تمام قوتوں کو جو کہ ملائکہ اور تمہاری
 عالم دارند مجوب است بذات خود منی محافظ ہیں قیاس کر لو دراصل تمہاری تمام و کمال
 ہیں دراصل تری را از خود و جز ذات خود محافظت قوت لامسہ سے ہوتی اور اسی کے لئے
 را بزرگ تر نی یا بد پس این قول گویا سلطنت کلی ہے یہی وجہ ہے کہ تمہارے تمام ممالک
 بیان است مر قول اور کہ کل قوۃ منها محروسہ میں قوت لامسہ ہی کی سلطنت ہے اگر
 مجوبہ بنفسہا باشد از نیجا است کہ ترک قوت لامسہ جو کہ ملائکہ ہے تم سے بالکل علیہ ہو جاوے
 عطف کردہ و تواند بود کہ قوای مطلق یا علیہ کر دی جاوے تو تم ہلاک ہو جاوے گئے اگر تم

قوت
 جھوٹی

گرفتہ شود چہ مر عقل را دعویٰ دیگر است
 میگوند انا خیر منہ خلقی من نار و خلقته
 من طین۔ عمل من در ہمہ جا از حقائق
 مابیات و کلیات و جزئیات مادیہ و
 غیر مادیہ جاری است و این دعویٰ
 کذب است چنانچہ عنقریب خواہد آمد
 ہم چنین وہم دعویٰ سلطنت خود بر عالم
 انسانی دارد و بینہ ادراک معانی جزئیہ
 برین دعویٰ می گذراند و این نیز
 کاذب است فان کل مدعی کذاب
 چہ ملک مر قلب راست کہ قلاب است
 در ہمہ اطوار متعلق است باخلاق اللہ
 شائستہ خلافت حق تعالیٰ اوست این
 ہمہ نقیبان و خادمان قلب اندازے
 چون اینہا را قرب بقلب حاصل گردد
 و بواسطہ قلب بحقیقت الحقائق
 واصل شوند آزمان نزہت و علو مرتبہ
 مرا نہیہا را رد نمایند و دریابند کہ قلب
 چہ میخواند و چہ میگوید بیت۔ جمال منشین
 اس جگہ نفس ناطقہ کو مدبر کہو گنجائش ہے اب سمجھو
 کہ قبہ ملکوت اور جبروت کے خیمہ کے اندر رہنے
 والے اور آسمان و زمین کے نفوس اہل تجرید
 تمہارے ساتھ رہتے اور تمہارے گھر کے اندر
 تھیں کہیں باہر نہیں تھیں اور ہمیشہ تمہارے
 سامنے میں اگر تمہارا گھر علانی کے کور اور کرکٹ
 اور عوائق کے کانٹوں سے پاک و صاف ہو جاوے
 تو سب کے سب مجھ سے فخر برتھیں تجلی ہوں گے
 اس کا حال دوسری لکھا گیا ہے پس سمجھو کہ انسان
 انسان کے لئے ملائکہ کا طلب مغفرت کرنا کیا ہے
 اور کیوں ہے اور کس لئے ہے۔ یعنی ہر قوتیں
 جو کہ ملائکہ میں اور صورت عالم سے تعلق رکھتی
 ہیں اپنی ذات میں محبوب ہیں اپنے سے فاضل اور
 بڑا دوسرے کو نہیں پاتے اور نہ دیکھتے ہیں۔
 یہ قول شیخ قدس سرہ کے اُس قول کا جو کہ کل
 قوۃ محجوبہ بنفسہ ہے ماں ہے اس وجہ سے ترک
 عطف کیا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قوائے
 مطلق کہا جائے اس لئے کہ عقلی کا دعویٰ
 دوسرے قسم کا ہے جو کہتی ہے کہ میں انسان سے

درمن اثر کرد و اگر نہ من بہان فاکم کہ ہستم۔ بہتر ہوں مجھ کو آگ سے اور انسان کو مٹی سے
 ق دان فیما تزعم الالہیۃ بکل منصب پیدا کیا ہے اور عقل یہ بھی دعویٰ کرتی ہے کہ میرا
 عالی و منزلت رفیعہ عند اللہ این عمل داخل تمام حقائق ماسات و کلیات
 قول عطف است بر قول افعل من ذاتہا و جزئیات و مادیہ و غیر مادیہ اور علاوہ اس
 و قول اد فیما تزعم مقدم است بر قول کے سب جگہوں میں جاری و ساری ہے عقل
 اودان فیما یاموخر باشد از تمام این قول کا دعویٰ جو وہ اپنے بزرگی اور بڑائی کے
 و اما قدریہ است یعنی ہر قوت از قوای ثبوت و تائید میں پیش کرتی ہے غلط ہے
 مذکورہ محبوب است بذات خود بخوبی بند چنانچہ اس کا بیان بہت جلد آدے گا۔
 فاضل ترے را از خود بخوبی بند در گمان اسی طرح سے دہم اپنی سلطنت کا دعویٰ عالم
 خود کہ در نشا انسانی اہلیت و استحقاق انسانی پر کرتا ہے اور رکھتا ہے اور دلیل
 ہر منصب بلند و مرتبہ سرفرازا است اس دعویٰ کی مایات سمجھنے کی لاتا ہے اور
 نزدیک خدا تعالیٰ چہ آئنا دید ہائے یہ بھی جھوٹا ہے جتنے بھی مدعی ہوں سب
 خود جز بر خود ہا نگشادہ اند و فضیلت جھوٹے ہیں اصل میں ملکیت قلب کیلئے ہے
 و جمیع انسان را ندیدہ و مشاہدہ کیونکہ وہ تمام اطوار میں قلاب ہے اللہ تعالیٰ
 جمال قلب او نمودہ و بخود گمانے دیگر کے اخلاق سے متعلق اور منصف اور خلافت
 دارند یا این قول جملہ عالیہ باشد و این کے لائق ہے یہ سب خادم اور چو بدار قلب کے
 زمان قول او کہ فیما تزعم باشد لے از کتاب ہیں لیکن جب ان کو قلب سے قربت حاصل ہوتی
 تکلف درست نمی شود یعنی ہر قوت از ہے اور قلب کے ذریعہ واسطہ سے حقیقت
 قوائے مذکورہ محبوب است بذات خود الحقائق سے ملتے ہیں اس وقت ان کی نسبت

نہی بینہ فاضل ترے راز خود حال آنکہ
 بدر سیکہ کہ در نشاء انسانی سبت چنانکہ
 گمان جی برد و مید اند نشاء مذکور اہلیت
 واستحقاق ہر منصب عالی و مرتبہ رقیع
 راز و خدائے تعالیٰ و در بعضے نسخہ مازع
 واقع است بجائے فیما ترع - یعنی در نشاء
 انسانی چہری است کہ گمان می برد و مید
 چیز مذکور اہلیت واستحقاق منصب عالی
 و مرتبہ رقیع را در خود و نزد خدائے تعالیٰ
 و بریں نسخہ اسم ان کلمہ است و منصب
 اہلیت بنا بر مفعولیت باشد مازع را
 چنانکہ بر نسخہ اول نصب آن بنا بر اہلیت
 باشد مران را و آں شے قلب است
 و معتبر نسخہ اول است قیما عند
 من المجمعۃ الالہیۃ بن مایرجع من ذلک
 الی جناب الالہی والی جناب حقیقتہ
 الحقائق و فی الشاہ الخالصۃ لہذا لادھاف
 الی باتصقیۃ الطبعۃ الکلمۃ الی حصرت
 قوال العالم کلاما و اسفلل این

اور پاکیزگی بڑھ جاتی ہے اور اُس کا مرتبہ بلند ظاہر
 ہوتا اُس وقت وہ سمجھتے ہیں کہ قلب کیوں کہتا ہے
 اور کیا کہتا ہے۔ ہم نشین کا جمال کچھ میں اتر گیا۔ اور نہیں
 تو میں وہی سٹی ہوں جو تھی۔ قول افضل من ذاتا کے
 اوپر یہ قول عطف ہے اور قول تا ترع اُس کے
 قول پر مقدم ہے و ان فیما تمام قول سے موخر ہے اور
 یعنی ہر قوت از قوای مذکورہ اپنی
 ذات سے محبوب ہیں یعنی حجاب میں پڑے ہیں اپنے سے
 بڑا و بزرگ دوسرے کو نہیں دیکھتے اور اپنے گمان
 اور خیال سے یہ نہیں دیکھتے اور نہ سمجھتے ہیں کہ نشاء
 انسانی میں اہلیت واستحقاق ہر منصب بلند و
 سرفراز کی خداداد تعالیٰ کے نزدیک ہے کیونکہ اُن
 قوتوں نے جو ملائکہ میں اپنی آنکھوں کو اپنے ذات پر
 نہیں کھولا ہے اور نہ سمجھا ہے اور فضیلت جمعیت
 انسانی اور اُس کے قلب کے جمال و کمال کو مشاہدہ
 نہیں کیا ہے بلکہ اپنی جانب سے انسان کی طرف سے
 کچھ اور ہی گمان رکھتے ہیں یا یہ قول جملہ عالیہ جواہری
 صورت میں شیخ کے قول کا مطلب جو کہ فیما ترع ہے
 بغیر از کتاب تکلف درست نہیں ہوتا۔ یعنی ہر قوت

قول تعلیل اہلیت واستحقاق نثار انسانی از قوای مذکورہ اپنی ذات میں محبوب ہیں اپنے سے
 است مہر منصب عالی و منزلت رفیع را سے فاضل تر دوسرے کو نہیں دیکھتے اور حال ہے کہ
 لما عند اللہ ومن الجمعۃ بیان کلمہ است نثار انسانی میں ہے پھر بھی اُن کی نشاۃ اپنے گمان
 کہ در لما عند ہا باشد و بین مایرجع متعلق کے بموجب نشاۃ انساۃ انسانی کے اہلیت واستحقاق
 جمعیت است کہ در من الجمعۃ باشد و فی ہر منصب عالی و مرتبہ بلند کی نزدیک خدائے تعالیٰ
 انشاۃ الحالمۃ عطف است بر بین من ہے اُس کو وہ نہیں دیکھتے اور نہ سمجھتے ہیں اور بعضے
 حیث المعنی اے میں انشاۃ الحالمۃ التی نسخوں میں فیما تزعّم واقع ہے یعنی نساۃ انسانی
 حضرت صفت است مرطبیعت کلید را میں فیما تزعّم کے بجائے ما تزعّم واقع ہے یعنی نشاۃ
 یعنی اہلیت واستحقاق نثار انسانی مر انسانی میں ایک حر ہے اور وہ حر اس بات کو
 ہر منصب عالی و منزلت رفیع را عند اللہ سمجھتی ہے کہ نشاۃ انسانی میں اہلیت واستحقاق
 بنا براین است کہ نزدیک نثار انسانی مرتبہ عالی بلند کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے اور
 جمعیتۃ الالہیۃ است کہ یہ صحیح موجود ہے اس نسخہ میں اسم ان کلمہ ما ہے و منصب اہلیت
 ازین نثار بیرون نباشد چنانکہ حضرت ہے اس واسطے تزعّم کیلئے مفعولیت ہے جیسا کہ
 الالہ کہ شال جمع موجودات عینی و ظلی پہلے نسخہ میں لفظ اُس کا واسطے اہلیت اَن
 باشد یعنی انسان جامع است در میان کیلئے ہے اور وہ شے قلب ہے اور ممبر نسخہ اول ہے
 چیز کے رجوع میکند انسان ازان
 چیز و بسبب اَن بسوئے جناب الہی و
 بسوئے جناب حقیقت الحقائق و جناب
 الہی حضرت اسماء و صفات باشد کہ ہر

اسمے وصفے راوجہ خاص باشد بسوئے
حق تعالیٰ بے واسطہ حقیقتہ الحقائق

حضرت الاحدیۃ باشد و در میان نشاء
عنصری کہ حامل است مراد صاف و
قوائی روحانی و جسمانی را تا باقی امور
کہ آنرا تقاضا میکند طبعیت کہ ضابط
و حاضر جمیع قوایل و اعیان عالم علوی
و سفلی باشد و این طبعیت مبدی
فعل و انفعال است کہ در ہر جہت ہر تادہ
اند و ہمیں طبعیت قابل تاثیرات
اسرار الہی است و امورے کہ حقتعالی
طبعیت کلیہ اند استعداد خاص اند
در صاحب این جمعیت عالم علوی عالم
سمادی باشد و عالم سفلی و عالم عنصری
و عالم روحانی و عالم جسمانی باشد پس
قوام ملائکہ از انسان است چنانکہ گفت
و اشارت کرد بایں معنی بقول خود فی
الشازہ الحاملۃ لہذا الاوصاف۔
پس جمعیت الہی در نشاء انسانی بہ سہ
یہ قول اولیت و استحقاق نشاء انسانی ہر منصب عالی
و منزلت رقیع کیلے ہے تعلیل ہے۔ لما عند اللہ من
الجمیۃ و لما عند اللہ من الجمیۃ کلہا کا بیان ہے جو کہ
لما عند ہا میں ہے و بین ما یرجع جمیۃ کے متعلق ہے
جو کہ من بین جمیعہ کے ہے و فی انشاء الحاملۃ عطف
ہے اوپر بین من حیث المعنی اے بین نشاء الحاملۃ۔
الہی حضرت صفت ہے طبعیت کلیہ کی یعنی اللہ
تعالیٰ کے نزدیک جو اولیت اور استحقاق ہر
منصب عالی و منزلت رقیع کی نشاء انسانی
کی ہے وہ اسوجہ سے ہے کہ نشاء انسانی میں
جمعیت الالہیہ ہے کہ کوئی موجود اس سے
باہر نہیں ہے جیسے کہ حضرت الالہ کہ تمام
موجودات عینی و ظنی میں شامل و ظاہر ہے
یعنی انسان دو چیز دل کا جامع ہے ایک
چیز سے وہ اپنے کو جناب الہی کی طرف رجوع
کرتا ہے اور دوسری چیز سے وہ حقیقت
الحقائق کے طرف رجوع ہوتا ہے۔ اور

چیز باشد حضرت الاسماء والصفات و جناب الہی حضرت اسماء و صفات ہیں اور ہر اسم
 حضرت الاحدیۃ و طبیعت کلیہ کہ حاضر و صفت اللہ تعالیٰ سے بلا واسطہ وجہ خاص رکھتے
 تاحی اعیان عالم باشد اعلیٰ و اسفل و ہیں اور حقیقت الحقائق حضرت الاحدیۃ ہے اور
 درین کلام اشارت است کہ محل نشاء و در میان نشاء عنصری جو کہ اُنھائیوالی اوصاف
 عنصری مراین قوای و استعداد خاص قوای روحانی و جسمانی کی اور اُن امور کی کہ جس کو
 را بسبب طبیعت کلیہ است دور بعضے طبیعت تقاضا کرتی ہے اور وہ طبیعت گھرنے
 نسخہ بجائے بسوی جناب حقیقتہ الحائق اور ضبط کرنیوالی تمام قوایل اور اعیان عالم علوی
 جانب حقیقت الحائق واقع است و وسفلی کی ہے اور یہ طبیعت مبدعہ فخل و انفخال
 مال ہر دو عبارت یکے است و بعضے ہے جو کہ ہر جوہر میں رکھی گئی ہے اور یہی طبیعت
 گفتہ اند کہ چون جناب الہی شامل احدیۃ اسماء الہی کے اثرات کو قبول کرنے والی ہے اور
 دو احدیۃ است پس مراد از حقیقتہ جو امور کہ مقتضائے طبیعت کلیہ ہیں وہ استعداد
 الحقائق حضرت امکان است کہ جامع خاص ہیں اور جس کو یہ جمعیت حاصل ہے اُس کے
 حقائق ممکنات موجودہ و معدومہ است جمعیت میں عالم علوی و عالم سماوی اور عالم سفلی
 و بہین وجہ منصف است بعبودیت و عالم عنصری و عالم روحانی و عالم جسمانی ہے
 ممتاز از ربوبیت قتال و نیز گفتہ است پس انسان اعیان عالم سماوی و عالم عنصری
 کہ در کلام تقدیم و تاخیر است و تقدیر کلام و عالم روحانی و عالم جسمانی کا گھرنے والا اور
 این است والے بالبقیۃ الطبیعۃ الکلیۃ احاطہ کر نیوالا ہے پس قوام و وجود ملائکہ کا انسان
 فی انشاء البالمۃ لہذا لا اوصاف و این سے جیسا کہ کہا اور اشارہ کیا گیا ہے پس جمعیت الہی
 معطوف است بر قول اولیٰ الجناب الہی اشارہ انسانی میں تین چیزیں ہیں۔

باشد یا الی جناب حقیقتہ الحقائق فتاویل
 و در بعضی نسخہ الکل واقع است بجائے
 الکلیۃ کہ دارالطبیعیۃ الکلیۃ واقع است
 پس برین تقدس قول شیخ قدس سرہ کہ
 کہ فی انشاء الحالمۃ است الی آخرہ جملہ
 حالیہ است و الکل بتدار است و
 فی النشاء خبر وے باشد فی النشاء
 را و حال آنکہ در نشاء عنصری ہمہ انسان
 خبر اند پس جمیعۃ الآئمہ درست آمد
 و این جافعل لازم میان موصوف
 کہ الطبیعیۃ باشد و میان صفت کہ الکی
 حضرت باشد باین معنی کہ الکل باشد و
 این رواست و انہ لقسم لو تعلمون عظیم
 و احتمال دارد کہ توجیہ سابق بحال باشد
 و الکل بدل یا عطف بیان باشد مر
 طبیعت راق و ہذا لایعرقہ عمل بطریق
 نظر فکری ل یعنی جمیعۃ الآئمہ را در
 نشاء انسانی نمی شناسد ہیچ عقل از راہ
 نظر فکری چہ کا عقل ترتیب امور

۱- حضرات اسماء و صفات ۲- حضرت الإمدیۃ -
 ۳- طبیعت کلیہ - اعیان عالم علوی و سفلی کو گھرنوای
 طبیعت کلیہ ہے اور اس کلام میں اشارہ ہے کہ طبیعت
 کلیہ اپنے استعدادات خاص سے نشاء عنصری کو اٹھائے
 ہوئے ہے اور بعض نسخوں میں بجائے جناب حقیقت
 الحقائق جانب حقیقت الحقائق لکھا ہوا ہے اور
 مال دونوں عبارتوں کا ایک ہے۔ اور بعضوں نے
 کہا ہے جب کہ جناب الہی احدیت و واحدیت میں
 شامل ہے حقیقت الحقائق سے مراد حضرت الامکان
 ہے جو حقائق ممکنات موجودہ اور معدومہ کا جامع
 ہے اسی وجہ سے عبودیت کے صفت سے متصف
 ہے اور ربوبیت سے ممتاز ہے اس مقام پر سوچو
 اور تامل کر۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اس کلام میں
 تقدیم و تاخیر ہے تقدیم کلام یہ ہے والی لہفہ الطبیعیۃ
 الکلیۃ فی النشاء الحالمۃ ہذاہ اوصاف یہ اُس کے
 قول الی الجناب الکی پر یا جناب حقیقت الحقائق
 پر معطوف ہے اس مقام پر بھی سوچو و تامل کرو
 اور بعض نسخوں میں بجائے الکلیۃ کے الکل واقع ہے
 کہ الطبیعیۃ الکلیہ میں واقع ہے پس ایسی صورت

معلومہ است یا تحصیل امر سے تا تا دی میں شیخ قدس سرہ کا یہ قول جو کہ فی النشار الحاملۃ ہے
 شود بسوی مجهول و سخن در معلومہ امر و جملہ حالیہ ہے اور الکل مبتدا ہے اور فی النشار
 تحصیل وے است چہ اگر مرکب است اُس کی خبر ہے اور حال یہ ہے کہ نشارہ مخبری میں
 سخن در اجزا است و چارہ نیست ازین تمام انسان حر ہیں ایسی صورت میں جمعیت آئیم
 کہ اک جزو آن بسیط باشد و بسیط تعریف درست آئی۔ اور اس جگہ در میان میں الطبیعیہ کے
 کردہ نمی شود مگر لوازم بینہ و لوازم شے کہ موصوف ہے اور لاتی حضرت کے کہ جو صفت ہے
 اطلاع کہنہ شے نمی بخشد اگر بسیط باشد فعل لازم آتا ہے اس معنی سے کہ الکل ہے اور یہ
 پس ظاہر است۔ مثلاً انسان کہ جو ہر جائز ہے۔ اور بیشک یہ ایک بڑی قسم ہے اگر تم
 بسیط جنس عالی وی است بکنہ حاصل جانتے ہو۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ پہلے والی تو جہل پنے
 نیست ہم چنین جمیع انواع جو ہر و افراد حال پر ہو اور الکل طبیعت کیلئے بدل یا عطف
 وے ہم چنین تصدیق خاص بر مذہب بیان ہو۔ یعنی جمعیت آئیم کو نشارۃ انسانی میں
 کہے کہ تصدیق را مرکب دارد و مثلاً اگر از راہ نظر و فکر اور از راہ دانش کوئی عقل نہیں
 بگوئی کہ انسان حادث است و چون انسان پہنچاتی کیونکہ عقل کا کام ترتیب امور معلومہ ہے
 و حادث را بکنہ معلوم نکردی پس بر کہ یا کسی امر کا حاصل کرنا ہے تاکہ مجھوں کی طرف ادا
 و بچہ حکم کردی و از مناقشہ طالب علمان کر نیوا لا ہو اور بات امر معلوم ہوئے اور حاصل
 نجات نیست گوش بصدائے ایشان کرنے پر ہے کیونکہ اگر مرکب ہے تو اجزا میں
 نیا مدد اد میگوئند کہ ابو علی سینا در حق گفتگو ہے اور اس سے چارہ نہیں ہے کہ اُس کا
 خود نزدیک بانز ہا ق روح از بدن ایک جز بسیط ہے اور بسیط کی تعریف ظاہری
 گفتہ است سے میوت و نیست لہ حاصل نہ لوازمات سے ہوتی ہے اور لوازمات شے جیسے کہ

سوی علم از ما علم و امام رازی گفت است
 و غائتہ سعی العالمین ضلال لاجرم عقل
 گفتند۔ سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا
 انک انت العلیم الحکیم۔ ۵
 دانستہ شد کہ بیچ نہ دانستہ ایم ما
 پس مر عقل را محال حرکت نیست مگر
 و قتیکہ بہ عنایت رب تعالی قلب منور
 بنور آبی مشعل ہدایت عقل گرد و دفر
 راہ ادا آمد آن زمان در ضیاء آن بدیہ
 معرفت شادوری نماید و در رفاخرہ
 و لوالی متکاثرہ بدست آرد و اگر نہ از
 طلاطم امواج ادہام و انیاب ہنسنگ
 شکوک ہلاک و تا پیدا گرد و بازار را زراہ
 معرفت نہ از راہ جہالت معترف گرد و
 و بگوید سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا الا یہ
 ازین جا گفت بطریق نظر فکری۔ پس
 ادراک حقائق بے رسالت قلب واسطہ
 آن کار عقل نیست کہ طور آن درائے
 طور عقل باشد و بے کشف الہی شاہد
 وہ ہے اس کی اطلاع نہیں دیتے اور اگر بسیط
 ہے تو ظاہر ہے مثلاً انسان کہ جو ہر بسیط اُس کا جنس
 عالی ہے کمبیہ سے حاصل نہیں ہے اسی طرح تمام اقسام
 جو ہر اور اُس کے افراد ہیں اور اسی طرح نقدیق خاص
 کسی کے مذہب پر کہ وہ نقدیق کو مرکب جانتا ہے۔
 مثلاً اگر تم کہو کہ انسان حادث ہے اور جبکہ انسان
 اور حادث کو تم نے کمبیہ سے معلوم نہیں کیا تو کس
 پر اور کس طرح پر تم نے حکم کیا کہ انسان حادث ہے
 طالب علموں کے جھگڑے سے نجات نہیں ہے
 اُن کی آواز کو منہ نہیں چاہئے۔ کہتے ہیں کہ ابوعلی
 سینا اپنے حق میں جسم سے روح نکلنے کے قریب
 کہا ہے۔ مر رہے ہیں ہم اور ہم کو کچھ حاصل نہیں
 ہے سوائے اُس علم کے کہ جو کچھ علم ہوا ہے۔ اور
 امام رازی نے کہا ہے انتہائی کوشش عالم
 والوں کی گمراہی ہے اس وجہ سے عقل نے کہا
 آپ پاک نہیں ہے علم ہمارے لئے مگر اُسی قدر
 جس قدر کہ آپ نے ہم کو علم دیا ہے اب بہت
 بڑے علم والے اور حکم میں دانستہ شد کہ بیچ نہ دانستہ
 ایم ما۔ پس عقل کو حرکت کی طاقت نہیں ہے مگر

معرفت جہاں خود نہ مانے و مرتزکمال حاصل اُس وقت کہ اللہ تعالیٰ کی عنایت و مہربانی
 نشود چنانکہ مینوی۔ ق بل ہذا الفن سے قلب منور نور الہی سے ہدایت کی مشعل
 من الادراک لایکون الامن کشف الالہی عقل کیلئے روشن کرے اور اس کو راستہ
 ل یعنی بلکہ فن ادراک حاصل و معرفت دکھا دے۔ اُس وقت اُس کے روشنی میں معرفت
 مخصوص کہ مذکور شدہ حاصل نمی شود مگر از کے دریا میں تیراکی کرتا ہے اور بیش بہا جواہرات
 کشف الہی کہ این معرفت و ادراک تا اور موتی حاصل کرتا ہے۔ نہیں تو امواج کے
 آنکہ نور ربانی از مطلع عنایت پر تو خود تلاطم اور ادھام اور سکوک کے تنگ سے ہلاک
 بر قلب کس نیدازد حاصل نشود و اور ناپید ہو جاتا ہے اُس وقت وہ معرفت
 حقائق کو سمجھنے پر تو اور بردل کے راہ سے اعتراض کرتا ہے اور کہتا ہے کہ آپ
 ظاہر نہ گردد ق منہ بعرف ما اصل امور پاک بین نہیں ہے علم ہمارے لئے مگر دی ہو کچھ
 العالم القایلتہ لاوارحل یعنی از آپ نے ہم کو علم دیا ہے بیشک آپ بہت بڑے
 کشف الہی دیدہ و دانستہ می شود علم دالے اور حکم میں اس جگہ لطیف نظر فرمائی
 کہ چیست اصل صور و اجسام عالم کہا گیا ہے کیونکہ حقیقت کا ادراک ہونا بغیر قلب
 کی قبول کردہ اندر مراد اح عالم کے واسطے سے ممکن نہیں ہے یہ کام عقل کا نہیں
 و تو اند بود کہ صور عبارت باشد از ہے بلکہ عقل کے طریقہ کے علاوہ ہے۔ بغیر کشف
 اجسام و اجساد مثل و میا کل نار یہ الہی کے شاہد معرفت اپنا جمال نہیں دکھاتا اور
 و نور بہ تاجیح موجودات را از عقول تم کو جمال و کمال حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ ایسے امور
 و نفوس مجرودہ و غیر آن از جن و غیر آن کے سمجھنے کا خاص فن اور معرفت مخصوص کا حامل
 شامل شوند کہ ہر چیز را بحسب مالمق جیسا کہ او پر ذکر ہوا بغیر کشف الہی کے حاصل

بہ صورتے ہست و یکشف الہی دیدہ
 و دانستہ می شود کہ چہ ظاہر شدہ است
 بہ صورت عالم کہ قبول کرد مراد روح عالم را
 یعنی اصل صورت عالم ذات حق است
 کہ غیر ذات حق وجود دے و نمود دے
 ندارد و این یکشف الہی حاصل میشود
 بخلاف کشف القلوب و القبور و
 کشف انجہ واقع شد و خواہد شد در
 عالم و این در معرفت و قرب مالہ بکار
 نمی آید آثار این کشف از دھام عوام
 و احراز مال و انعام است و این چیز ہا
 شرافت نہ بخش از دھام خلق آفتہ
 لا شرافتہ فقیران توجہ باین کشف
 ندارند و خضر را مثل موسی علیہ السلام نہ
 انکار نہ اگر چہ موسی گفت ہل تعجبک
 علی ان نعلن معاملتہ رشد بلکہ این
 را مطلب ساختن کفر است و بت پرستی
 اگر ازیں چیز ہا رستی بخت پیوستی -
 جاد الحق و زہیق الباطل ان الباطل

نہیں ہوتا کیونکہ یہ معرفت اور سمجھداری جب
 تک کہ نور ربانی عنایت کے مطلع سے کسی کے
 قلب پر سایہ نہیں ڈالتا حاصل نہیں ہوتا اور
 عالم کی حقیقت اور حقائق الکیہ بغیر نور کے
 سایہ ڈالے ہوئے دل پر ظاہر نہیں ہوتے
 یعنی کشف الہی سے دیکھا اور جانا جاتا ہے کہ
 عالم کے صورتوں کی اصلیت اور احسام عالم
 کیا ہیں کہ جس نے عالم کے ارواحوں کو قبول کر لیا
 ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ صورت عبارت ہے
 اجسام و اجساد مثالیہ اور ہیاکل نور بہ و ناریہ
 سے تاکہ تمام موجودات از قسم عقول و نفوس
 مجرودہ اور جن وغیرہ سے شامل ہوں کیونکہ ہر چیز
 کی جس کے لائق وہ ہے ایک صورت ہے
 کشف الہی سے دیکھا اور جانا جاتا ہے کہ عالم
 کے صورتوں میں کیا ظاہر ہوا ہے کہ جس نے
 عالم کے ارواحوں کو قبول کر لیا ہے۔ یعنی اصل
 میں عالم کی صورتیں ذات حق ہیں کہ خدا کی
 ذات کے علاوہ کوئی چیز وجود و نمود نہیں رکھتی
 اور یہ کشف الہی سے حاصل ہوتا ہے اس کے

کان دہوقا علم ان کشف الحقائق الاساسیۃ علاوہ عالم میں اور بہت سے کشف میں مثلاً کشف
 والتجلیات الصفاتیہ بعد القلوب للتجلیات القلوب وکشف القیور وغیرہ جو کہ عالم میں پائے
 الدانیۃ المضمینہ لما سوارا لھا علۃ لبحال جاتے ہیں یہ دوسری طریقہ سے ہی حاصل ہوتے
 الانیات دکامضی فیہا ماعیو جب ہیں لیکن یہ معرفت اللہ تعالیٰ کے قرب کے لئے
 الابدی فیطلع بحقہا وحقیقتہ غیر بالحق کام نہیں آتی اس قسم کے کشف کے آثار عوام کا
 تعالیٰ ولعلم ان الذات الالہیہ ہی اللتی ازدحام اور مال کا کرنا اور لوگوں سے انعام کا مستحق
 نظر لصور العالم وان اصل تلك الحقائق ہوتا ہے یہ چیزیں بڑائی نہیں بخشش مثلاً ان کا اڑھا
 وصور ہا تلك الذات وانہا ہی اللتی ظرت آفت ہے شرافت نہیں ہے خضر لوگ ایسے کشف پر
 فی الصورة البجورہ المطلق اللتی قبلت تو یہ نہیں رکھتے اور خضر کو شل موسیٰ علیہ السلام کے
 ہذاہ الصور کلہا من حیث فیومتہا نہیں سمجھتے اگرچہ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر تو
 ق فسی ہذا مذکور السان و خلیفۃ اما کہے تو تیرے ساتھ رہوں اس وجہ سے کہ تو سکھادے
 الاساسہ فالعموم نشازہ وصورہ الحقائق کچھ جو تجھ کو اللہ تعالیٰ نے سکھائی ہے بھلی راہ۔ بلکہ
 کلہا وہو الحق ممر لہ السان العین من العین اس کو مطلب کیلئے استعمال کرنا کفر اور بت پرستی
 الذی یہ یقول انظر وہو المعسر عنہ بالبصر ہے اگر ان چیزوں سے تم نے جھٹکا رہ پایا خدا سے
 المفصلت فی العالم ل ودر بعض نسخہ مل گئے حق آگیا اور باطل چلا گیا اور باطل جانیا والا
 فاما الساسہ واقع است بجائے اما الاساس جالو اور تجھے معلوم ہو کہ حقائق اسمائہ اور تجلیات
 یعنی پس تام کردہ شد این مذکور کہ قول صفاتیہ کا دلوں پر کشف ہونا معلوم ہوتا کہ یہ
 جامع مختصر و خلاصہ راہ عالم وروح کیا ہیں اور ان کی حقیقت کیا ہے سب سے پہلے
 صورت عالم باشد ما سان و خلیفہ دل پر ذاتی تجلی ہوتی ہے اس کا لازمی نتیجہ ہوتا

اما چون ایں مذکور انسان و نام کر دن او ہے جو غیرت ہے وہ فنا ہو جاتی ہے اور فانی رہتی ہے
 بالسان پس بعوم نشاء کون مذکورہ است اس وقت وہ اللہ تعالیٰ کے ذاتی تجلیات کی حقیقت
 و حقیر کر دن دے مر تمامی حقائق را اور اسما و صفات کے تجلیات کی حقیقت اور دوسرے
 چہ نشاء مذکور شامل باشد مر جمیع اسماء انبیاء کی حقیقت سے واقف ہو جاتا ہے اور ان کو
 الہی و مراتب نزول نامنا ہی را و حاضر و معلوم ہو جاتا ہے کہ ذات الہی ایک ایسی ذات ہے
 ضابطہ است و تمامی حقائق را کہ مفصل جو عالم کے تمامی حقائق اور صورتوں کی اصل وہی
 شدہ اند در عالم و کون مذکور مر حق تعالیٰ ذات ہے مال را نہ و برہ نہ۔ اور وہی ذات ہے
 بمنزلہ انسان عین و مردم چشم باشد مر جو مطلق صورت جو ہر یہ میں ظاہر ہے جس نے ان
 چشم را و مردم چشم آن است کہ حاصل مشیوہ تمام صورتوں کو قبول کر لیا ہے اس حیثیت سے
 بوی نظر و بینائی و عسر میکند ازاں بہ کل چیزیں اللہ تعالیٰ کی ذات میں فانی اور مسلک
 بصیر یعنی چون قول مذکور شامل شد مر جمیع ہیں۔ بعض نسخوں میں اما انسانہ کے بجائے فاما
 انبیاء الہی و مراتب نزول نامنا ہی را انسانہ واقع ہے۔ یعنی اُس مذکور کا جو کہ کون جلالت
 و ضبط و احاطہ کر مر حقائق عالم را پس مختصر اور جلا کر نوا آسمہ عالم و روح صورت عالم
 حق تعالیٰ باین مذکور تمامی حقائق و مظاہر ہے۔ انسان و خلیفہ نام رکھا گیا۔
 انبیاء و صفات را وید پس نسبت ایں لیکن اُس مذکور کو اسان کہنا یا انسان نام رکھنا
 مذکورہ بحق تعالیٰ نسبت مردم چشم باشد کون مذکور کے عموم نشاء کے اعتبار سے ہے
 چشم و معنی انسان مردم چشم است ق کیونکہ نشاء مذکور تمامی انبیاء الہی و مراتب نزول
 فلہذا اسمی انسانا فانه بہ نظر بحق الی الحلق نامنا ہی کا گھیرنے والا اور اپنے اندر لے لینے والا
 فرجہ ل یعنی پس بنا بر آن کہ کون مذکور تمامی حقائق کا جو کہ عالم میں تفصیل کے ساتھ موجود ہیں

مرحق تعالیٰ را بنزلہ انسان عین باشد مر | شامل ہے اور کون مذکور اللہ تعالیٰ کیلئے بمنزلہ انسان
 عین را نام کردہ شد کون مذکورہ بایشان | کے آنکھ کے آنکھ ہے آنکھ کیلئے اور مردم چشم اُس کو
 چہ بدر سکریون مذکور نظر کرحق تعالیٰ | کہتے ہیں کہ جس سے آنکھ میں بینائی حاصل ہوتی ہے
 بسوے خلق و اعیان خلق پس رحم کرد | اور اُس کو بصر سے تعبیر کرتے ہیں۔ یعنی جب کہ کون
 براعیان بانعام وجود و بخشش ظہور | مذکور تمام انبیاء الہی اور مراتب نزول نامتناہی
 نمود تا آنکہ حقیقت کون مذکور بظہور | کو اور تمام حقائق عالم کو شامل ہے پس حق تعالیٰ نے
 نیامدہ بود اعیان خلق ثابت نشدہ | اُس مذکور سے تمامی حقائق اور انبیاء مظاہر و مضاف
 بود ند پس دیدن حق تعالیٰ نہ بود۔ و از | کو دیکھا۔ پس اللہ تعالیٰ سے اُس کون مذکور کی
 صفت بصارت منافی این مذکور نیست | نسبت مثل مردم چشم کے آنکھ کیلئے ہے اور انسان
 پس چون انسان مرحق را ممر لہ انسان | کے معنی مردم چشم کے ہیں۔ یعنی اس لئے کہ کون مذکور
 عین باشد مرعین را باند کہ انسان خود را | اللہ تعالیٰ کے لئے ممر لہ انسان کے آنکھ کے آنکھ ہے
 نہ بیند از مردمک دیدہ پر باند آموخت | کون مذکور کا نام انسان رکھا گیا اس وجہ سے حق
 دیدن ہمہ کس را و ندیدن خود را علم | تعالیٰ نے کون مذکور سے خلق اور اُس کے اعیان
 انہ تعالیٰ لما تجلی لذاتہ بذاتہ و شامہ جمیع | کو دیکھا اور وجود کے انعام و شہود کے بخشش
 صماتہ و کمالاتہ فی ذاتہ اراد ان یشاہد | سے خلق اور اُس کے اعیان پر رحم کیا۔ جب تک
 فی حقیقتہ مکون کا المراءۃ لہ تعالیٰ فاو | کہ حقیقت کون مذکور کی ظاہر نہیں تھی اور خلق
 جدا الحقیقتہ الحمد یتہ الہی ہی حقیقتہ | کے اعیان ثابت نہیں ہوئے تھے حق تعالیٰ کا
 ہذا النوع الانسانی فی الحضرة العلیہ | دیکھنا نہیں تھا اس مذکور سے خلق اور اعیان خلق
 فوجدت حقائق العالم وجوداً اجالیاً | کو دیکھنا حق تعالیٰ کی صفت بصارت کے

مضامین المرتبة الالہیة الجمعیة
 الاسماء کما فاد جدم فی ملک الحضرة
 وجوداً تفصیلیاً فصارت اعیاناً ثابتة
 فلانہ تعالیٰ تم جعل الوجود الخارجی
 مطابقاً للوجود العلمی بایجاد العقل
 الاول اولاد ہوا المشار الیہ بقوله
 علیہ السلام اول ما خلق اللہ نوری و
 وایجاد غیرہ من الموجودات التي
 تضمنها العقل الاول تانیاً قنوی
 الانسان المحدث الازلی والنشأ اللہ
 الابدی والکلمة الجمیعة الفاصلة
 فتم العالم بوجودہ ل ودر بعض نسخہ
 بجائے نشاء شیء واقع است یعنی پس
 کون مذکور انسان حادث ازلی باشد
 وانشاء دائم ابدی وکلمہ جامع و فاصل
 پس تمام شد و کمال یافت عالم لوجود
 انسان کہ روح صورت عالم و جلای این
 مرآة باشد چنانکہ گذشت و مراد از
 حادث بحدوث ذاتی است بمعنی
 ہونے کے منافی نہیں ہے۔ پس جب کہ انسان
 حق تعالیٰ کیلئے بمرلہ انسان عین کے ہے عین
 کو چاہئے کہ اپنے کو نہ دیکھے آنکھ کے مردمک
 سے سکھنا چاہئے کہ دیکھے سب کو اور نہ دیکھے
 آپ کو جان تو کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے ذات کی
 اپنی ذات پر تجلی کی تو مشاہدہ کیا اپنے کل صفوں
 اور کمالات کو اپنی ذات میں۔ پھر ارادہ کیا کہ
 اپنے کل صفوں اور کمالات کو ایسے حقیقت
 میں دیکھے کہ وہ اُس کے لئے مثل اُیُنہ ہو تو
 پایا حقیقت محمدیہ کہ جو اس نوع انسانی کی
 حضرت علیہ میں حقیقت ہے تو پائی گئیں
 حقیقتیں عالم کی ماعمار وجود اجمالی کے
 مشابہ مرتبہ الہیہ میں جو کہ کل اسماء کا جامع
 ہے تو پایا ان سموں کو اُس حضرت میں وجود
 تفصیل کے ساتھ۔ پس ہو گئے اعیان ثابتہ
 اس واسطے اللہ تعالیٰ نے مکمل کر دیا وجود
 خارجی کو مطابق وجود علمی کے عقل اول کے
 ایجاد کی وجہ سے کیونکہ وہ اول مشار الیہ
 ہے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول

اقتصار بسوئے مبتدا و اصل و ازلی و دائم میں جو کہ اول ماخلق اللہ نوری ہے اُسی کی طرف
 بمعنی عدم مسبوق است بعدم پس انسان اشارہ ہے اور اُس کے ضمن میں دوسرے موجودات
 نظر لوجہ علمی و عینی ثابتہ و وجود عینی روحانی کے ایجاد کو عقل اول نے بعد کو لیارا اور بعضے نسخوں
 حادث باشد۔ و ازلی و دائم بمعنی مذکور پس میں بجائے شے کے اشارہ واقع ہے یعنی پس کون
 ارلیت و دوام انسان نظر بہ ارلیت و مذکور انسان حادث ازلی و نشاءۃ دائم ابدی و
 دوام علتہ تامہ اوست نہ حادث بحدوث کلمہ جامع و فاضل ہے۔ پس انسان کے وجود سے جو
 ربانی بمعنی مسبوق بعدم تامنا فی ازلیت کہ صورت عالم کی روح اور آئینہ عالم کی جلا ہے
 و دوام گردد۔ و نہ ازلی و دائم بمعنی عدم عالم کا جمال و کمال روشن اور پورا ہو گیا جیسا کہ
 اصمار است بسوئے شے کہ این معنی او پر ذکر کیا گیا۔ اور حادث سے مراد حدوث ذاتی
 محض بحضرت واجب الوجود است۔ ہے۔ اس معنی سے کہ وہ اپنے مبتدا و اصل کا محتاج
 و تواند بود کہ مراد حدوث ربانی باشد ہے اور ازلی و دائم اس معنی سے ہے کہ اُس پر عدم
 لیکن نظر لوجہ عینی و حانی او باشد پس کبھی طاری نہیں ہوا اس لئے کہ عدم مسبوق عدم
 بازمانا فی نمیشود مر ازلیت و دوام اورا سے ہے پس انسان نظر لوجہ علمی و عینی ثابتہ و وجود
 کہ نظر لوجہ علمی و عینی روحانی او باشد عینی و روحانی حادث ہے اور اسی معنی سے وہ ازلی
 و نظر باین وجود از زبان و احکام وے و دائم ہے۔ پس اولیت اور دوام انسان اُس کے
 متعالی است و از مکان و احاطہ وے علت تامہ کے نظر سے ہے۔ اس نظر سے وہ ازلی
 مسرۃ و ابدی بمعنی عدم طربان عدم است و دائم نہیں ہے کہ وہ حادث بحدوث ربانی ہے
 و این نیز لوجہ روحانی است۔ و ابدیت جس کے معنی عدم سے پیچھے آنے کے ہیں اور اس نظر
 او از جہت ابدیت علت تامہ اوست سے بھی وہ ازلی و دائم نہیں ہے کہ وہ کسی شے کا محتاج

بخلاف ابدیت واجب الوجود کہ ابدیت نہیں ہے اس لئے کہ کسی شے کا محتاج نہ ہوتا یہ صفت
 اوداتی است۔ ووجہ این کہ انسان و ہر واجب الوجود کی ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد
 موجود کلمہ است در شرح خطبہ گذشت حدوث زمانی ہو لیکن نظر لوجود عینی در روحانی کے
 و انسان را جامع ازان میگویند کہ جمع اُس کے ہے۔ اور یہ بھی اُس کے ازلیت و دوام کا
 کردہ است میان جمیع حقائق الہیہ و کوسہ منافی نہیں ہے اس لئے کہ اُس کے وجود علی و عینی
 ہم لوجود علی و ہم لوجود عینی فاصل ازان است در حانی پر نظر کرنے سے اُس کی ازلیت اور اس کا دوام
 کہ فصل کردہ است میان مراتب کہ موجب ہونا ثابت ہے اور وجود علی اور عینی در روحانی پر نظر
 بکثر اند و تعدد و بہمن معنی اشارت است کرنے سے زمان و احکام سے وہ سرہ اور بالاتر ہے۔
 ازین کہ نبی علیہ السلام قاسم است میان اور ابدی اس معنی سے ہے کہ عدم طریان عدم سے
 جنت و نار۔ اعلم انہ انما تضر الانسان ہے یہ بھی روحانی نظر سے ہے اور ابدیت اُس کی
 نشاۃ العنصریۃ لانہ لما جعلت حقیقتہ اُس کے علت تامہ کے جہت سے ہے بخلاف ابدیت
 متصفہ بجمیع الکالات جامعۃ للحقائق واجب الوجود کے کہ ابدیت واجب الوجود کی ذاتی
 و جب آن تو جدا الحائق کلمانی الحارج ہے اور یہ وجہ کہ انسان اور ہر موجود کلمہ ہے خطبہ
 قبل وجودہ حتی یر علیہما عند نزلاتہ فیتصف کے شرح میں بیان ہو چکا ہے انسان کو جامع اسلئے
 بمعامہما من جوار الروحانیات و السماویات کہتے ہیں کہ اُس نے اپنے اندر تمام حقائق کو نبیہ و انبیہ
 و العنصریات الی ان یطہر فی الصور کو اور وجود علی و روحانی کو جمع کر لیا ہے اور فاصل
 الجسمیہ و الابدان علی المحضرت الاسانیہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اُس نے مراتب کے درمیان
 ایفا حتی کیون عارف کا بلا و اہمذا لغال فصل کرنا ہے جو کہ موجب کثرت و تعدد کا ہے
 ان علم الادلیہ و مذکری لا تفکری لا لما اور اس طرح کہنے میں اشارہ بند ہے کہ حضور

علیہ رائی اہل التباسخ۔ والعالم ما کان علیہ
 فی الخارج مرکبہ من العناصر المتاخزہ عن
 الافلاک و النفوس و العفول ما وجب ان توجد
 قبلہ مقدم الجز و علی کل بالطبع فی فہم
 العالم کفص الحاتم من الحاتم الذی ہو محل
 النقش والعلامۃ اللتی بہا یختم الملک علی
 خرائطہ ل یعنی پس کون مذکور کہ انسان
 باشد از عالم و نسبت او بسوئے عالم چون
 قص خاتم است از خاتم و نسبت دے
 بسوئے خاتم چہ قص خاتم محل نقش و
 علامت باشد کہ بسبب علامت و محل
 دے ہر میکند بادشاہ صاحب مملکت
 بر خزانہ خود و انسان ہم چنین است
 یعنی چون با انسان مذکور و وجود آن
 تمام شد و کمال یافت عالم۔ پس
 انسان مذکور و نسبت او بعالم چون
 نگینہ انگشتری و نسبت دے باشد
 بر انگشتری پس چنانکہ قص خاتم از
 خاتم است و با وجود این قص شے است
 سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم دوزخ و جنت کے تقسیم
 کر نیوالے ہیں۔ تجھے معلوم ہو کہ انسان کی پیدائش نشاہ
 عنصریہ میں سب سے پیچھے ہوئی ہے جبکہ انسان کی
 حقیقت تہائی حقائق کی جامع اور تمامی کمالات سے
 متصف بنائی گئی۔ تو اُس کے لئے ضروری و لازمی
 ہوا کہ اُس کے وجود میں آنے سے پہلے تمامی حقائق خلق
 میں موجود ہوں اس لئے کہ وہ اپنے نزول کے وقت تہائی
 حقائق سے گذرتی ہوئی اور متصف ہوئی ہوئی جس میں
 روحانیات و سماویات و عنصریات شامل ہیں اپنے
 نوعی جسمانی شکل و صورت میں ظاہر ہوا اور اُس کیلئے
 یہ بھی لازم ہوا کہ وہ حضرت الاسماۃ پر بھی گذر کرے
 ایفاً یہاں تک کہ عارف کامل ہو جاوے اسی وجہ
 سے کہا جاتا ہے کہ علم اولیاء اللہ کا مذکری ہے تفکری
 نہیں ہے ہر ایہ کہنا تناسخ کا جائز نہ کرنا انہیں ہے
 ایفاً اور چونکہ انسان کی ذات اربعہ عناصر سے مرکب ہے
 جو کہ افلاک اور اُن کے نفوس و عقول متاخر اور
 پست تر ہیں اس لئے واجب اور ضروری ہوا کہ حقیقت
 کے اعتبار سے انسان کا وجود سب سے پہلے پایا جاوے
 اس وجہ سے کہ کل جز پر قدر تا مقدم ہوتا ہے۔

برگ و منقش بہ نقش ام صاحب
و علامت او کہ ختم میکند بادشاہان
بدان علامت بر خزمینہ خود ہم چنین
انسان اگر چہ از عالم باشد و جزئی از حزیات
وے با وجود این عالم دیگر است و شان
عجیب دارد کہ منقش است بہ نقوش
اسا صاحب خود و مطاہر اسما و ازینجا
دریاب کہ چون ترکیب فص خاتم آخر
عمل صالح است بہ خاتم ہم چنین انسان
آخر و تسہائے دائرہ وجود یعنی عالم است
ق دساہ غلیفۃ من اہل ہدال
لانہ الحافظ بہ کمای حفظ با ختم الخرابن
این تعلیل است مرعلیت علت مذکور
از برائے اینکه نام کرد انسان را بخلفہ
یعنی نام کرد حق تعالی انسان مذکور را
بخلفہ بنا برین کہ انسان و نسبت او
بجالم چوں فص خاتم است و نسبت
وے بنجامتہ مدرسنیکہ حق تعالی حافظ
عالم است با انسان چنانکہ سلطان حافظ

یعنی وہ کون کہ جس کا ذکر کیا گیا انسان ہے اور
عالم میں ہے اُس کی نسبت عالم کے ساتھ مثل
نسبت نگینہ کے انگوٹھی کے اور انگوٹھی کی نسبت
طرف نگینہ کے ہے کیونکہ نگینہ انگشتی اُس
جگہ اور اُس چیز کی نقش و علامت ہے کہ ملک
اور خزانہ رکھنے والے بادشاہ اپنے خزانوں
پر اُسی نقش و علامت سے مہر کرتے ہیں اسی
طرح انسان ہے۔ یعنی جب کہ انسان کے پیدا
ہونے سے اور اُس کے وجود سے وجود عالم
کا پورا ہو گیا کیونکہ انسان آخری پیدا اُس ہے
اور انسان کے وجود سے عالم نے جمال و کمال
پایا۔ پس انسان کی نسبت عالم کے ساتھ مثل
نگینہ کے انگشتی کے ساتھ ہے جس طرح
انگوٹھی کا نگینہ انگوٹھی سے ہے باوجود اس کے
یہ نگینہ بمقابلہ انگشتی ایک بہت بڑی چیز
ہے کیونکہ اُس نگینہ پر بادشاہ کا نام منقش
ہے اور اُس نقش اور رسم سے بادشاہان مملکت
اپنے اپنے خزانوں پر مہر کرتے ہیں۔ اسی طرح
انساں اگر چہ عالم میں ہے اور اُس کے جزئیات

خود اُن است بہ نص و نقوش دے و نام کرد
 میں سے ایک جز ہے باوجود اس کے ایک دوسرا عالم
 انسان را بخلیفہ ثابت است بکتاب خدا
 ہے اور عجیب شان رکھتا ہے اور اپنے مالک یعنی حق
 تعالیٰ چنانکہ گفت الی جاعل فی الارض خلیفہ
 تعالیٰ کے اسماء و صفات سے متصف و منقش ہے اور
 وہم چنین گفتن مر انسان را انسان ثابت
 مظاهر اسماء ہے۔ اس جگہ پر سوچو اور سمجھو کہ انگشتی
 است بقول باری تعالیٰ خلق الانسان علمہ
 بنائو اے لئے نگینہ انگشتی کا انگٹھی بنانے کے بعد
 البیان ان الشیطن لا انسان عدو مبین۔
 سب سے پیچھے بنایا ہے اور اُس انگٹھی بنانے والے کا
 پس چنانچہ نص خاتم کہ محل نقوش اسم و علامات
 نگینہ کا بنانا آخری عمل و فعل ہے اس لئے کہ نگینہ ہی
 صاحب خود باشد کہ حفظ میکند خزینہ اور
 کے بنانے کے لئے اُس نے انگٹھی بنایا تھا اسی طرح
 نزد غیبت و چون اور حضور خود۔
 انسان تمام چیزوں کے وجود میں آنے کے بعد وجود
 ہم چنین انسان کہ محل نقوش اسماء الہیہ و
 میں آیا یعنی آخری و مہتمائے عالم کے وجود یعنی کاوارہ
 و مظاهر اسماء الہیہ باشد خلیفہ حق است کہ
 انسان ہے لہذا الحافظہ کہ محققا حضرت الخیر ان
 حفظ میکند عالم اور۔ چہ حق ہمیشہ در
 علیت مذکور کیلئے تعلیل ہے اس واسطے کہ نام رکھا
 غیب است و از سر اوقات عزت و غیبت
 انسان کا خلیفہ۔ یعنی حق تعالیٰ نے انسان مذکور کا
 در بار کا ظہور نیامدہ و برچار بالش روز
 نام خلیفہ رکھایہ اس واسطے ہے کہ انسان اور نسبت
 مکہ تزدہ۔ و عجب ایمان کہ ہر چہ عرصہ ظہور
 اُس کی عالم کے ساتھ مثل نگینہ انگشتی و نسبت
 آمدہ غیر و نیست۔ و آخر اول نیست و
 اُن کی خاتم کے ساتھ ہے جس طرح سے کہ بادشاہ اپنے
 ظاہر غیر باطن نہ ہوا اول و الآخر و الظاہر
 نگینہ و نقوش و مہر سے خزانہ کی حفاظت کرتا ہے اُسی
 و الباطن غیر تش غیر در جہاں نگداشت الہیم
 طرح حق تعالیٰ عالم کی حفاظت و نگہبانی اپنے خلیفہ
 عین جلد شد حال خلق با حق تعالیٰ چون
 یعنی انسان سے کہ تا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

حال کلام لفظی است با کلام نفسی۔ توضیح
 دہن بنیاد میں اس پر اپنا خلیفہ بنائے والا ہوں اسی طرح
 دہن بنیاد میں مطلب و تحقیق و کشف این سے انسان کو انسان کہنا یہ بھی اللہ تعالیٰ کے قول سے
 مقصد در مار دیگر نموده خواهد شد بنیاد ثابت ہے ہم نے انسان کو پیدا کیا اور گویائی کی قوت
 اللہ تعالیٰ دو بعض نسخہ لاء الحافظ مخلوقہ کا دی تحقیق شیطان انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے جس طرح
 بحفظ الختم الخزان واقع است بجائے سے کہ نیکہ انگشتی مالک کے نام منقش کرنے کی جگہ ہے
 لاء الحافظ۔ مکہ بحفظ الختم الخزان۔ اور وہی مہر جس پر کہ مالک کا نام کندہ اور منقش ہے۔
 یعنی زیر اچہ مدر سنیکہ انسان حافظ است خزانہ شاہی کی جب کہ مالک اس مقام پر موجود نہیں
 مرقن اور اچنا چہ حفظ می کند ختم و فص ہو تا حفاظت کرتی ہے۔ اسی طرح انسان جو کہ محل
 خزانہ را۔ پس اسناد حفظ بسوئے نقوش اسماء التبیہ اور مظاہر اسماء التبیہ اور خلیفہ حق
 انسان و ختم محار عقلی باشد کہ حافظ ہے عالم کی حفاظت کرتا ہے۔ کیونکہ حق تعالیٰ ہمیشہ
 حق است و امیر و انسان و ختم سبب غیب کے پردہ میں ہے اور عزت اور غیبت کے خیمہ
 حفظ اند و جاہ راست کہ آن است و حقیقی سے ظہور کے بارگاہ میں نہیں آیا ہے اور ظاہر جو نیکی
 باشد غایت الامر حفظ آن بخلاف مسند اور گدی پر تکیہ نہیں لگا یا ہے۔ اور تعجب یہ
 و نیابت باشد نہ باصالت جنانکہ نائب ہے کہ جو کچھ عرصہ ظہور میں آیا ہوا ہے سوای اُس کے
 سلطان حافظ مرثیہ را برسل حقیقت دوسرا نہیں ہے۔ اور آخر اول کے علاوہ اور ظاہر
 است بہ محار اگر چہ بہ خلافت ساریت باطن کے علاوہ دوسری نہیں ہے وہی اول وہی آخر
 باشد نہ بہ اصالت ق فدا دم ختم الملک وہی ظاہر وہی باطن ہے۔ اُس کی غیرت نے دونوں
 علیا لایجر اعدا علی فنجیا الا با و نہ جہان میں غیر کا وجود باقی نہیں رکھا تو اب بھی تمامی
 ل یعنی پس تا وقتیکہ ختم بادشاہ بر خزان اسماء اُس کی عین ہیں۔ جو تعلق اور حال کلام لفظی کا

باشد دیری نمیکند هیچ کی از غیر بادشاہ کلام نفسی کے ساتھ ہے اُسی طرح سے خلق کا تعلق
 برکشادن آن مگر باذن و بہ اجازت بادشاہ اور حال حق تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ وضاحت
 پس ختم و نص او حافظ خزائن او باشد ہم تنقیح و تحقیق اور کشف اس مقصد کا دوسری
 چنین انسان چنانکہ میشنوی قیفاً مختلف جگہ اللہ تعالیٰ کی عنایت و مہربانی سے کیا جائیگا۔
 فی حفظ العالم فلا يزال العالم محفوظاً باوام اور بعضے نسخوں میں لانہ الحافظ بہ کا بحفظ با ختم
 فیہ ہذا الانسان الکامل یعنی پس خلیفہ الخزانہ کی جگہ پر لانہ الحافظ خلیفہ کا بحفظ ختم
 گرفت حق تعالیٰ انسان کامل را در حفظ الخزانہ واقع ہے۔ پس اس لئے کہ تحقیق اللہ
 عالم پس ہمیشہ خواہد بود عالم محفوظاً و دقیقہ تعالیٰ کے خلق و مخلوق کا انسان محافظ ہے جس طرح کہ
 در عالم انسان کامل باشد کہ نگاہ میدارد مہر و نگینہ خزانوں کی حفاظت کرتا ہے۔ پس انسان
 عالم را انسان کامل و حقیقت او چہ وصول و نگینہ انگشتری و مہر کو محافظ کنما جزا عقلی ہے اسلئے
 انوار الہی و اسمعنا تہای عین اللہ بعالم کہ حفاظت کرے خواہ لا حق تعالیٰ ہے۔ اور امیر اور انسان
 از وجود انسان کامل است و از تصرف و مہر یہ سب حفظ کرنے کے اسباب ہیں اور یہ بھی جائز
 و لعلب او در عالم علوی و سفلی۔ پس تا ہے کہ استاد حقیقی ہوں۔ غایت الامر حفاظت کرنا خزانہ
 مادامیکہ انسان کامل کہ نص اسماء الہی است اور عالم کی از راہ سامت و خلافت کے ہے اصالتاً نہیں
 در عالم باشد هیچ خبر از حقائق عالم بر رخ ہے جس طرح سے کہ شہر کا نائب شہر کی حفاظت بریل
 خزانہ اللہ جسارت و درجات ندارد مگر حقیقت کرتا ہے مجازاً محافظ نہیں ہے اگرچہ از راہ
 باذن حق و اجازت و چہ انسان کامل اسم خلافت و نہایت ہی ہو۔ یعنی جب تک کہ مہر بادشاہی
 اعظم است کہ باسم اعظم پرورش و تربیت خزانوں پر لگی رہتی ہے بادشاہ کے علاوہ اور کوئی
 کند عالم را۔ چہ بیرون نمی آید معنی از معانی دوسرا شخص اُس خزانہ کو نکال نہیں سکتا اور نہ اُس

از شق غیب بر حضرت الظہور مگر بادن و
 اجازت اسم اعظم و محقق نمی شود چیزے از
 صفت ظہور در دوائے باطن و کمون مگر
 بر حکم و اشارت او اگر چه او تعلیم بشریت
 ازین حکم رابل باشد و غافل۔ نموا لبر زخ
 بین البحرین و ہوا لجا جز بین العالمین۔
ق الارآہ اذا زال فلک الختم عن خزائنه
 الدنیالین فیہا ما ا خزنة الحق فیہا و خرج
 منها ما کان فیہا و الحق بعضہ و اتقل الامر
 الی النشأہ الآخرہ فکان ختم علی خزائنه
 الآخرہ ختماً ابدیال یعنی آئینی مبنی تو اے
 طالب حق و تالیع شریع نبوی کہ انسان
 کامل و قتیکہ زائل می شود ازین عالم و سکتہ
 می بود آن ختم از خزانہ دنیا و انتقال می باید
 از دنیا بسوئے آخرت باقی نخواہد ماند و در
 خزانہ دنیا چیزے کہ مخزون ساخته است
 ان را حق تعالی در آن خزانہ و بیرون خواهد
 شد از دنیا چیزے کہ در دنیا باشد از آسمان
 و زمین و آنچه در میان ہر دو باشد چہ این

مہر کو توڑ سکتا ہے اگر بادشاہ کسی کو حکم دے تو ایسا
 شخص بنی مہر کو کھول کر خزانہ پر تصرف کر سکتا ہے اب
 معلوم ہوا کہ بادشاہی مہر اور نگینہ اُس کا اُس کے خزانہ
 کی حفاظت کرے ہوالی ہے اُسی طرح انسان ہے یعنی
 انسان کامل کو حق تعالی نے اپنا خلیفہ بنایا اُسی
 منصب خلافت سے انسان کامل عالم کی حفاظت
 کر رہا ہے اب سمجھو کہ جب تک انسان کامل عالم میں
 موجود ہے عالم محفوظ و مامون رہیگا کیونکہ انسان
 کامل اپنی حقیقت سے عالم پر نگاہ رکھتا ہے۔ اس سے
 واضح اور سنو کہ انوار الہی اور شعاع نامتناہی علی اللہ
 کا عالم میں پایا جانا انسان کامل کے وجود سے ہے
 اور اُس کے ثعلب و تصرف میں عالم علوی و سفلی
 ہیں۔ پس جب تک کہ انسان کامل کہ جس کے نگینہ
 دل پر اللہ تعالیٰ کا نام کندہ ہے اور اسماء الہی کا نگینہ
 ہے عالم میں موجود ہے حقائق عالم سے کوئی چیز اللہ
 تعالیٰ کے خزانہ کو کھولنے کی جرأت و دلیری نہیں
 کر سکتی لیکن اللہ تعالیٰ جس کو حکم دے وہ سب کچھ
 ہے انسان کامل اسم اعظم ہے اور اسم اعظم ہی کے
 ذریعہ و واسطہ سے تمام عالم کی پرورش و پرداخت

ختم حافظ عالم است و سبب حصول فیض | و تربیت کر رہا ہے کیونکہ جو بھی معانی باطن سے ظاہر
 حق کہ مبعی عالم باشد بعالم پس جائیکہ او | ہوتے ہیں وہ اسم اعظم ہی کی اجازت و حکم سے ظاہر
 نباشد فیض مبعی نماند و چون مبعی نماند | ہوتے ہیں اور کوئی چیز جو ظاہر سے باطن کے پوشیدگی
 شے از کجا باقی بماند پس ترا غشہ امین کہ | کے گوشہ میں پوشیدہ ہوتی ہے تو اسی کے حکم و اشارہ
 بانسقال دزوال ختم انتقال و زوال خزانہ | سے ہے اگرچہ وہ انسان کامل بشریت کے غلبہ کی
 نمی شود۔ صلاست و سرسائی نہ بخشد | وجہ سے اُس کا ادراک نہ کر سکے۔ اور نہ جانے و نہ
 این جا ہمہ حیرت است و حیرانی انچہ لفظی | سمجھے۔ پس وہی رزخ ہے در میان بحرین کے اور
 صفت ختم حذت است و تواند بود کہ | وہی پردہ ہے در میان عالمین کے۔ یعنی کیا نہیں
 بگوئی کہ چون ختم حافظ نماند مختم سر محفوظ | دیکھتا تو اسے طالب حق اور پابند شریعت نبوی
 نماند حریف درین جا کارکنند و لاحق شوند | و مصطفوی کہ انسان کامل کا جس وقت کہ عالم
 بعض چیزیکہ در خزانہ دنیا باشد بہ بعض | سے زوال ہو جائیگا اور اُس کے حفاظت کی مہر
 آن خربائے کہ بیش ارتکاح و نیار و تہ | جو دنیا کے خزانہ پر لگی ہوئی ہے لوٹ جائیگی اور عالم
 و محقق شدہ اند یا بگوئی کہ بہ بعض آن | ظاہری کے تمام خزانے جو اس میں تھے وہ سب اور
 حرمائے کہ مخزول سادہ است آن را | جملہ کار و بار آخرت کی طرف منتقل ہو جائیں گے اور
 درازل و بر عالم باطن چہ ہرچہ در عالم | جن جن چیزوں کو عالم دنیا میں یعنی آسمان و زمین
 ظاہر است در عالم باطن باشد باطل اصل | اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان میں ہے اللہ تعالیٰ
 است و ظاہر ظل آن فاذا اسقل ہذا | نے خزانہ کیا تھا کوئی چیز بھی باقی نہ رہے گی کیونکہ
 بعض من الدنیا الحق بال بعض الذی ہو | انسان کامل کو کہ خلیفہ حق ہے اُس کے ذریعہ
 صلہ فی آخرہ۔ و منتقل فی لودیسوئے | سے جو منزلہ مہر کی ہے اللہ تعالیٰ عالم کی حفاظت

آخرت دستقر و متابدی گرد و در آخرت پس
 می باشد انسان کامل ختم و حافظ بر خزانہ آخرت
 ختم ابدی و ازیں جا بشنوا پنجمی گویند ان
 القرآن الی السمار یوم القیامۃ فان القرآن
 خلق الکامل اے انسان الکامل فلما لم
 یبق الکامل لم یبق خلقه میگویند کہ شخصے
 پر پیدا ز عالمہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کہ صیت
 خلق عظیم رسول علیہ السلام کہ در قرآن مذکور
 است گفت صدیقہ رضی اللہ عنہ قرآن
 باشد۔ پس رسول را کہ میگویند ربی بست
 کا حکم در باب قرآن و جبریل را در باب
 علمہ الشدیدہ القوی و کشف این مطلب
 در انفاص الخواص نمودہ شد و عرفان
 صدیقہ را دیاب و رسول چہای فرماید
 کلینی یا حمیرا۔ و فی الجزء ان اللہ تعالیٰ
 العلم با اع العباد حتی لم یبق علی
 وجه الاض من یعلم مسئلہ علمیت و من یقول
 اللہ ثم یقوم علیہم الساعۃ و کون الکامل
 ختم علی خزائنه الاخرہ دلیل علی ان التجلیات
 کرتا ہے اور اُسی کے حفاظت کرنے سے یہ عالم محفوظ
 ہے اور اُسی کے ذریعہ واسطہ سے اللہ تعالیٰ کا فیض
 عالم میں پہنچتا ہے اور عالم محفوظ و باقی ہے۔ پس انسان
 کامل کے عالم میں نہ رہنے کی صورت میں اللہ تعالیٰ کا
 فیض عالم میں نہ پہنچے گا اور اللہ تعالیٰ کا فیض جو عالم
 قائم اور محفوظ رکھے ہوئے تھا نہ رہے گا تو یقیناً عالم
 بھی نہ رہے گا پس تم کو اس امر کا اندیشہ و خدشہ کہ
 مہر کے زائل اور منتقل ہونے سے خزانہ کا انتقال
 و زوال نہیں ہوتا۔ مگر اہی پریشانی نہ بھٹنے تم ہرگز ہرگز
 حیران و پریشان نہ ہو اس مقام پر تمام و کمال حیرت
 و حیرانی ہے۔ جو کچھ تم نے کہا اور دیکھا اور سنا اُس مہر
 کی جو سمر لٹھیکری کے ہے یہ سب اُس کے اوصاف
 ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم کو جب مہر ہی جو کہ
 محافظت کرتی ہے نہ رہی تو مہر کہ نبی الا کیسے محفوظ
 رہ سکتا ہے خبردار ہو شیار رہو حریف اس جگہ کام
 کریں گے اور تمہارے قدم کو ڈنگا دیں گے۔
 پس بعض چیزیں جو کہ دنیا کے خزانہ میں ہیں ان
 بعض چیزوں سے جو مہر کے زائل ہونے سے بیشتر
 دنیا سے چلی گئی ہیں اور پوشیدہ ہو گئی ہیں بل جاوٹگی

الالبیۃ اہلیا بواسطہ الکامل کما فی الدنیا | یا یوں کہو کہ بعض وہ چیزیں کہ جس کو حق تعالیٰ نے
 والمعانی المفعلۃ اہلیا متفرعۃ ومقام | ازل سے عالم باطن میں خزانہ کیا تھا اُس سے جا میں گی
 جہد ابداً کما تضرع منہ از لاق فظہر جمیع | کیونکہ جو کچھ عالم ظاہر میں ہے وہ عالم باطن میں ہے
 ما فی الصور الالبیۃ من الاسما فی ہذا النشاۃ | باطن اصل ہے اور عالم اُس کا ظل ہے پس جس وقت
 الانسانیۃ فحازت رسمہ لا عاطۃ والجمع | کہ بعض چیزیں دنیا کی انتقال کرتی ہیں تو اُن بعض
 بہذا الوجود وہ قامت المحۃ لہ تعالیٰ علی | چیزوں سے جو کہ اصل میں آخرت میں مستحق ہو جاتی
 المسلمۃ ل | یعنی پس ظاہر شد جمیع چیزیکہ | ہیں اور کل کار و بار آخرت کی طرف منتقل اور ابد میں
 در صور الہیہ بوند از اسما و صفات او در | مستقر ہو جاتا ہے پس اُس وقت یہ انسان کامل
 نشاۃ انسانی پس گرد کرد نشاۃ انسانی مرتبہ | ابد اور آخرت کے خزانہ پر مہر ابدی اور حفاظت کر لیا
 احاطہ و جمع را کہ جامع حقائق کونۃ والہیہ | ہوتا ہے۔ اب اس مقام پر جو کچھ کہ خدا اور رسول نے
 و جمیع صور موجودہ باشد بوجہ عینی چوں | فرمایا ہے اُس کو سنو تحقیق قیامت کے دن قرآن
 حق تعالیٰ الا انہ بکل شیء محیط قد احاطہ بکل شیء | آسمان پر اٹھ جائے گا اور قرآن خلق کامل ہے یعنی
 علما و احقی کل شیء عددا۔ در گرفتہ است | انسان کامل ہے۔ پس جس وقت کہ انسان کامل نہ
 بجسم خود مرتبہ اجسام را و بدو روح و باطن خود | رہے گا اُس کی مخلوق بھی نہ رہے گی کہتے ہیں کہ ایک
 رتبہ ارواح و عقول را و بدین احاطہ و جمع | شخص نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
 گفت باری تعالیٰ و علم آدم الاسما و کلماتہ | سے دریافت کیا کہ خلق عظیم رسول مقبول صلی اللہ علیہ
 شد حجت و برہان خداۓ تعالیٰ بر ملا نکہ کہ | وسلم کا کیا ہے جو کہ قرآن میں مذکور ہے حضرت عائشہ
 مبارعت کردند در باب انسان و گفتند در | صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ قرآن ہے پس
 حق او را بجعل فساد من یفسد و فیما ویسلف | رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو کون کتا ہے کہ تحقیق

دکن و صبح عہدک و لک فاذ احاطہ کوئی بھی مثل میرے نہیں ہے میں رات بسر کرتا ہوں اپنے
 لہالم بکھوٹہ و صورت نزد از باب درایت رب کے پاس وہی مجھ کو کھلاتا اور پلاتا ہے قرآن مجید
 اطلاق می باید بر ہر چیز کے در عرصہ وجود اور علم الشدید القوی کو سمجھو اور حضرت عائشہ صدیقہ
 آمدہ است چہ عالم سنامہ صورت حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے عرفان کے بلند پایگی کو سمجھو اور
 الالبیہ است از روئے تفصیل و انسان خوب اچھی طرح سمجھو اور اس کو بھی سمجھو کہ رسول مقبول
 صورت اوست از روئے جمع چنانکہ گفت صلی اللہ علیہ وسلم کیوں اور کس لئے فرماتے ہیں کہ اے
 نبی علیہ السلام ان اللہ خلق آدم علی صورتہ حمیرا مجھ سے بات چیت کرو حالانکہ ایک زمانہ حضور
 پس مراد از ملائکہ دریں قول بعضے ملائکہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سننے کا مشتاق تھا
 ابدال قی فی حفظ نقد و عطلک اللہ حمیرا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا لقب
 لعمرک فیظن من ایں اُتی علی من اُتی غلبہ و خطاب ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ علم نکال لے گا اس
 ل قول شیخ قدس سرہ حفظ صیغہ امر است طرح سے کہ علما کے سینوں سے علم کھینچ لیا جائے گا یہاں
 مرد کر حاضر را از باب تفعل و بحفظ تک اس زمین پر کوئی عالم باقی نہ رہیگا جو کہ اس مسئلہ کا
 بمعنی حفظ و عدم غفلت است و اُتی جاننے والا نہ ہو۔ جب اللہ نے کہا تو اُس پر قیامت قائم
 در ہر دو محل صیغہ ماضی است مبنی مر ہو جاتی ہے اور ہونا انسان کامل کا مہر اور پر خزانہ آخرت
 مفعول را و کل علی یا مجرور در ہر دو مقام کے دلیل ہے کہ وہ تجلیات الہی کا اہل ہوتا ہے بذریعہ
 متعلق تمام فاعل است یعنی پس بیدار و اُسی کامل کے جیسا کہ اس دنیا میں کامل کا باطن تجلیات
 بند پذیر ہوا اے مرد دانا چہ بہ تحقیق بند الہی کا اہل ہوتا ہے کامل انسان کا مرتبہ مقام جمع سے
 دادہ اوست ترا خدا تعالیٰ بہ غیر تو کہ ملائکہ ہمیشہ ہمیشہ برتر ہوتا ہے جیسا کہ ازل میں برتر ہوتا ہے
 باشند پس نظر کن کہ از کجا آمدہ شد بر کس پس وہ تمام چیزیں جو کہ صویر الہیہ میں اسماء و صفات

کہ آمدہ شد بدوئے یعنی بند پذیر بود و محفوظ باش سے نہیں وہ نشاء انسانی میں ظاہر ہوئیں اور نشاء انسانی
 اوقم نزاع را یا حتی تعالیٰ اور میان میاں مثل نے اپنے وجود عینی سے احاطہ و جمع کے مرتبہ کو جو کہ جامع
 ملائکہ و ابلیس و بعضے از مردم کلام ملائکہ را حقائق کو نبیہ و المیہ و جمیع صور موجودہ ہے اپنے اندر
 حل بر استفسار کردہ اندو لیکن قول باری تعالیٰ لے لیا اور احاطہ کر لیا۔ مثل حق تعالیٰ۔ تحقیق وہ ہر شے
 اتی اعلم ما لا تعلمون درو ملائکہ و در برابر کو احاطہ کئے ہوئے ہے اور اپنے علم سے بھی وہ ہر شے
 قول اینہا ملائم نباشد چنانکہ در بعضے مصنفات کو احاطہ کئے ہوئے ہے اور وہ ہر شے کی گنتی جانتا ہے
 ایں ذکر کردہ است و بر تقدیر و اتنا اور نشاء انسانی نے اپنے جسم سے صورت عالم کے
 مس علم و کریم و حکیم از روئے اسرار دسر اجسام کے مرتبوں کو اور اپنے روح و باطن سے عقول
 زبان را حرکت بندہ و سکون را از اور ارواح کے تمامی مراتب کو جمع و احاطہ کیا اور
 دست خود بگذارد و حضرت کریم متناہی لے لیا اور اسی احاطہ و جمع کے مرتبہ سے اللہ تعالیٰ نے
 حاجت است چنانکہ این مطلب در نفس فرشتوں سے فرمایا اور ہم نے آدم کو اپنے تمامی اسماء کا علم
 الی از انفاس الخواص شرح یافتہ است۔ تفویض کر دیا اور اسی احاطہ و جمع کے مرتبہ سے اللہ تعالیٰ
 اگر وظیفہ و ارشاد و تلقین خواہد بود بوجہ کی حجت ملائکہ پر قائم ہوئی۔ ملائکہ اور فرشتے انسان کے
 وجود و خواہد نمود۔ پیدائش اور منصب خلافت کے سلسلہ میں حق تعالیٰ
 وظیفہ تقاضا چہ حاجت است سے نزاع اور مخالفت کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ
 پس از مقام گفتگو برخیز از جہت اسرار سے قادر مختار تو ایسے کو خلیفہ بنا رہا ہے کہ وہ زمین پر
 چنانکہ ملائکہ و نہ از رے عناد چنانکہ ابلیس فساد و خون ریزی کریں گے اور ہم سب تیرے حمداور
 چہ وعظ کردہ است ترا باری تعالیٰ بقصہ تسبیح کیلئے کافی ہیں پس تحقیق احاطہ کر لیا جو لائق احاطہ
 غیر تو کہ ملائکہ و ابلیس یا نہ پس مرسلک را کے تھا اور باب در آیت کے نزدیک صورت کا اطلاق

باندہ کہ در حضرت الحی و خلقا و عرفا را وہی ہر اس چیز پر جو کہ موجود ہے کیا جاتا ہے کیونکہ عالم سامہ
 زانوے ادب پر نشیند و خود را در میان از روئے تفصیل حضرت الہی کی صورت ہے اور انسان
 نہ بیند و بقدر صلاح و کمال خود سود و کمال از روئے جمع حق تعالیٰ کی ضرورت ہے جیسا کہ حضور
 غیر خود را منظر نظر خود را در دیدہ باش نہ پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تحقیق اللہ تعالیٰ
 طاووس چنانکہ گفت: تعلم من العینین ان نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ اس قول میں ملائکہ سے
 کنت عاقلاً شہود جمال الغیر تو اصل بعض ملائکہ مراد ہیں۔ سوچو۔ قول شیخ قدس سرہ جو کہ یکفظ
 ولا تکو کا الٹا و اس بعشق نفسہ فیقی ملائکہ ہے باب تفعیل سے امر کا صیغہ ہے جو کہ مذکر غائب کیلئے
 عند کل الکواہل و در بعض نسخہ فتحی ہما ہے اور یکفظ بمعنی عدم غفلت اور اتنی دونوں جگہوں
 قد وعظک اللہ بغیرک واقع است۔ میں ماضی کا صیغہ ہے جو مفعول کیلئے مبنی ہے اور کلمہ
 یعنی پس بند پذیر شد پجزیدہ وعظ لکفت علی با مجرد کے ساتھ دونوں مقاموں میں قائم مقام
 ترا حق تعالیٰ قصہ ملائکہ باشد چنانکہ گفت فاعل ہے۔ یعنی اے مردانا بیدار ہو اور نصیحت قبول
 لعصرک۔ یعنی بجا لیکہ آن چیز متعلق باشد کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے غیر سے تم کو نصیحت
 بغیر تو در بعض نسخہ محفوظ ہما فقد کیا ہے جو کہ ملائکہ میں پس اس امر میں نظر کرو اور دیکھو
 وعظک اللہ بغیرک واقع است۔ کہ ملائکہوں پر جو یہ عتاب آیا تو کہاں سے آیا یعنی حق کی
 یعنی پس پند پذیر شد بقصہ ملائکہ پس نظر نصیحت کو قبول کرو اور محفوظ ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے
 مکن کہ از کجا آمد مذمت و ملامت برکے کہ منازعت ذکر و ادراہم مناعت مثل ملائکہ اور اہلبیس
 آمد یعنی از دست کہ بردست چنانکہ میثوی در میان میں نہ لاؤ۔ بعض لوگوں نے ملائکہ کے کلام کو
 ق فان الملائکہ لم تقف مع تعطیۃ نثارہ استفسار پر محمول کیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا ملائکہ کے
 ہذاہ الخلیفہ یعنی بدستکہ ملائکہ کہ منازع قول کے رد میں یہ کہنا کہ تحقیق جو میں جانتا ہوں تم اس کو

بودہ اند با حق تعالیٰ در شان خلیفہ ثابت
 نمائند و قناعت نہ نمودند بجز یکہ میدہد و
 نمی بخشد از انشاؤ مرتبہ این خلیفہ چہ
 موجب نشادہ خلیفہ کہ منظر اللہ است و
 جامع جمیع اسماء و صفات باشد این است
 کہ ملائکہ جز تحلیل و تبسج بہ بعض اسماء متصف
 نہ شوند و خبر بہ کالات عبادات و طاعات
 و عدم تخلف در او امر و لڑاہی موصوف
 نہ گرد و طلب چیزیکہ ایہا شائستہ آن
 نباشند نکنند چہ اگر ملائکہ شائستہ خلافت
 می بودند باین نعمت مشرف می شدند و انا
 لموفہم لہم غیر منقوص چہ خلیفہ کسے باشد
 کہ بصفات مستخلف متصف باشد ازین
 جاست کہ مرشد عارف خلیفہ نگیرد مگر آن
 را کہ چوں ادا باشد و حلف بفتح لام بخواند
 لرآں را کہ بصفات پدر موصوف باشد
 کہ خلف مذکور از خلافت است بخلاف
 خلف لکن لام کہ از خلافت است و از
 خلافت تا بخلاف فرق بسیار است و از
 پس سائل کیلئے بہتر و مناسب ہے کہ خدا اور اُس کے

نہیں جانتے ملائکہ کے کلام کو استفسار کے معنی پر
 محمول نہیں کرتا ہے جیسا کہ بعض تصانیف میں
 اس کا خلاصہ کیا گیا ہے۔ اور اگر یہ مان بھی لیا
 جاوے کہ ملائکہ کا یہ قول استفسار ہی پر مبنی ہے
 تو ایسی صورت میں بھی عقلمند کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ
 سے کوئی امر دریافت نہ کرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ
 خود بھی داتا و بینا و عالم و رحم و حکیم ہے۔ حضرت
 کیم کے دربار میں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے
 شرح و انبساط کے ساتھ نقش ازلی میں ذکر کیا
 گیا ہے۔ اگر تمہاری استعداد اور شاد و تلقین کی
 مقتضی ہے تو بغیر زبان سے کہے ہوئے وہ ہو کہ رہیگا
 جو روینہ تم کو ملتا ہے وہ جانتا ہے تقاضا کی حاجت
 نہیں ہے پس نہ ازوے سرکشی و نہ ازوے دریافت
 زبان کو کھولنا نہ چاہئے اور نہ ازوے عناد جس
 طرح سے ملائکہ و ابلیس کے اللہ تعالیٰ سے نزاع کی
 ہے تم سر لازم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کے
 حکایت و قصہ میں جو کہ تمہارے غیر میں ہم کو نصیحت
 کیا ہے پس تم کو چاہئے کہ تم اس نصیحت کو قبول کرو
 پس سائل کیلئے بہتر و مناسب ہے کہ خدا اور اُس کے

ملک تا بہ انسان بعد بیشمار مبتلہ ہو بجللناہ
 ملک بجللناہ رجلاً راعوہ دست خود
 دارد و کریمہ مقرر شد حق قدرہ اذ قالوا
 انزل اللہ علی بشر من شئ رازا و خود بسازد
 بدانکہ دریں کلام اشارہ است کہ کمالات
 ملائکہ بملائکہ از دست انسان است اگرچہ
 بہ نیابت باشد اگر قدم انسان در میان نہ
 بودے مسیح و مسیح و نمودے پس چرا
 نگویند حق تعالی ان اللہ و ملائکہ یصلون
 علی النبی و چون ماہمہ ذریات خلیفہ ایم
 گفت یا ایہا الدین آمنو صلوا علیہ وسلمو
 تسلیم و چون کافر در برہہ جلال مستور است
 و نظر بر جمال خلیفہ ندارد و مامور شد بدین
 قدمت و منسوب نہ گشت باین متصف
 ازیں جاست کہ خاص کرد رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم مومن را و گفت انا من اللہ
 و المؤمنون منی و گرنہ تمامی اشیاء از رسول
 اندیش کس بجمال نبی رسد ایمان باشد
 بالکفر گر بوساطت قدم رسول علیہ السلام

خلفا را در عرفا کے دربار میں ادب سے خاموش بیٹھا
 رہے اپنے کو در میان میں نہ دیکھے اُن کے بڑائی و کمال کو
 اپنے سامنے رکھے اپنی اچھائی و کمال کے بنانے میں
 مصروف و درپے رہے جیسا کہ کسی کہنے والے نے کہا
 ہے کہ آنکھ ہو جا اور طاؤس نہ بن۔ سیکھو آنکھوں سے
 اگر عقل نہ ہو۔ آپس میں ملنے کے وقت دوسرے کو
 چہرہ کو سامنے رکھو۔ اور مت دیکھو مثل طاؤس کے جو کہ
 اپنی ذات پر عاشق ہے ورنہ کل کاملین تمہاری ملامت
 کریں گے۔ اور بعض نسخوں میں فقط بما قد عطفک
 اللہ بغیرک واقع ہے پس اس نصیحت کو قبول کرو جس کو
 اللہ تعالیٰ نے تمہارے غیر سے ملائکہ کے قصہ میں نصیحت
 کی ہے اسی حالت میں کہ وہ نصیحت تمہارے غیر سے
 جو کہ ملائکہ میں تعلق رکھتی ہے یعنی ایسی حالت میں کہ
 وہ خبر یعنی نصیحت تمہارے غیر سے تعلق رکھتی ہے
 جو کہ ملائکہ میں۔ اور بعض نسخہ میں متعطف بما فقد و
 عطفک اللہ بغیر واقع ہے۔ پس ملائکہ کے قصہ میں
 جو اللہ تعالیٰ نے نصیحت کی ہے اُس کو قبول کرو
 اور دیکھو اور سمجھو کہ جو کچھ کہ ملامت و ندامت اُن پر
 آئی وہ اُنھیں کے پیدا کئے ہوئے افعال سے آئی

اگر وہ طوطی بود چیز سے از گونے عدم سر بر یعنی پس سمجھو کہ اللہ تعالیٰ سے جو فرشتے انسان کے خلیفہ بنا
 ئی اور وہ بلکہ قدم پر حضرت الامکان نبی اور پیدائش کے سلسلہ میں منافعت کر رہے تھے خلیفہ کی
 نہاد پس جمیع موجودات مشرف نبی شدند نشان کو ان سمجھوں نے نہ سمجھا اور نہ جانا اور خلیفہ کے
 بکمالات مگر از مرتبہ انسان کامل و حاصل مرتبہ و نشاۃ سے ان کو جو چیز حاصل ہوتی تھی اُس کو
 نبی شود مدد و اعلا و در ہر چیز ہر زمان مگر جاننے اور حاصل کرنے کی کوشش ان سمجھوں نے نہ کی
 از جناب آن دینی بخشہ ہر اسم از اسماء اور خلیفہ کے نشاۃ کو جو کہ مظهر انداد و جامع جمیع اسماء
 الہیہ بہ مظهر خود انچہ می بخشہ مگر باستمداد و صفات ہے اُس کے سمجھنے میں بھی وہ تیرے کو رہے
 حضرت اللہ کہ این کامل مظهر اوست و اور رہے اُس کے نہ جاننے و سمجھنے کا سبب یہ ہے
 چنیں چیز ہا شرح و بسط تشفی نبی بخشہ کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بعض اسماء سے تسبیح اور تقدیس
 و اساطیر نبی آراین حکم و حکمت بکشف کرتے تھے اور سوائے کمالات طاعات و عبادات
 و وجد این تعلق دارد آری بہ فرید و عدم خلف او امر و لوازمی دوسری صفات سے متصف
 صادق ایمان درست گرد و ا ماطانیت و موصوف نہ تھا و جس چیز کے وہ لائق نہ تھے اور
 بے کشف و شہود و وئے نہ نماید چنانکہ وہ اُس کو اللہ تعالیٰ سے طلب کرتے تھے۔ اور اگر
 گفت غلیل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رب وہ خلافت کے لائق ہوتے تو حق تعالیٰ ان کو ضرور خلیفہ
 ارنی کیف نبی الموقی قال الم تو من قال بناتا ہم ان کا حصہ جو ان کو ملتا ہے بغیر کسی کمی کے پورا
 ملی ولكن لطمی قلبی ایمان دیگر است پیدا دیں گے کیونکہ خلیفہ کی شان یہ وہ مستحق کے جملہ
 و الطینان دیگر۔ و نزل قرآن ماہوشفاء صفات سے متصف ہو۔ یہی وجہ کہ مرشد کامل و
 رحمت المؤمنین و لا ینیدا الظالمین عارف جو مرید کہ اُسکی طرح ہوتا ہے اُس کو خلیفہ بنانا ہے
 الا خیار اق و لا وقت مع جو فرزند کہ باپ کی صفات سے متصف ہو اُس کو خلف

حضرت الحق من العبادات الداتیہ
 ل یعنی قناعت و توقف نکرند ملائکہ اہل
 نزاع بخیریکہ تقاضا و طلب میکنند حضرت
 الحق از ایشان کہ عبادت ذاتیہ باشد کہ
 و ذات ملائکہ تقاضائے عبادت و طاعت
 میکنند خلافت و مظهریت اسم جامع کہ
 ازیں ہا آن متصور نیست و گرنہ چرامی
 فرماید و جعلناہ ملکاً ليجعلناہ رُجلاً
 رجل مطین است بطین معرفت و محبت
 و سراد متوج باشد بہ تاج انک لعلی خلق
 عظیم و خلق عظیم قرآن است و قرآن جلیج
 جمیع کلم است و موجودات اندہاں بیدار
 باش کہ بحر و حضان کار نمیکند راکت ماش
 تعریض و تعرض گردونہ گرد و لای بحر ک
 بلسانک تتعجل بہ ان علینا جود و قرآنہ
 ثم ان علینا مانہ و در ہر آں بیانی می
 رود و در ہر زماں مر بیان را شانے
 دیگر است مہ فہم سخن گر بکند مستمع
 قوت طبع از متکلم نحو پس و ذات ملائکہ

کہتے ہیں اس لئے کہ خلق خلافت سے ہے بخلاف خلق
 لکون لام کہ وہ خلاف سے ہے خلافت اور خلافت میں
 بہت بڑا فرق ہے اسی طرح فرشتے اور انسان میں بہت
 بڑی دوری ہے اگر فرشتہ کو بناتا رسول تو اس کو بھی
 آدمی بناتے کے رمی کو اپنے دونوں ہاتھوں سے مضبوط
 پکڑے و اور اس کے ریمہ نہیں قدر کیا اللہ کی جیسا کہ قدر کر نیکا
 حق ہے جبکہ ان لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے بشر پر
 کوئی چیز نازل نہیں کی تو اپنا زاد راہ بناؤ۔ جانو کہ
 اس کلام میں اشارہ ہے کہ ملائکہ کے کمالات ملائکہ میں
 انسان کے ہاتھ سے ہے اگر نیابت ہی کے ذریعہ سے
 ہے اگر انسان کا قدم در میان میں نہ ہوتا تو تسبیح کی نیوالے
 اور جس کی تسبیح کی جاتی ہے ظاہر نہ ہوتے ہی وجہ ہے کہ
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے
 نبی پر درود بھیجتے ہیں اور ہم سب جبکہ خلیفہ کے ذریات
 ہیں تو ہم سب کے لئے بھی حکم مہاکم تم لوگ بھی نبی پر درود
 بھیجو یعنی اے ایمان والو تم سب بھی نبی پر درود و سلام
 بھیجو۔ چونکہ کافر اللہ تعالیٰ کے جلال کے پردہ میں پوشیدہ
 ہے اور خلیفہ کا جمال بھی اُس کے نظروں میں نہیں ہے
 صلوٰۃ بھیجنے کی صفت سے موصوف و متصف نہیں

از ملائکہ تقاضائے عبادت میکشد بحسب
 اسماء حق کہ مظاہر ان اسماء باشند یا بلگوئی کہ
 عبادت ذاتیہ بمعنی مقتضائے ذات حق
 شدہ ذات حق تعالیٰ در ایشان جز عبادت
 و طاعت و ہرچہ معمور شد نہ طلب نکند
 و ایشان را تکلیف خلافت و معرفت انسانی
 نہ دہد۔ لایکلف اللہ نفسا الا دسما۔ و
 تقاضا کردن ذات حق تعالیٰ را مہر جز
 را از ہر چیزے منفرع است بر تقاضا
 کردن ذات آن را آن چیز را و اگر نہ ظلم
 لازم آمد ما ظلم اللہ و لکن کاوا الفسہم
 یظلمون۔ ق فاما نہ ما یعرف احد من الحق
 الا بالیظنیہ ذات و لیس للملائکہ جمیعۃ الآدم
 ل این قول تعلیل حکم سابق است کہ
 تقاضا کردن حضرت الحق باشد مر عبادت
 ذاتیہ را از ملائکہ یعنی چہ مدنی کہ بیچ کس
 نمی شناسد از حق تعالیٰ مگر چیزے کہ عطا
 و بخشش میکند آن را ذات آن کس و
 حال آنکہ نیست مر ملائکہ را جمیعۃ آدم
 ہوا ہے اسی وجہ سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
 مومنین کو خاص کر دیا اور فرمایا کہ میں اللہ سے ہوں
 اور مومن مجھ سے ہیں یوں تو تمامی اشیاء رسول سے ہیں
 کوئی تحقیق خواہ وہ ایماندار ہو یا کافر اپنے اپنے کمالات
 تک رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کے
 ذریعہ سے پہنچتے ہیں۔ اگر رسول مقبول صلی اللہ علیہ
 وسلم کی ذات حق تعالیٰ کو ملحوظ و منظور نہ ہوتی کوئی
 سے عدم سے وجود میں نہ آتی اور حضرت الامکان
 پر قدم نہ رکھتی۔ پس تمامی موجودات اپنے اپنے کمالات
 سے انسان کامل ہی کے مرتبہ سے شرف ہوتے ہیں
 اور تمامی امداد و مدد ہر شے کو ہر آن و ہر زمان انھیں
 کے جناب سے حاصل ہوتی ہے اور ہر اسم انشاء الکیہ
 اپنے ظہور سے جو کچھ کہ ظاہر کرتا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ
 کے مدد سے کہ یہ کامل اللہ تعالیٰ کا منظر ہے۔ اسی
 چیزیں شرح و بسط سے خوشی پہنچاتی ہیں اور تشفی
 بخش نہیں ہوتی ہیں یہ حکم و حکمت کشف و وجدانی
 سے تعلق رکھتی ہیں ہاں مرید صادق کا ان باتوں سے
 ایمان درست ہوتا ہے لیکن اطمینان بغیر کشف و شہود
 کے حاصل نہیں ہوتا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ

کہ جامع جمیع اسماء الہیہ باشد یعنی ذات
 ملائکہ ندادہ شدہ اند مگر معرفت بہ بعض
 اسماء حق تعالیٰ را کہ مظاہر آل بعض باشند
 پس محبت این بعض و معرفت آن عبادت
 و طاعت میکند و آن اسماء کہ ملائکہ مظاہر
 آن اسماء باشند اسماء ہی اند بخلاف
 آدم کہ مظہر جمیع اسماء الہی است و اسماء
 کوئی و اسماء مکوئی و عارف جمیع اسماء را
 و علم آدم الا اسماء کلہا پس عبادت و طاعت
 میکند حق تعالیٰ را بجمیع اسماء محبت معرفت
 خود۔ بدانکہ اسم تواب و غفور و مہم ہے
 وجود انسان حیراں و سر اسیمہ بوند چوں
 انسان پیدا شد و بظاہر و بباطن جامع
 اسماء الہی گشت حزن و کاتبہ از اسماء مذکورہ
 ناپیدا گشت پس ملائکہ معصیت انسان
 در نظر داشتند و با اسماء مذکورہ نہ پرداختہ
 پس بدانکہ دوات حیوانات عجم از حیوانات
 مذکور عبادت و طاعت ناموسی طلب
 نکردند بنا برین ذات حق تعالیٰ از آنها
 علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا پروردگار دکھاؤ گس
 طرح تو مردہ کو زندہ کرتا ہے کہ کیا ایمان تم کو نہیں ہے
 کہا ہاں ہے لیکن قلب میرا مطمئن نہیں ہے ایمان
 دوسری چیز ہے اور اطمینان دوسری چیز ہے۔ اور
 نہیں نازل کیا ہم نے قرآن کو مگر اُس میں شفاء ہے
 واسطے مومنین کے اور نہیں بڑھانا ظالموں کیلئے
 لیکن خسار۔ یعنی نزاع کرنے والے فرشتوں نے
 توقف و قناعت نہ کیا اور نہ سمجھا اور اُن کے خیال میں
 نہ آیا کہ اللہ تعالیٰ اُن کے وفات کے استعدادات کے
 موافق و مطابق اُن سے عبادات و طاعات کا طالب
 ہے اس لئے کہ فرشتوں کی استعداد و ذات طاعت و
 عبادت کے سوا دوسری چیز کے لئے موزوں نہیں تھی
 خلافت اور اسم جامع کی مظہریت اُن کی ذات
 و استعداد سے ممکن نہیں ہے۔ اور اگر ممکن ہوتی تو اللہ
 تعالیٰ کیوں اس طرح فرماتا اور اگر ہم فرشتہ کو رسول
 بناتے تو اُس کو بھی آدمی بناتے اب سنو اور سمجھو کہ انسان
 محبت اور معرفت کے مٹی سے گوندھا ہوا ہے۔ اور
 اُس کے سر پر خلق عظیم کا تاج رکھا ہوا ہے خلق عظیم
 قرآن ہے اور قرآن نامی کلمات کا جامع ہے۔ اور

طالب عبادت و طاعت مذکور نہ شد بخلاف ذات انسان والو بکر والو لمب و دیں طلب برابر بودند لاجرم حق تعالیٰ از ہر دو عبادت و طاعت ناموسی طلب نمود و این طلب نظر باستعداد جزئی ابو بکر طلب اقبال مقبول کرد و ابو لمب طلب ادبار و رد لاجرم اول مقبل شد و مقبول و تانی مدبر شد و مردود و انالو فوہم نصیبہم غیر منقوص و این حکم چون حکم اہل کلام است کہ استطاعت فعلی دیگر و طاعت کو کسی شامل ہر صالح و طالح است و ہر نفس نفیس و خسیس و نظر خود و کرم بر روئے استعداد جزئی است لاجرم گفت ابو بکر کن مومنہ صلیقا نفساً - و بابی لمب گفت کن کافر مردوداً مطلقاً شقیّاً اراہہ اللہ شی ان بقول کہ کن فیکون - فکان الاول مومنہ کا لا والثنائی کافر عافلاً - پس چون دید کہ از امر ناموسی کار بکشد گفت حق تعالیٰ با علیک الا بلایع و سوء علیہم انذرتم

کلمات و کلم موجودات ہیں۔ سبحان اللہ ہاں ہوشیا ہو جاوے اس کا سمجھنا سوائے وجدان کے دوسرے کا کام نہیں ہے خاموش ہو جا تو فیض اور تعرض تمہارے گرد نہ آنے پائے حرکت دو اپنی زبان کو جلدی جلدی ہم پر ہے اُسکا بیان کرنا اور جمع کرنا قرآن کا اور ہمارے ذمہ ہے اُسکا بیان کرنا اور شرح کرنا اور ہر آن ایک بیان ہوتا ہے اور ہر زبان اُس بیان کیلئے دوسری شان ہے جو بات کہ کہنے والا کہہ رہا ہے اور اُس کو سننے والے نہیں سمجھ رہے ہیں تو متکلم کی یعنی کہنے والے میں سمجھنے کی قوت مت تلاش کرو۔ پس فرشتوں کے ذوات فرشتوں سے جو کہ بعض اسماء کے مظاہر ہیں اُنھیں اسماء کے مطابق اُن کی ذوات طاعت کی طالب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اُن کے ذات سے سوائے عبادت اور طاعت کہ جس کے لئے وہ مامور ہیں دوسری چیز کو طلب نہیں کیا ہے اور خلافت اور معرفت کی تکلیف جو کہ انسان کو دی گئی ہے اُن کو نہیں دی گئی نہیں تکلیف دیتا کسی نفس کو اللہ لیکن جیسی اُس کی استعداد ہوتی ہے اور تقاضا کرنا ذات حق تعالیٰ کا ہر شے سے جیسا کہ اُسکی استعداد ہے۔ برتر ہے تقاضا کرنے پر اُس کی

ام لم تدر ہم لایمنون ختم اللہ علی قلوبہم لایتہ
 ذات اُس چیز سے نہیں تو ظلم لازم آویگا جیسا کہ اُس کے کہ یہ
 واقف نہ ہوں ہر فیض از عفو و انتقام قبول و رد
 ہے اور نہیں ظلم کرتا اللہ لیکن ہوتے ہیں اُن کے نفس ظلم
 و غیر آں مبنی است بر استعداد جزئی ازین جا کرنے والے۔ یہ قول پہلے قول کا تعلیل ہے کہ حضرت الحق
 گفت استغفرت لہم ام لم تغفر لہم انظر اللہ عبادت ذاتیہ فرشتوں سے تقاضا کرتا ہے یہ امر اس
 لہم و لمن استغفرت لہم سبعین طرح پر ہے کہ جس کی جیسی استعداد ہے وہ اُسی استعداد
 پس ہر چیز محکوم و تابع امر بگوئی باشد نامر پر خلق ہے اُس کی ذات و استعداد جو کچھ کہ اُس کو علم
 ناموسی و عجب اینکه امر تکونی محکوم و تابع دیتی ہے اُسی کے مطابق وہ اللہ تعالیٰ کو پہچانتا ہے
 ہر چیز است فکل مطیع و کل مطاع و اگر اور یہ بھی سمجھ لو کہ حضرت آدم علیہ السلام کی جیسی جمعیت
 کلمہ مع را در لم تعف مع ما یقفیہ بمعنی علی ہے اُس طرح فرشتوں کی نہیں ہے کیونکہ آدم علیہ السلام
 بگوئی چہ طریق استعارت در کلام عرب اللہ تعالیٰ تمام اسماء و صفات الہیہ کے جامع ہیں
 طریق واسع است و جاری پس لم تعف اور ملائکہ بعض اسماء کے مظاہر ہیں اور انھیں اسماء کی
 ولا وقت ارد و قون بمعنی اطلاع باشد جن پر وہ ہیں اُن کو معرفت حاصل ہے اور انھیں
 یعنی مطلع نشدند ملائکہ ہر چیز سے کہ میدہد اسماء کے معرفت سے وہ حق تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس
 آن را اشارہ و مرتبہ خلیفہ کہ شرافت و خلافت و طاعت و عبادت کرتے ہیں اور وہ اسماء جن کے فرشتے
 باشد و واقف نشدند ہر چیز سے کہ تقاضا و مظاہر ہیں اسماء سرہی ہیں۔ بخلاف انسان کہ وہ
 و طلب میکند از خلیفہ حضرت اُحق تعالیٰ تمام اسماء آئینہ کا اور اسماء کوئی ویکوئی کا مظہر ہے
 کہ عبادت و اسہ باشد۔ یعنی ذات حق را اور تمام اسماء الہی کا جاننے والا اور پہچاننے والا ہے
 در ہر اسم پرستش میکند بخلاف ملائکہ بموجب اسمہ کہ یہ ہم نے آدم کو اپنے کل اسماء تفویض
 کہ عبادت باسے باشد نہ باسے کر دئے۔ پس انسان اپنے معرفت سے حق تعالیٰ

و این را عبادت ذاتی بخواند پس انسان
 مظهر ذات اند و مستحق خلافت گشت ملائکہ
 که مظاهر اسماء خاص اند پس سر و خلافت
 نشاند پس منازعت ملائکہ را حجب بود
 و غفلت برین تقدیر قول شیخ قدس سره
 که فانه ما يعرف احد من الحق الخ باشد
 تو اند و دکه تعلیل لم تقف و لا وقت باشد
 قابل : ق و لا وقت بالاسماء الالهیه
 الی یخصها و سحت الحق بها و قد سئ
 ل یعنی واقف نشاند و مطلع نشاند
 ملائکہ بر اسماء الہیہ کہ مختص باشند بکلامک
 یا مختص باشند ملائکہ بدار اسماء و تسبیح
 گفتند و تقدیس کردند بدار اسماء بر تقدیر
 اول کہ ضمیر تحصیر ارجع باشد بسوی اسماء
 و ضمیر مفعول بسوی ملائکہ بہ تقدیر حرف
 جارائے تخص بها ملائکہ مختص اند و
 دخول با بر مختص سائل است چنانکہ می
 گوئی تحصک بالعبادت چه انسان
 جامع جمیع اسماء الہی است و ملائکہ مختص
 کے تمامی اسماء سے اُن اسماء کے معرفت کے مطابق و
 موافق عبادت و طاعت کرتا ہے اس امر کو بھی جان
 لو کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء ثواب و غفور و مسقم و قمار
 و غیر ان انسان کے وجود کے بغیر حیران و سرسیمہ تھے
 جب انسان پیدا ہوا اور اپنے ظاہر و باطن میں تمامی
 اسماء الہیہ کا جمع کر لیا لا ہوا۔ کرب و حکمی اُن اسماء
 حق تعالیٰ کی خالی رہی پس ملائکہ نے انسان کی معصیت
 کو نظر میں رکھا اور اسماء الہیہ کا انسان اپنے ظاہر و
 باطن سے جمع کر لیا ہے وہاں تک ملائکہ کا گندہ ہوا۔
 پس جائز اور سمجھو کہ جو مالون کی ذات سے حق تعالیٰ نے
 عبادت و طاعت ناموسی کو طلب نہیں کیا ہے
 اسلئے کہ جو مالون کی ذوات عبادت و طاعت
 ناموسی کے طلب کرنے کی منقاضی نہیں تھی۔ بخلاف
 ذوات انسان کہ اُن کی ذوات اوامر و نواہی کی
 طلب کار تھی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ اور ابولمب اس طلب میں برابر تھے اس وجہ
 سے اللہ تعالیٰ نے دونوں سے عبادت و طاعت
 ناموسی طلب کیا اور اللہ تعالیٰ کا طاعت ناموسی
 طلب کرنا استعداد کلی کے نظر سے ہے اب

بر بعض اسماء و تقدیراتی کہ عکس اصل است
 ظاهر است یعنی مطلع نشدند ملائکہ بر اسماء
 الہی کہ مختص اندبدال اسماء کہ حقیقت آن
 اسماء چیست و حقیقت ملائکہ چہ و حقیقت
 مسیح چیست و حقیقت مسیح چہ۔ و علم
 آدم الاسماء کلہا پس آدم دانست کہ اسماء
 چیست و مسیح و مسیح کیست یعنی مسیح
 عین مسیح باشد فان الامر راعی کشفی
 و احمال دارد کہ بالا اسماء بمعنی علی الاسماء
 باشد یعنی قناعت نہ نمودہ اند بر اسماء
 خود کہ تسبیح و تقدیس حق تعالی میکند
 بدان اسماء بلکہ خصائص انسانی طلب
 نمودند و دانستند کہ کار تسبیح و تقدیس
 تمام نشد و ندانستند کہ مرتحق را اسماء
 دیگر اند کہ علم آنہا ندارند چنانکہ قول دلت
 میکند و ہذا احتمال ہوا بحق المتبادر
 اعلم ان الفرق بین التسبیح و التقدیس
 ان التسبیح سرائحی تعالی عن نقائص
 الامکان و المحدث و التقدیس

استعداد جزئی کو دیکھو کہ حضرت ابو بکر صدیق
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طلب ناموسی کو اقبال اور
 قبول کیا اور ابولیب نے ادبار و رد کیا ایسی صورت
 میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقبول
 و مقبل ہوئے اور ابولیب مدبر اور مردود ہوا۔
 ہم اُن کو اُن کا حصہ جو اُن کو ملتا ہے پورا پورا دینگے
 اور یہ حکم مثل حکم اہل کلام کے ہے کہ استعداد تکلیفی و
 استعداد فعلی علیہ علیہ چیزیں ہیں اور طاعت
 کو ہی ہر صالح اور طالح اور ہر نفس جنس و نفیس
 کے شامل حال ہے اللہ تعالیٰ کے جود و کرم کی نظر
 استعداد جزئی پر ہوتی ہے اسلئے حضرت ابو بکر
 صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا ہو جا مومن صدیق
 لہی لہی۔ اور ابولیب سے کہا ہو جا کافر مردود
 ملعون شقی جبکہ اللہ کسی شے کے پیدا کرنا ارادہ
 کرتا ہے تو کہتا ہے کہ ہو پس وہ چیز موجود ہو جاتی ہے
 اسوجہ سے اول مومن کامل اور دوسرا کافر و حال
 ہو گیا۔ یہی سبب ہے کہ جب امر ناموسی سے کام
 نہیں چلتا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہارے اُس
 احکام ناموسی کا لوگوں کے پاس پہنچا دینا کام ہے

سر بہ حق تعالیٰ علیہا وعن الکمالات اور برابر ہے اُن کو تم ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ہرگز
 المارمۃ ملا کو ان فائزین فیت انہما مضی ایمان نہ لاویں گے اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں پر مہر
 الی الکوان یخرج من الاطلاق وتدخل فی کردی ہے اور اُن کے آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے
 نقصان النفس لذلایقال سبوح قدوس وہ لوگ عذاب دردناک میں پڑے ہوئے ہیں۔
 بہ تقدیم السبوح علی قدوس پس اقتصار اور ہر فیض سے فیضیاب ہوتا خواہ وہ از قسم غفور
 بر تسبیح و تقدیس عین لعصر و تجدید است و انتقام و قبول و رد اور علاوہ اس کے ہواستعدا
 فلا یکن من القاصرین کما قال مرجنت جزئی پر موقوف ہے یعنی استعداد جزئی جس شخص
 فلم تعدلی الحدیث ومن ذالذی یقرض کی جیسی ہو کی اسی حساب سے وہ فیضیاب ہوتا
 اللہ قرضاً حسناً۔ واللہ یتہن بہم وکما اللہ ہے اسی مقام سے فرمایا ہے کہ تو اُن کے واسطے
 وید اللہ فوق ایدہم و فانیما لو نفتم وجہ اللہ بخشش مانگ یا نہ مانگ اللہ اُن کو نہیں بخشے گا۔
 وغیر ذالک ق و ما علمت ان اللہ اسماہ اور نہیں بخشے گا اُن کو اللہ اگر تو اُن کے لئے تشر بار
 ما وصل علیہا الیہا فما سمحتہ بہا قدستہ بخشش مانگے۔ پس ہر چیز امر تکوینی کے تابع ہے
 ل یعنی نہ استند ملا کہ مرخدا ی تعالیٰ را امر ناموسی کے تابع نہیں ہے اور یہ تعجب کی بات ہے
 اسما نہ کہ نرسیدہ است علم و ادراک آتھا کہ امر تکوینی اور شے دونوں مطیع ہیں اور دونوں
 بآن اسماہ پس تسبیح و تہنید و تقدیس نکوند مطاع ہیں اور اگر کلمہ کو تم تقف میں مع یا الفصہ
 حق تعالیٰ را بدان اسماہ تسبیح و تقدیس بمعنی الاکو کیونکہ استعارہ کا طریقہ کلام عرب میں
 باسما متفرع است بر علم بدان اسماہ پس واسع اور جاری ہے۔ پس تم تقف ولا یقف
 فضل مر علم راست از نیجا است کہ میگوید وقوف سے ہے جس کے معنی اطلاع کے ہیں۔
 نوم العالم افضل من عبادت المحبوب ق یعنی ملائکہ خلیفہ کے نشاۃ و مرتبہ سے جو کہ شرافت

فقلب علیہا ما ذکرناہ و حکم علیہا ہذا الحال | و خلافت ہے آگاہ و مطلع نہ ہوئے اور اُس چیز سے بھی
 ل یعنی پس غلبہ کر دبر ملائکہ چیز کہ ذکر کر دیم | واقع نہ ہوئے کہ حق تعالیٰ خلیفہ سے کس چیز کا طلبگار
 کہ عدم قناعت و استادگی ملائکہ باشند بر | یعنی وہ عبادت ذاتیہ ہے کہ خلیفہ ذات حق تعالیٰ
 موہبت نشاء خلیفہ و مقتضای حضرت الحق | کی ہر ہر اسم پر سش کرتا ہے بخلاف ملائکہ کہ ملائکہ مخصوص
 چنانکہ گذشت تا اینجا حکم کر دوزور آور دبر | اسم سے حق تعالیٰ کی تسبیح اور تقدیس کرتے ہیں اُسکو
 ملائکہ این حال کہ گذشت الحال ق فقات | عبادت ذاتیہ نہیں کہتے انسان چونکہ اللہ تعالیٰ کے
 من حیث النشاءۃ التجعل فیہا من یفسد | ذات کا منظر ہے مستحق خلافت ہوا ملائکہ جو کہ مظاہر
 الخ ل یعنی پس گفتند ملائکہ نظر بنشاء عرضی | اسماء خاص میں خلافت کے لائق و مستحق نہ ہوئے۔
 آدم التجعل فیہا من یفسد فیہا الایہ یعنی تمام | پس حق تعالیٰ سے ملائکہ کی منازعت اُن کے حجب اور
 بکن آیہ را یعنی ویسفک الدمار گفت باری | غفلت کے بنا پر تھی۔ پس اسی صورت میں شیخ
 تعالیٰ در قرآن مجید واد قلنا للملائکہ اتی | قدس سرہ کا قول جو کہ فائز مالوف احد من الحق تا آخر
 جاعل فی الارض خلیفہ قالوا التجعل فیہا | ہے ہو سکتا ہے کہ تعلیل تم ثقف ولا لثقت کی ہو پس
 من یفسد فیہا ویسفک الدمار و نحن نسبح | سوچو۔ یعنی ملائکہ اُن اسماء الکیہ سے واقف و مطلع نہ
 بحدک و نقدس لک قال انی اعلم مالا | ہوئے جو کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے خاص کر دیا ہے
 تعلون یعنی یاد کن ای محمد و ہر عارف | یا یوں کہتے کہ فرشتوں نے اُن اسماء الکیہ سے اختصاص
 ہنگامیکہ گفت رب تو بلاملائکہ کہ بدستیکہ | پاتا ہے اور انہیں مخصوص اسماء سے وہ حق تعالیٰ
 من بخواہم کہ پیدا کنم در زمین خلیفہ را کہ | کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں۔ پہلی صورت میں ضمیر
 بجائے من باشند و کار من کن و جمیع اسماء | فاعل تخصیص کی اُن اسماء کی طرف راجع ہے اور ضمیر
 وصفات من موصوف باشند گفتند ملائکہ | مفعول کی ملائکہ کے طرف حرف جار کی صورت

در جواب آن اتجعل فیہا تا آخر بدلائل مراد میں اے بھسلا ملائکہ مخصوص ہیں۔ اور مختص برما کا
 از ملائکہ درین قول ملائکہ رضی انداز نیجا داخل کرنا شائع ہے جیسا کہ تم کہتے ہو بھسک بالعبادۃ
 منازعت را شعار خود ساختہ و مخالفت کیونکہ انسان جمع کرنا لامامی اسماء الہیہ کا ہے اور
 را دثار خود کردند و جن و شیاطین داخل ملائکہ اسماء الہیہ کے بعض اسم سے مختص ہیں۔ اور دوسری
 این زمرہ اندچہ نشا ایشاں موجب حجاب صورت میں جو کہ اول کے برعکس ہے طاہر ہے یعنی جن
 ایشاںست و مورد ظلمت و اگر نہ اہل جن اسماء الہیہ کے ساتھ فرشتے مختص ہیں ان اسماء الہیہ
 جبروت و ارباب ملکوت سماوی بغلیہ کو نہ جانا اور نہ سمجھا کہ ان کی حقیقت کیا ہے اور اپنی
 نوریہ و احاطہ براتب براسرار انسان واقف حقیقت کو نہ جانا کہ ہم تسبیح کر نیوالے کون ہیں اور
 اند و شرافت و لطافت انسان میدانند ہماری حقیقت کیا ہے اور جس کی ہم تسبیح کر رہے ہیں
 و مرتبہ و قرب او نزدیک خدا تعالیٰ می اس کی حقیقت کیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا و علم
 بینند اگرچہ حقیقت انسان کہا ہی نمی آدم الاسماء کلہا۔ انسان نے جانا اور سمجھا کہ ہم کیا
 دانند و جمیع آدم و اتصاف جمیع اسماء ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے پس آدم نے حق
 الہی نصیب ایشاں نشد پس محاجت تعالیٰ کے نامی اسماء کو پہچانا اور مسیح اور مسیح کی
 و محاکات در حق آدم در بیان حق تعالیٰ حقیقت کو بھی سمجھا کہ مسیح عین مسیح ہے۔ پس یہ ہر
 و ملائکہ ارضی و جن و شیاطین بود از نیجا است انتزاعی کشفی ہے اور احوال رکھتا ہے کہ بالاسماء معنی
 کہ بالا در شرح قول شیخ قدس سرہ کہ علی الاسماء کو یعنی ملائکہ جن اسماء الہیہ سے اللہ تعالیٰ کی
 قامت الحجۃ للہ تعالیٰ علی الملائکۃ است تسبیح و تقدیس کرتے تھے اُس پر قناعت نہ کیا بلکہ
 اشارت رفت کہ مراد از ملائکہ بعض ملائکہ انسان میں خلیفہ ہونے کی جو خصوصیت تھی اللہ تعالیٰ
 اندہ جمیع فا ذکرہ ثم حفظہ پس ملائکہ ارضی سے اُسی خصوصیت اور خلافت کے طالب ہوئے

خلیفہ ہو یا گشت ازینجا گفت باری تعالیٰ و حدیث ہیں۔ یعنی ملائکہ نے نہ جانا اور نہ سمجھا کہ حق
 درو آتھا۔ انی اعلم و لا تعلمون۔ یعنی بدو کہ تعالیٰ کے اور بھی اسما ہیں کہ ان اسماء تک ان کا علم
 من میدانم چیزے کہ ثنائی و انید چنانچہ از و ادراک نہیں پہنچا ہے اور ان اسماء سے حق تعالیٰ
 دست او خواہد رسید عین مراد من باشد و مر کی تسبیح و تقدیس نہیں کی ہے کیونکہ حق تعالیٰ کی اسماء
 اور از گرفتن خلیفہ ہمین است کہ ہمہ اسماء از کے ساتھ تسبیح و تقدیس کرنا متفرع ہے علم پر ان
 عفو و غفار و منعم و قہار بظہور آید ازینجا اسماء کے پس تمام بڑائی علم کیلئے ہے۔ اسی مقام
 بآگفت لولم مد موالذہب بکم و خلقت خلقا سے فرمایا ہے کہ عالم کا سونا محجوب کے عبادت سے
 یدینون و دستفرون میگویند کہ شخصے پر سید افضل ہے یعنی فرشتوں پر اس چیز سے کہ جن کا ذکر
 از سہل بن عبد اللہ بسری کہ سباح دریائے کیا گیا ہے غلبہ کیا اور جو بخشش اور مہربانی
 معرفت بود و تسامح بحر حقیقت و گفت حضرت اہی نے نثار خلیفہ میں ودیعت کی ہے اپنے
 ما مراد اہی بالخلق یعنی حبیبست مراد حق تعالیٰ نادانستگی سے اُسی چیز کے یہ طالب ہوئے جیسا کہ
 از خلق و چہ خواست باشد از مردم اہل ضلال اب تک گذرا اور اس حال نے ملائکہ پر حکم کیا
 پس گفت آن شاہ ملک حقیقت ماہم علیہ اور زور دیا کہ وہ حق تعالیٰ سے خلافت مانگیں
 یعنی چیزے است کہ مردم مرتکب بدان جیسا کہ اب تک گذرا۔ یعنی جس وقت کہ فرشتوں
 چیز اندوین قول باری تعالیٰ دلالت نے آدم علیہ السلام کے نثارۃ عفری پر نظر ڈالی
 میکن کہ قول ملائکہ استفسار نہ بود و گریہ و فدا کما کہ اتجمل فیہا من یفسد فیہا الخ واللہ تعالیٰ
 نادر برابر باشد و ار حکم نادر برابر متصور نے قرآن میں فرمایا ہے یعنی یاد کر اے محمد مصطفیٰ
 نیست پس قوائد بود کہ مراد از نثار کہ در من صلی اللہ علیہ وسلم دہر عارف کہ جس وقت فرشتوں
 حیث النشارۃ واقع است ملائکہ باشند کہ سے تیرے رب نے کہا کہ میں خواہش رکھتا ہوں کہ

بموجب حجب است و حورث غفلت چنانکہ زمین میں اپنا خلیفہ پیدا کر دیں جو کہ بجائے میرے ہو اور
 بیشیوی بدانکہ اے برادر چہارارکان از میرا کام کرے اور میرے تمام اسماء و صفات سے متصف
 انسان مثل چہارارکان سرہ معمول است ہو اُس کے جواب میں ملائکہ نے کہا کہ کیا آپ ایسے
 کہ بعد از کسر و انحسار در چہار سرخ روی شخص کو خلیفہ بنا رہے ہیں جو زمین میں فساد و
 ردے میدہد و لیس الاراع و جہد خوں ریزی کریں گے وغیرہ وغیرہ۔ حالو کہ اس قول
 عین ما وقع منہم فقاوہ فی حق آدم ہو عین میں ملائکہ سے مراد ملائکہ ارضی ہیں اس وجہ سے منافعت
 ماہم فیہ مع الحق فلو لا ان نشاتم تعطلی کو اپنا شعار اور مخالفت کو اپنا و ثار بنا یا اور اس
 ذلک ما قالوا فی حق آدم ماقاوہ وہم لا زمرہ میں جن دشاطین سب داخل ہیں کہونکہ ان کی
 یثرون۔ ل یعنی و حال آنکہ نبود ان نشاء ان کے حجاب و غفلت کا سبب ہے و نہ
 قول ملائکہ و طعن ایشان در حق آدم مگر اہل جبروت دار باب ملکوت سماوی اپنے غلبہ نوری
 نزاع با حق تعالیٰ چہ اعتراض بر فعل حکم سے انسان کی شرافت و لطافت اور اللہ تعالیٰ سے
 و بر فعل ہر کس نزاع باشد باوے و تحقیر ان کو حاصل ہے اُس کو دیکھتے ہیں اور جلتے
 انچہ در حق آدم گفتند کہ فساد و سفک ہیں اور اُس کے مراتب و اسرار کو جمع کر نیوے اور
 و ما در زمین خواہند کرد عین ان چیز است احاطہ کر نیوے ہیں اگرچہ حقیقت انسانی کو جیسا کہ
 کہ واقع شد از ملائکہ چہ فساد و سفک و ما جاننے کا حق ہے نہیں جانتے اور آدم علیہ السلام جیسی
 از قوائی شہویہ و عصبیہ است کہ ملائکہ ارضہ جمعیت اور حق تعالیٰ کے تمامی اسماء سے متصف
 باشند پس چیزے کہ گفتند در حق آدم کہ ہونا ان کے نصیب میں بھی نہیں تھا اس لئے ان کہ
 مخالفت با حق خواہد کرد عین مخالفت بھی نصیب نہیں ہوا۔ پس حجت و منازعت آدم
 ایشان با حق تعالیٰ باشد چنانکہ گذشت علیہ السلام کے خلیفہ بنانے کے سلسلے میں حق تعالیٰ

نظر بنشار عنصری آدم کردند کہ مرکب از اربع اور یہ سمجھا کہ انسان سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس کا
عنصر است و ہر چار با یکدیگر ضد اند پس کام پورا نہ ہوگا اور یہ نہ جانا کہ اللہ تعالیٰ کیلئے اور بھی
از آدم جز فساد و سفک و مار دیگر نخواهد اسما ہیں کہ جن کا ظہور ہم میں نہیں ہے اور ان اسما کو
آمد و از نشاء روحی آدم کہ روح حق باشد ہم نہیں جانتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول اس امر
چنانکہ گفت فاذا سویمت و نفخت من روحی پر دلالت کرتا ہے۔ اب اس بات کو سمجھ لو کہ زمین
باشد نقو الہ سا جین بلکہ روح اوعین میں تسبیح اور تقدیس کے کیا فرق ہے۔ نقائص مکان
حق باشد و ظاہر و ظاہر حق و باطن او اور حدوت سے دور کہ ناحق تعالیٰ کو یہ تسبیح ہے۔
باطن حق غافل بودند لاجرم گفتند انجمل اور تقدیس کے معنی ہیں کہ حق تعالیٰ کو منزه کرنا ان
فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدمار و کمالات سے جو عالم کیلئے لازم ہیں پس جیسا کہ وہ
نخن تسبیح بحدک و تقدس لک یعنی آیامید ہے اصافت کرنا ظن کون کے اطلاق سے نکالنا ہے
میکنی ای قادر مختار در زمین آزا کہ فساد اور نقصان لحد میں داخل کرنا ہے جیسا کہ کہا گیا
و خون ریزی کنند و روی و حال آنکہ ما سبوح قدوس پہلے سبوح کہا بعد میں قدوس
تسبیح میگویم بحد و ثناء تو و تقدیس میکنم ترا فرماتا پس قصر کرنا تسبیح و تقدیس پر عین تقصیر اور
و خلیفہ ساختن مفید و طالع بر مصلح و صالح تحدید ہے نہ ہو قصر کرنا اول میں جیسا کہ حدیث
خلاف حکمت است چنانکس مرخلافت را شریں میں ہے میں بیمار ہوا تم میرے دیکھنے کو نہ
نشايد بلکه مقتضای حکمت خلاف این حکم آئے اور گون ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ
است و نہ چنین است سہ خواہ پندار و دیوے اور اللہ ہنسائے پر اللہ نے مکر کیا اللہ کا
و این ہمہ غلط از نشاء حاجب ایشان ہاتھ اُن کے ہاتھ پر ہے جس طرف منہ پھیرا اللہ کی
پیدا شد و از قصر کرد نظر بنشار عنصری ذات ہے اور علاوہ اس کے اور بہت سی آیتیں

ہمیں زمان و قوائد بود کہ توجہ کلام سبحان این اور ملائکہ ارضی و جن و شیاطین کے درمیان تھی یہی وجہ
 باشد یعنی نیست افساد و سفک و مار مگر ہے کہ شیخ قدس سرہ کے شرح میں جو کہ قامت اللہ
 نزاع با حق و این نزاع عین چیزی است تعالیٰ علی الملائکہ ہے اشارہ ہے کہ ملائکہ سے مراد بعض
 کہ واقع شد از ملائکہ پس انچه در حق آدم ملائکہ میں کل ملائکہ مراد نہیں ہیں جو میں نے کہا ہے اُس کو
 گفتند خود کرد و خبر ندارند و ہذا ہوا الحق یاد کرو پس ملائکہ ارضی نے آدم علیہ السلام کے نشاء
 المسین والصدق المتین فی توجیہ المسین غصری پر جو کہ اربعہ عناصر سے مرکب ہے اور ایک دوسرے
 پس اگر نشاء ملائکہ کہ حاجب باشد نہ قدرت کے ضد میں نظر کی اور یہ سمجھا کہ آدم علیہ السلام سے سوئے
 برتر آدم و جمیعت انہی داد و تقاضائی خول ریزی اور فساد کے حق تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس
 کہ نزاع با حق کند نمیکند در حق آدم نہ ہو سکے گی اور آدم علیہ السلام کے روحی نشاء ہو کہ
 انچه گفتند و حال آنکہ شعور ندارند کہ باچہ روح اللہ بلکہ عین اللہ ہے اُس کا بھی ادراک نہ
 میگوت و انچه میگوت در حق آدم از ماضی و ادراک کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جس وقت جسم کا ہم
 باشد و خواہد شد الا انہم ہم المفسدون تسویر کر چکیں اور اُس میں اپنی روح چھونکدیں
 و لاکن لا یعرفون ملائکہ قوائی شہویہ و عصبی اُس وقت تم سب کے سب سجدہ میں چلے جانا حالانکہ
 کہ ملائکہ ارضہ اند غالب می شوند بر نفس و آدم علیہ السلام کا ظاہر اللہ تعالیٰ کا ظاہر اور آدم
 میگردد اند منقاد خود و اکنون آن نفس علیہ السلام کا باطن حق تعالیٰ کا باطن ہے اس سے یہی
 نفس امارہ باشد بسور و چون ملائکہ مذکورہ وہ عاقل تھے اس وجہ سے ملائکہ نے کہا کہ اے قادر مجتہد
 در نشاء انسانی مرکز شدند کار ایشان تو زمین میں ایسے آدمی کو پیدا کرتا ہے اور اپنا خلیفہ
 بجائے رسید کہ وہم آن جانہ رسد و کشف بتا رہا ہے کہ وہ زمین پر فساد و خون ریزی کریں گے
 این حکم در ترجمتہ کتاب شدہ واقع است حالانکہ ہم حیرتی تسبیح اور حمد و شاکرتے میں اور تیری

فادولک ہم المفسدون فی حقیقتہ صدور تقدیس اور پاک بیان کرتے ہیں اور خلیفہ بنایا زمین پر
فساد و فسق و مازن قوای جسمانی نہ از مفسد اور طالع کو مصلح اور صالح پر خلاف حکمت و
قوای روحانی و قلبی دلیل واضح است مصلحت ہے ایسی سمجھ اُن کی غلطی پر مبنی تھی حالانکہ
کہ اہل جبروت و ملکوت منازع نہ بودند یہ امر ایسا نہ تھا۔ خواجہ سمجھتا ہے اور اُس کے گمان میں
چہ از ایشان مخالفت نمی آمد بلکہ شعور ہے کہ میں کچھ حاصل کر رہا ہوں اُس کا گمان محض گمان
افساد و فسق و مازن دارند۔ و تو اند بود ہی خواجہ کے ہاتھ لگا ہوا ہے جس کی کوئی حقیقت
کہ قول شیخ قدس سرہ و لیس الا نزاع نہیں ہے۔ یہ تمام غلطیاں یعنی حق تعالیٰ سے منازعت
باشد از زبان ملائکہ باشد و مرتبط کلام کرنا وغیرہ اُن کے حجاب کے وجہ سے اور خلیفہ کے
سابق کہ اتجمل و فیما باشد تا آخر و قول نشارة عنصری پر غائر نظر نہ ڈالنے کی وجہ سے ہوئیں
اود ہو عین ماقع منہم تا آخر باشد از انھیں غلطیوں کے ظاہر دسرزد ہونے کی وجہ سے
زبان شیخ باشد در و قول ملائکہ چنانکہ جبکہ حق تعالیٰ نے اُن کو تحقیق جو ہم جانتے ہیں اُس کو
شرح اُن در احتمال ثانی گذشت۔ ق تم نہیں جانتے کا کوڑا مارا تو سیدھے ہو گئے اور کہنے
فلو عرفوا نفوسہم لعلوا و لو علموا العصموا لگے کہ آپ پاک ہیں نہیں ہے علم ہم کو مگر اسی قدر کہ
ل یعنی اگر میدانستند ملائکہ نفوس خود را جس قدر آپ نے عطا فرمایا ہے آپ عزیز و حکم
کما ہی برائے عالم می بودند و می دانستند میں یعنی حق تعالیٰ سے اُن کے اس طرح سے منازعت
کہ ما وادہم و خلیفہ کل خواہند اگر میدانستند کرتے کے جواب میں کہا کہ سمجھو میں وہ چیز جانتا ہوں
اس را براہمنہ محفوظ و معصوم می بودند جس کو تم نہیں جانتے اور آدم علیہ السلام کے خلیفہ
از منازعت با حق و طعن و جرح و مآدم بنانے میں جو کچھ کہ آدم علیہ السلام سے ہو گا وہی میری ہیں
د تواند بود کہ بگوئی در توجیہ کلام کہ اگر مراد ہے اور خلیفہ بنانے میں میری مراد یہ ہے کہ

می شناختند ملائکہ و ذات و مقالق خود بر میرے تمام اسماء عفو و غفار و مسم و غیرہ کا ظہور ہوا سی
 آئندہ میدانستند کہ انچہ بہ نسبت آدم جگہ سے ہم سے نبی مکرم نے فرمایا ہے کہ اگر نہ کرتے گناہ تو میں
 کر دے و ساطت قدم شوم انسان ہرگز سب کو اپنے طرف اٹھالیتا اور دوسری مخلوق پیدا کرتا
 از آدم واقع نخواهد شد بلکہ واقع نخواهد شد اگر نہ کرتے گناہ کہ تے اور میں ان کو بخشا کہتے ہیں کہ ایک شخص
 شد مگر از انسان کہ روح انسان لطافت نے حضرت سہل بن عبد اللہ سری سے جو کہ دیارے فرست
 خواست و گرد معصیت نمی گرد و نقصان اور بحر حقیقت کے تیراک اور غوطہ غور تھے دریافت کیا
 خود و کمال مرتبہ انسان را معلوم می کردند کہ اللہ تعالیٰ کے خلق کے پیدا کرنے سے کیا مراد و مصلحت
 ہر آئندہ معصوم می ماند و محفوظ از ہے کہ لوگ گمراہی میں پڑے ہیں اور بُرے افعال کر رہے
 نزاع و جرح آدم و نزکیہ نفوس۔ بدانکہ ہیں اُس کے جواب میں اُس ملک حقیقت کے بادشاہ
 بعض مردم چون اطلاع بر حقیقت ملائکہ نے فرمایا ما ہم علیہ یعنی جس چیز کے لوگ مرتکب ہو رہے
 و حقیقت خود ندارند حیرانند و میگویند ہیں وہی حق کی عین مراد ہے باری تعالیٰ کا یہ قول اس
 کہ چرا ملک رسول نشد و چرا ملائکہ ما مستغفاً امر پر دلالت کرتا ہے کہ ملائکہ کا حق تعالیٰ سے منازعت
 رسول مشغول باشند چنانکہ گفت ان اللہ کرنا استفسار نہ تھا اگر استفسار ہوتا تو جواب نادر و
 و ملائکہ یصلون علی النبی و چرا حق تعالیٰ برابر ہوتا جو کچھ کہ اللہ تعالیٰ نے جواب میں کہا ہے وہ
 می فرماید و جعلناہ ملکا ليجعلناہ رجلا نادر و برابر نہیں ہے اور ہو سکتا ہے کہ نشاء سے مراد جو
 و اگر حقیقت خود و حقیقت ملائکہ معلوم کہ من حیث النشاء ہے نشاء ملائکہ ہو جو کہ سب حجاب
 میگردند می دانستند کہ ماکل ایم و عالم اور مورث غفلت ہے۔ جانکہ اے برادر چارارکان
 جز ما جبرئیل درماست و میکائیل درماست انسان میں مثل چارارکان مثل سرہ ممول کے ہیں جو کہ
 و اسرافیل درماست و عزرائیل درماست بعد ٹوٹنے اور کسر و انکسار کے ایک دوسرے سے ملنے

و خناس درماست و عزرائیل درماست کے بعد ہن کو سرخ کرتے ہیں یعنی ملائکہ لعن طعن جو کہ
 و ارض درماست و سما درماست و ہوا آدم علیہ کے خلیفہ بنانے کے بارے میں کر رہے تھے کہ آپ کے
 درماست و نار درماست و باد درماست حکم کے خلاف آدم علیہ السلام سے سرزد ہو گا اصل میں
 مایہ از چشم فکر باز کنی: بر زمین و زمانہ ناز کنی۔ یہ منازعت فرشتوں کی اللہ تعالیٰ سے تھی اسلئے کہ حکم
 آسمان و زمین طفیل تواند: تو امیری و جملہ خلیفانہ اور عادل یا کسی کے فعل پر اعتراض کرنا دراصل اُس سے
 اے برادر جن در تو ملک در تو بیت المعمور منازعت کرنا ہے اور جو کچھ کہ آدم علیہ السلام کے حق
 تو ی و شادستان تو ی و بیت المقدس میں کہ اس پر فساد و خون ریزی کریں گے کیا یہ عین وہ
 تو ی و بیت الاحرام تو ی و حجاز الاسود درست چیز ہے جو کہ ملائکہ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ واقع ہوئی
 و مکہ تو ی و مدینہ تو ی لا اقسام ہذا البلد و کیونکہ فساد و خون ریزی کرنا تو ای شہویہ عصیہ کا کام
 انت حل ہذا البلد تا آنکہ تو ی من و یار ہے اور یہی ملائکہ ارضیہ میں یعنی جو کچھ کہ ملائکوں نے آدم
 میگوئی و گریہ محب کجا است و محبوب کجا علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے کہا کہ یہ آپ
 و طالب کجا مطلوب کجا و حل این مطلب کی مخالفت کریگا تو اُس کی یہ مخالفت عین اللہ تعالیٰ
 در ترجمۃ الكتاب واقع شدہ است و کے ساتھ ہے جیسا کہ اس وقت بیان کیا گیا اور ہو سکتا
 درین قول شیخ قدس سرہ اشعار است کہ ہے کہ شیخ کے کلام کی یہ توجہ ہو یعنی فساد و خون ریزی
 علم موجب عصمت است از وقوع در کوئی چیز نہیں ہے صرف اللہ تعالیٰ سے منازعت کرنا
 ہمالک بدانکہ علم ہر عمل بہتر از ان عمل است ہے اور جو چیز کہ فرشتے آدم علیہ السلام کے بارے میں
 چنانکہ فقیر در انفاص النخا اص نوشتہ است کہتے تھے کہ یہ آپ کی عدول علمی کریگا یہی عین وہ چیز ہے
 ق ثم لم یفعلوا مع التجریح حتی زاوا قی کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی حکم عدولی کر رہے تھے لیکن ملائکہ
 الدعوی باہم علیہ من التقدیس والتسبیح اس کو نہیں سمجھتے تھے کہ جس چیز کیلئے ہم آدم پر طعن کر رہے

وعند آدم من الاسرار الالهيه ما لم يكني الملائكة
 تقف عليها مما سجدت ربها به ولا قد
 سه منها تقدس آدم وسجل جازست
 من در من الاسرار الالهيه ما به باشد و غير ان
 يعني پس قناعت و استادگی نکرده اند
 ملائکه بر تخریب و در وطن آدم که افساد و فساد
 و مار خواهد کرد بلکه تجاوز کرد و گذشتند
 جرات و وطن در آدم تا آنکه که زیادہ کردند
 در دعوی افساد و خون ریزی آدم عبادت
 و لطافت خود که ایشان بر آں بودند و تسبیح
 و تقدیس خود دیدند و حال آنکه نزدیک
 آدم از اسرار الہی اسما بودند و متواضعند
 ملائکہ کہ بر آنہا واقف و مطلع شوند پس
 تسبیح و تقدیس نکردند رب خود را بدان
 اسما و نہ تقدیس از لقائے آن اسما دیا
 بآن اسما و اگر عن را بمعنی یا گوئی چنانکہ
 تقدیس آدم باشد و تسبیح او و تقدیس شے
 متضرع است بر معرفت آن شے و ملائکہ
 علم با سمار کہ مخصوص بآدم باشند ندارند
 ہیں اسی جرم کا ارتکاب ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کر رہے
 ہیں یعنی جو کچھ کہ آدم علیہ السلام کے بارے میں کہا وہ
 خود کہا اور اس کی خبر نہیں رکھتے تھے اور یہ وہی حق ہے
 ظاہر اور سچائی مضبوط توجیہ مستحکم میں پس اگر ملائکہ کی
 اشارہ جو کہ آدم علیہ السلام کے معرفت و جمعیت سے
 آگاہ نہیں ہے اگر ملائکہ سے تقاضا نہ کرتی کہ وہ حق تعالیٰ
 سے نزاع کریں تو ملائکہ حق تعالیٰ سے ہرگز ہرگز معاذت
 نہ کرتے اور آدم علیہ السلام کے حق میں جو کہا ہے اس کو
 بھی نہ کہتے حالانکہ ملائکہ اس بات کا بھی شعور نہیں رکھتے
 کہ ہم آدم علیہ السلام کے حق میں کیا کہہ رہے ہیں اور
 جو کچھ ہم آدم علیہ کے حق میں کہہ رہے ہیں وہی فعل ہم
 سے اس وقت صادر ہو رہا ہے اور ہو گا تحقیق وہی
 فساد کرنا ہوا ہے لیکن نہیں جانتے جانو کہ قوامی غصہ
 و شہوہ جو کہ ملائکہ ارضی میں جس وقت نفس پر غالب
 ہوتے ہیں اور نفس کو اپنا تابعدار بنا لیتے ہیں اسوقت
 وہ نفس نفس امارہ ہو جاتا ہے اور جب کہ ملائکہ اشارہ
 انسانی میں ہیں تو انسان ایسے مقام پر پہنچا کہ جہاں پر دم
 کا گزر نہیں ہے اور اس مطلب کا کشف ترجمۃ الکتاب
 میں کیا گیا ہے تحقیق وہی فساد کرنا ہوا ہے جس حقیقت

پس نذرند تسبیح آدم و تقدیس او و در
قول شیخ قدس سرہ کہ لم یکن الملائکۃ نفق
علیہا باشد لطافتی است کہ در نفق الملائکۃ
نباشد ازین حاست کہ این گفتہ و اگر نہ
احضر بود و در لاقدرتہ عنہا چیزی است
از اسرار کہ در لاقدرتہ بہا نباشد و این
را مومن تو انیم گفتہ و کھر کشف و وجدان
خضر راہ تو نمی تواند شد۔ و مراد از ملائکہ
درین قول جمیع ملائکہ اندارضی و سماوی چہ
بیچ ملکہ صاحب جمیع اسماء الہی نیست و
این خلعت را جز بر دوش آدم پیدا کنند
و این نعمت را جز کام آدم فرو نہ برولے
برادر ہر ملک را مقامے است معلوم کہ
از ان مقام تجاوز نمی تواند نمود از ان
میگویند اگر یک سرے موئے برتر پریم
فروع تجلی بسوزد پریم۔ پس تسبیح او نباشد
مگر بآن مقام بخلاف ایشان کہ مقام
انسان حاوی جمیع مقامات است علوی
و سفلی و بہر مقلے تسبیح و تقدیس میگویند

اور اصل میں فساد اور خون ریزی کا صادر ہوتا تو ای
جسمانی سے تعلق رکھتا ہے تو ای روحانی و قلبی سے
تعلق نہیں رکھتا ہے۔ یہ دلیل واضح اور روشن ہے
کہ اہل جبروت و ملکوت اللہ تعالیٰ سے منازعت
کرے تو اسے نہیں بخنہ ان سے کوئی مخالفت نہیں تھی بلکہ
فساد و فسک و فساد کا شعور بھی نہیں رکھتے تھے اور
ہو سکتا ہے کہ قول شیخ قدس سرہ کا جو کہ لیس الا اسراع
ہے ملائکہ کے زبان سے اور ملنے والا قول سابق سے
ہو جو کہ التجمل فیہا تا آخر ہے۔ شیخ قدس سرہ کا قول جو
کہ وہو عین واقع منہم تا آخر ہے ملائکہ کے قول کے رد میں
شیخ کے زبان سے جس طرح سے کہ ان کی شرح اجمال
ثانی میں گذری۔ یعنی اگر ملائکہ اپنی ذوات و نفوس کو
جیسا کہ جاننے اور پہچاننے کا حق ہے جاننے تو ضرور
جاننے اور جاننے والے ہو کے کہ ہم حرو میں اور خلیفہ
کل ہے اور اگر ان کو سمجھ جائے اور جان جاتے اللہ
تعالیٰ سے منازعت اور خلیفہ کے حق میں نامناسب
الفاظ نہ نکالتے اور آدم کے حق میں جرح و طعن سے
معصوم و محفوظ رہتے اور ہو سکتا ہے کہ شیخ قدس
سرہ کے کلام کی تم یہ توجیہ کر دو کہ اگر فرشتے اپنی ذوات

بلکہ بمعصیت و مخالفت نیز تسبیح میگوید
 اور حقیقت کو پہچانتے تو مزدور جانتے کہ جو کچھ ہم خون ریزی
 باہم تو اب و غفار و عفو و رؤف و رحیم اور فساد کو آدم علیہ السلام کی طرف نسبت دے رہے
 و غیر آن چنانکہ گذشتہ کلام قدسی لولم ہیں وہ بغیر ہمارے قدم شوم کے آدم علیہ السلام سے
 الحدیث۔ پس باتصاف منققت سرزد نہ ہوگا اس لئے کہ روح انسانی اپنی صرافت پر ہے
 در عین کمال است خواب او عین بیداری اور معصیت کے گرد گھومتی نہیں ہے۔ یعنی روح سے
 باشد و غفلت او عین ہوشیاری چہر تخی معصیت و گناہ سرزد نہیں ہوتا ہے۔ جب اس چیز
 ابر و از کزی و نیست و کزی سایہ از صاحب کو فرشتے جان جاتے تو ان میں جس چیز کی کمی ہے اُس
 سایہ باشد و مخالفت طاہر عین القیاد و اطن کو بھی اور خلیفہ کے کمال و مرتبہ کو معلوم کر لیتے اور
 است۔ و ما من دایتہ الاخذ ساصالان اور اگر یہ تمام باتیں اُن کو معلوم ہو جاتیں تو اللہ تعالیٰ
 ربی علی صراط المستقیم پس طریق احوال حاج سے منازعت اور آم علیہ السلام کے حق میں جرح و
 چیست و را، کیست و مہی ربک ان طعن سے اور اپنے نفوس کے ترکہ سے محفوظ و معصوم
 لا تعبدوا الا ایاہ۔ بندہ خال از طاعت رہتے۔ حالانکہ بعض لوگ اپنی اور فرشتوں کی حقیقت
 مضل غافل نیست و از افاضہ و از اہل کو نہیں جانتے اور نظر نہیں رکھتے وہ حیران ہیں اور
 نہ و از جناب او قرار ندارد و بحال اسم کہتے ہیں کہ کیوں فرشتے رسول نہ ہوئے اور رسول کے
 ہادی قرار نہ دارد و بہ بشیر و تنذیر لوگاہے استغفار میں ملائکہ کیوں مشغول ہیں جس طرح سے
 نہ کند و خبر بفراق مضل آہے نزد و بخواند حق تعالیٰ نے خبر دی ہے تحقق اللہ اور اُس کے فرشتے
 شمشاد ساءہ برور ما از کہ کمتر است او پر نبی کے درد و بھیج رہے ہیں اور کس نے فرمایا ہے
 حکم امر بکوی راست و مرا ز شرعی راجز کہ اگر ہم فرشتہ کو رسول مانتے تو اُس کو بھی آدمی بناتے۔
 صدائے مس نہ نامور بپارہ چہ کند اگر اپنی اور فرشتوں کی حقیقت کو معلوم کرتے تو جانتے

والہ غالب علی امرہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون۔ پس ابو بکر خنداں باشند والو لب گریاں و ہر دو یارب خود سرے دارند و حرکزی و حلاوت و جو انمردی نیارند اگر ابو بکر مسرور است ابو لب معذور و لاوان لہم مقتدرون۔ پس در عدم اعتماد معذور باشند بگوش گل چہ سخن کردہ کہ خندان است۔ بہ عنید لب چہ فرمودہ کہ نالاں است۔ بلبل اگر از نغمہ سرای خود گل را شگفتہ کرد اند معوہ بے زبان بیچارہ چہ کند کہ دہاں او بار نشود کہ خوب ندارد۔ و یک خوش خرام را اگر در باغ گذارند ز مرغ و سیاہ را چہ کند کہ کار را او تباہ گرداند و باغبان فریاد رس آن شود و جرم عارف میگردد و میخواند کہ قوائے گل گوش بر آواز بلبل مسکنی کار مشکل می شود بر بے۔ بانان چمن۔ سبحان انداز کجا بکجا یارب سوے اصل مطلب بدانکہ چوں ملائکہ نفوس خود را کہ ہم گل ہیں اور عالم ہمارا جزو ہے جبریل ہم میں ہے میکائیل ہم میں ہے اسرافیل ہم میں ہے عزرائیل ہم میں ہے خناس ہم میں ہے عزائیل ہم میں ہے زمین ہم میں ہے آسمان ہم میں ہے ہوا ہم میں ہے آگ ہم میں ہے۔ مانند از چشم فکر باری کنی۔ بر زمین و زمانہ ناز کنی۔ آسمان و زمین طفیل تواند۔ تو امیری و جلال خیل تواند۔ اے بھائی جن تجھ میں ہے فرشتہ تجھ میں ہے بیت السموات تو ہی ہے۔ سارستان تو ہی ہے بیت المقدس تو ہی ہے۔ بیت الحرام تو ہی ہے۔ حجر الاسود تجھ میں ہے مکہ تو ہی ہے مدینہ تو ہی ہے۔ قسم کھاتا ہوں میں اس شہر کی اور تجھ کو قید نہ رہیگی اس شہر میں جب تک تو ہے من و بارکتا ہے نہیں محب کہاں ہے محبوب کہاں ہے طالب کہاں ہے مطلوب کہاں ہے اس مطلب کا حل تہجۃ الکتاب میں کیا گیا ہے۔ اور شیخ قدس سرہ کے اس قول میں اشعار ہے کہ علم ہلاکت کے وقت عصمت کا سبب ہوتا ہے۔ جانو کہ کسی چیز کا علم ہوتا اور اس پر عمل کرتا ہوتا ہے تو عمل کرنے سے علم علم افضل و بہتر ہے۔ جیسا کہ نفاس النحواں میں تحریر کیا گیا ہے۔ جائز ہے کہ من میں اسرار الالہیہ بیان ہو یا علاوہ اس کے ہو یعنی فرشتہ آدم علیہ السلام کے حق میں

نہا تشدد دعویٰ یسفاک دمار و فساد آدم | جرح و طعن پر بس نہیں کیا یعنی آدم علیہ السلام کے حق میں
 پیش کر دند تسبیح و تقدیس خود را دیدہ | فرشتے یہ کہہ کر خاموش نہیں ہو گئے یہ آدم زمین پر فساد
 نزہت و لطافت خود را بر آن دعویٰ | و خون ریزی کرین گئے بلکہ آدم علیہ السلام پر اپنی فضیلت
 مزید نمودند و انستند کہ مسیح اوست | اور بزرگی کا یہی دعویٰ کیا اور کہا کہ کیا ہم ترے تسبیح و
 و مقدس اولیٰ مسیح و یقدس بنفسہ بنفسہ | تقدیس کیلئے کافی نہیں ہیں اور اسی اُسی تسبیح و تقدیس کا
 فی الظاہر و مظهر عین ظاہر است ہوا اول | ذکر کیا جس پر وہ تھے حالانکہ آدم علیہ السلام کے اندر جو
 و الآخر و الظاہر و الباطن الا انہ بکل شئی | جمعیت اسماء الہیہ کی تھی اُس کو ملائکوں نے نہ جانا اور
 محیط۔ دنیا فتنہ کراہین دعویٰ موجب ترک | جن جن اسماء الہیہ سے آدم علیہ السلام حق تعالیٰ کی تسبیح
 است و مورت کفر۔ و میگوند بندہ کولوا | و تقدیس کرتے ہیں اُس سے بھی وہ واقف نہ ہوئے
 ملائکہ نیز مقبوض قادر مختار باشد چنانکہ | اور جن جن اسماء الہیہ سے آدم علیہ السلام نے حق تعالیٰ
 گذشت ہیں زمان پس ملائکہ را تو معذور | کی تسبیح و تقدیس کی اُن اُن اسماء الہیہ سے ملائکہ حق
 و از کہ دانای و توانا۔ توانا بود ہر کردنا بود | تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس نہ کر سکے اور نہ سمجھ سکے اور نہ
 زدانش دل پیر برتا بود۔ اگر چہ ملائکہ اہل | جان سکے۔ اگر عن کو معنی یا کو جیسا کہ آدم علیہ السلام
 ضعف اند و از باب عذر ترا عذر نہ اند | کی تسبیح و تقدیس ہے اس جگہ حضرت شیخ قدس سرہ
 تو گو تو داد خوان تو من خوان و او دان | یہ امر واضح فرما رہے ہیں کہ ایک تقدیس اور تسبیح ہوتی
 تو جان باش ازین تو تن باش او جان | ہے اور ایک اللہ تعالیٰ کے اسماء کی معرفت اور علم ہوتا
 و در بعض نسخہ نقف متروک است | ہے اس مقام پر اسماء کے معرفت کی فضیلت بیان
 ق فوصف الحق لنا ما جری لنقف عنہ | فرماتے ہیں کہ فرشتے اللہ کے صرف اُن اسماء کی معرفت
 و نتعلم الادب مع اللہ یعنی بیان کر د | رکھتے تھے جن کی وہ تسبیح اور تقدیس کرتے تھے جتنا کہ

حق تعالیٰ برائے مانچہ رقتہ لود در میان حق
تعالیٰ و ملائکہ کہ برابر حق اعتراض کردند و
آدم جراح و طعن و در عرضہ ندامت و
اعتراض آمدند و در مقام انفعال و ملات
استاد تا استادہ باشتم نزدیک حق و حکم
او و توقف نام نزدیک دعویٰ نزاہت
و جرح کس بتال صادق و اعتبار و اثق
پس ترک این خیال کنم و منازعت بایزد
متعال را یکو بہ ہم۔ ولا نخوص مع الخافین
و بیا اور ہم ادب با حق تعالیٰ یعنی زبان را
در کلام حرکت ندسیم و انچہ از ملائکہ صادر شد
از اصادر نشود و خبر التقیاد و قبول و عدم
نزاع در پیش مگر ہم چہ مرنیہ حق تعالیٰ جز
این حکم قبول نکنند۔ ق فلا تدعی ما نحن
محققون بہ و حاوون علیہ بالیقین
پس دعویٰ نکنیم ناچیزی را کہ مستحق باشتم
بدان چیز و عالم بحقیقت حال و
حاوی مسئل باشیم رآن یہ تقید و ضبط
یعنی پس دعویٰ نکنیم چیزی کہ دانستہ باشتم

وہ جانتے تھے اور آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے تمام
اسماء کے عارف تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
علم آدم الاسماء کلہا یعنی سکھا دیا آدم کو کل اسماء اور اس
جگہ قول شیخ قدس سرہ کہ لم تکن الملائکۃ نقف علیہا یعنی
واقف اور مطلع نہ ہو سکے میں بہت بڑی لطافت
ہے کہ جو لم نقف الملائکۃ (یعنی نہ واقف ہوئے فرشتے)
میں نہیں ہے اس وجہ سے ہم تکن الملائکۃ نقف علیہا
کہا ہے ورنہ ہم تقف الملائکۃ حضرتھا۔ اور لا قدستہ
عہما میں ایک ایسا راز و اسرار ہے کہ جو لا قدستہ ہما
میں نہیں ہے۔ اور اس کو ہم تم سے نہیں کہتے ہیں کشف
و وجدان تمہارا احصر راہ ہو سکتا ہے یہ راز و اسرار
تم کو کشف و وجدان سے معلوم ہوگا اور اس قول میں
ملائکہ سے مراد تمام ملائکہ ارضی و سماوی ہیں اس لئے کہ
کوئی فرشتہ تمام کل اسماء الئیہ کا جامع اور مالک نہیں ہے
اور اس خلعت کو سوائے آدم علیہ السلام کے کدھے
کے کسی دوسرے کے کدھے پر نہیں ڈالا اور اس لغت
کو سوائے آدم علیہ السلام کے خلق کے کسی نے نہ چکھا ہے
میرے بھائیو ہر فرشتوں کیلئے ایک مقام معلوم ہے کہ
اس مقام سے آگے نہیں بڑھ سکتے اسی مقام پر کہتے

وداشته چہ جمیع کمالات مراد را باشد کہ ظاہر ہیں کہ اگر بال کے برابر آگے بڑھیں تو تجلی کے روشنی
 مایم و باطن اور غلط ظاہر و دست و باطن اور سے ہمارے پر جل جائیں پس جس مقام پر ملائک میں
 مایم و درمیانہ ہو یومیم۔ پس دعویٰ ہر چیز اسی مقام سے حق تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں بخلاف
 و دیدن ہر کمال در خود ارجل باشد و جب مقام انسان کے کہ مقام انسان تمام مقامات علوی
 و غفلت و عجب و تکلیف لانا ان نطق و سفلی کا عادی ہے اور ہر مقام سے حق تعالیٰ کی تسبیح
 فی الدعویٰ انعم بہا مالیس لنا بحال ولا نحن و تقدیس کر رہا ہے یہاں تک کہ مخالفت و معصیت
 فیہ علی علم ففصل پس چگونہ سزاوارت کی صورت میں بھی حق تعالیٰ کے اسماء کی جو کہ غفار
 ہا کہ عنان را سردیم در دعویٰ و عام گردانم و غفور و رؤف و رحیم ہے و منعم و قہار و غیرہ وغیرہ
 و در ضمن دعویٰ بخود نسبت بدہم چیز کی کہ ہیں تسبیح و تقدیس کر رہا ہے جیسا کہ کلام قدسی سے
 نباشد برائے مایم و باطن و علم و دے بخاریم ظاہر ہے لولم بدو الحدیث۔ ایسی صورت میں
 پس نصیحت و رسوا شویم یعنی دعویٰ چیز کی معصیت کے صفت سے مستصف ہونا اُس کا عین
 کہ برائے ما نباشد ہیچ و چہ نہ در حقیقت کمال ہے غیند اُس کی عین بیداری اور غفلت
 و نہ در انتساب۔ و دعویٰ چیز کی کہ عالم اُس کی عین ہوشیاری ہے اس لئے کہ ابرو کی
 وے نباشیم کنیم چنانکہ ملائکہ دعویٰ اہلیت اُس کے بڑھائی میں ہے۔ سایہ کا ٹیڑھا ہونا جس کا
 خلافت و قابلیت این منصب عالی کردند سایہ ہے اُس کا ٹیڑھا ہونا ہے مخالفت ظاہری
 و قابلیت و قابلیت ہیچ و جہند اشتند و عین تابعداری باطن ہے۔ اور کوئی دایتہ نہیں ہے
 عالم نمودند بحال آدم و استحقاق و بخلاف مگر یہ کی اُس کی پیشانی اللہ تعالیٰ پکڑے ہوئے ہے
 و دعویٰ این حکم کردند ہرگز ملک مستحق خلافت تحقیق میرا رب صراط مستقیم پر ہے پس کون ہی
 نباشد۔ مستحق خلافت انسان است راہ ٹیڑھی ہے اور اس کا راستہ کیا ہے پروردگار کا

و فساد و سفک بحال خود باشند در این
 معنی در انسان باشند انسان افضل از
 فضل ملائکہ است و استحقاق خلافت
 نظر با حاطہ علم است نہ نظر بہ کثرت تسبیح
 و تقدیس چون ملائکہ سوال و دعویٰ نکنیم -
 و اگر چون ایشان فیض و رسوخویم -
 باطلال دعویٰ نزدیک خدا تعالیٰ و اہل
 آنکہ عارف با مور باشند کہ ای چنانکہ باطلال
 کرد حق تعالیٰ دعویٰ ملائکہ - ق نہدا
 تعریف الالہی مآداب الحق بہ عبادت
 الادبار الامار الخلفاء پس این تعلیم
 الہی و تلقین کہ در قصہ ملائکہ و آدم باشند
 از جماعہ تلقین با است کہ در مآداب ساختہ است
 حق تعالیٰ بندگان خود را کہ صاحب و قابل
 ادب باشند با حق و مردان دے و امتنان
 و صاحب امانت بر اسرار وے کہ خیانت
 مکتید وے حکم صرف و تصرف نہ نمایند و
 خلفا باشند و صاحب خلافت و حافظ
 مخلق را از ہلاک و انعدام - فائز لاخر کون
 حکم ہو چکا ہے کہ سوائے اُس کے دوسرے کی عبادت
 نہ کی جائے - مگر وہ بندہ اسم مفضل کے تابعداری سے
 غافل نہیں ہے اور اس کے فیض سے محروم نہیں ہے
 اور ہر وقت اسم مفضل کے دربار میں ہے کسی حالت
 میں اُس کے دربار سے فرار نہیں ہے اسم ہادی کے
 چہرہ مبارک پر اُس کی نظر نہیں ہے اور اسم ہادی
 کے ڈرانے یا خوش خبری دینے پر توجہ نہیں کرتا اور
 اسم مفضل کیلئے ہر وقت آہ کھینچتا رہتا ہے اور کہتا
 ہے کہ ہمارا شمشاد جو ہماری پرورش کر رہا ہے وہ
 کس سے کم ہے عالم میں تکوین کا حکم جاری ہے حکم
 تشریعی سوا خدا کے اور کچھ نہیں ہے ادا مردانہی
 لانے والے بیچارے کیا کریں اللہ تعالیٰ ہر کام کے
 اوپر غلبہ رکھتا ہے لیکن اکثر لوگ اس کو نہیں جانتے
 اب سنو کہ ابوبکر ہنسنے والے ہیں اور ابولعب رونے
 والا اور دونوں اپنے اپنے رب کے نزدیک ایک
 سر یعنی بھید رکھتے ہیں اور سوائے کجی و جلالت
 و جوان مروی کے کوئی خبر نہیں لائے اگر ابوبکر مسرور
 ہیں تو ابولعب معذور ہے اور نہیں دیا جائیگا حکم کہ
 عذر کریں پس عذر نہ کرنے میں بھی وہ معذور ہیں۔

المستم علی امرہ تعالیٰ تعجل بہ حتی بانی علیم
 مانہ انہ تعالیٰ علیہ رحمہ و شیبانہ قثم رجوع
 الی الحکمت ل این شروع است در میان
 ارتباط حق بخلق و مراتب تنزلات او اگرچہ
 ہر یکے عین دیگرے باشند در میان آنکہ انسان
 مخلوق است بصورت حق و این مبنی است
 بر چند حکم بنا بر این مقدم کردہ شد ند حکم بدستور
 بریں بیان پس گفت قثم رجوع الی الحکمتہ -
 یعنی پست رجوع میکنم ازین حکایت کہ رفت
 بسوئے صلتہ و معرفتہ کہ موجب نجات باشند
 از جنگ اوہام و شکوک - ق منقول اعلم
 ان اسوا الکلیتہ وان لم یکن لہا وجود فی عینہا
 فی معقولہ معلومہ ملاسک فی الدین فہی
 باطنہ ل یعنی پس میگوئیم کہ بدانکہ امور کلیہ
 چون علم و حیات مثلاً اگرچہ در خارج تحقیقہ
 ندارد و نظر بذات و از غیر اعتبار عرض مجودی
 ندارد لیکن مراہم را وجودے ہست در
 عقل و معلوم اند بے شک و ثابت در ذہن
 پس آن امور باطن اند کہ معقول اند و معلوم
 پھول کے کان میں کیا بات کہدی کہ وہ ہنس رہا ہے
 اور بلبل سے کیا بات چیت کی کہ وہ نالان و پریشان ہے
 بلبل اگر اپنے نغمہ سرائی سے پھول کو خوش اور شگفتہ کرتا
 ہے صغوہ بے زبان بیچارہ کیا کرے کہ منہ اُس کا نہیں
 کھلتا اور اچھی آواز نہیں رکھتا۔ اگر کبک خوش خرام
 کو بلغ میں چھوڑ دین تو زاغ رو سیاہ کیا کرے کہ
 اُس کا کام تباہ ہو جاوے اسی وجہ سے عارف روتا
 ہے اور کہتا ہے۔ اے معشوق حقیقی اگر تو بلبل کے
 آواز پر کان کھوئے گا تو چمن کے پے زبانوں پر بہت ہی
 گران گذریگا۔ سبحان اللہ کماں تھے کماں آگئے پھر
 ہم اصل مطلب کی طرف لوٹتے ہیں۔ جانو کہ جبکہ ملائکوں
 اپنے نفوس و ذوات کو نہیں پہچانا اس وجہ سے
 آدم علیہ السلام کے فساد و خون ریزی کو آگے کیا اور
 حق تعالیٰ سے منازعت کرنے لگے اور بھراس کہنے پر بھی
 اکتفا نہیں کیا مزید کہا کہ ہم میں پاکیزگی و لطافت ہے
 اور یہ نہ جانا اور نہ سمجھا کہ مسیح اور مقدس وہی ہے
 خود بخود وہی تسبیح اور تقدیس اپنے نفس سے اپنے
 نفس کیلئے ہر ہر نظر میں کرنا ہے اور مظهر عین ظاہر ہے
 وہی اول ہے وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن

ق لا تنزول عن الوجود العینی ل یعنی ہے تحقق وہ ہر شے کا محیط ہے اور ملائکہ نے یہ نہ سمجھا
 باوجود آنکہ خود وجود تدارند در خارج جلا کہ ہمارا یہ دعویٰ موجب شرک اور مورت کفر ہے۔
 نمی شوند از وجود موجود عینی کہ موجود عینی حضرت شیخ محب اللہ آبادی اس مقام پر فرماتے
 بے انہما مقصد نیست پس علم و حیات اگرچہ ہیں کہ فرشتوں کی نیاں بھی قادر مختار کے قبضہ میں
 باطن اندام از وجود عینی جدا نیستند و عالم مقبوض ہیں جیسا کہ اس وقت گذرا پس تم بھی فرشتوں
 وحی بدون انہما شوتے تدارند و در بعضے کو معذور رکھو کہ تم توانا اور جلنے والے ہو۔ توانا بود
 نسخہ لا تنزال عن الوجود العینی واقع است ہرگز دانا بود۔ ز دانش دل سر برنا بود۔ اگرچہ ملائکہ
 بجائے لا تنزول از ازالہ باشند مفعول را اہل ضعف اور ارباب عذر ہیں کہ تم کو معذور نہیں رکھا
 و عینی یقین است و بار موحہ۔ یعنی تو کو تو اوخوان تو من خوان و او دان۔ تو جان باش
 امور کلیہ باطن و دور جدا کردہ نمی شوند از و او ن تو ن باش او جان۔ اور بعضے نسخوں میں تقف
 وجود العینی ممکن نیست کہ امور مذکور باطن متروک ہے۔ یعنی ہمارے لئے حق تعالیٰ نے آدم علیہ السلام
 و عینی نباشند۔ و تواند بود کہ وجود عینی بحال اور ملائکوں کا حال بیان کیا جیسا کہ گذرا وہ یہ ہے کہ
 سابق باشد۔ ق ولہا الحکم والاترفی کل ملائکوں نے اللہ تعالیٰ سے خلیفہ کے بنانے پر اعتراض
 مالموجود عینی بل ہو عین لا غیر یا اعیان کیا اور آدم علیہ السلام کے حق میں طعن و جرات کی
 الموجودات العینہ و لم سزول ملک الحقائق اور اعتراض و ندامت کے میدان میں اگر حق تعالیٰ
 الکلمہ عن کوہنا فقولہ فی نفسہا ل یعنی مر سے منارعت کرنے لگے اور ملامت اور انفعال کے
 آن امور است حکم و اثر در ہر چیز ہے کہ مر مقام پر کھڑے ہو گئے ہم سے اس لئے بیان کیا کہ ہم
 اور موجود عینی باشد چہ اگر مر موجود وحی را اللہ اور اُس کے حکم کے سامنے ادب سے کھڑے
 مثلاً وجود و حیات نباشد موجود وحی نباشد رہیں۔ اور بڑائی و بزرگی و پاکیزگی کا اللہ تعالیٰ کے

و متصف بکمالات نشود و ہم جنس علم و ارادہ
 حاکم اند و ماہر در عالم و مرید پسترا غراض
 کہ ازین قول و گفت بل ہو اعتبار یعنی بلکہ
 موجود یعنی عین امور کلیہ است یعنی غیر آہنا
 نیست چنانکہ گفت لا غیر ہا پس قول شیخ
 قدس سرہ کہ اعیان موجودات العینہ
 باشد تفسیر ہواست کہ در بل ہو باشد یعنی
 مراد میدارم از ہوا عیان موجودات خارجی
 یعنی اعیانان موجودات خارجی عین امور
 کلیہ اند پس مراد امور کلیہ را حکم و اثر در مالہ
 الوجود العینی کہ عین ثابتہ باشد ہرگز نیست
 بلکہ حکم و اثر در القاف عین اعیان ثابتہ است
 چہ مالہ الوجود العینی کہ عین ثابتہ باشد حکم
 وجود و علم و حیات و ارادہ موجود است
 و عالم وحی و مرید پس حکم و تاثیر امور کلیہ
 چون وجود و حیات و علم و قدرت مثلاً در
 امور کلیہ کہ اعیان موجودات خارجی باشند
 نیست بلکہ در اقصان است و امور نہ کور
 باوجود آنکہ حکم و تاثیر دارند و در وجدان
 ساتھ دعویٰ نہ کریں اور کسی پر طعن و جرح کرتے سے پرہیز
 کریں اور بہ تامل صادق و اعتبار و اثبات سوچیں اور سمجھیں
 اور اس مثال خام سے باز رہیں اور منازعت حق تعالیٰ
 در میان میں نہ لادیں اور مت کر غور و خوض ساتھ خوف
 کھانیوالوں کے اللہ تعالیٰ کے اس حکایت سے ادب کیجیں
 یعنی زبان کو اللہ تعالیٰ کے حضور میں حرکت نہ دیں اور جو
 کچھ کہ فرشتوں سے صادر ہوا ہم سے صادر نہ ہوتا بلکہ
 اور قبول احکام کے علاوہ دوسرا کام ہمارا نہ ہو کیونکہ
 اللہ تعالیٰ کے حکمت و معرفت کے قبول کرنا کم مرتبہ ہوا
 اس حکم کے دوسری چیز کو قبول نہیں کرتا۔ یعنی ہم اُس
 چیز کا دعویٰ اللہ تعالیٰ سے نہ کریں جو ہمارے لئے
 سزاوار نہیں ہے اس لئے کہ ہم اپنی اور حق کی حقیقت
 کو پہچانتے ہیں اور کل امور کے احاطہ کر نیوالے ہیں
 ہمارے لئے زیادہ مناسب یہی ہے کہ جو چیز ہمارے لئے
 نہیں ہے اُس چیز کا دعویٰ کسی حال میں بھی ہم حق
 تعالیٰ سے نہ کریں کیونکہ تمام کمالات اُسی کے ہیں ظاہر
 ہم ہیں اور باطن وہ ہے یہ غلط ہے ظاہر وہی ہے باطن
 وہی ہے ہم اور تم جو درمیان میں ہے یہ دہم ہی دہم
 ہے اصل میں حق ہے پس ہر اُس چیز کا دعویٰ جس کے

نمیشوند از معقولیہ کہ نظریات معقول اند ہم سستی نہیں ہیں اور ہر اس چیز کا کمال اپنے میں دیکھنا جہل
چنانکہ گفت ق ولم یزل ملک الخالق اور حجاب اور غفلت اور غرور ہے۔ یعنی ہمارے لئے کس طرح
الا ولم یزل از مال نزول است سے یہ سزاوار ہے کہ دعویٰ کے نگام کو ہم عام کر دیں اور چھوڑ دیں
پس باوجود آنکہ آن امور از وجود یعنی جدا اور اپنے دعویٰ کے زعم میں اپنے وجود و کمالات کو اپنی طرف
نیستند و حکمے و اثرے دارند۔ اما نظریات نسبت دیں یعنی ایسی چیز کا دعویٰ ہم نہ کریں جو ہمارے لئے
و تعین خود معقول اند۔ ق فی الظاہرۃ حقیقتاً اور نسبت کسی طرح جائز نہیں ہے اور ایسے چیز کا
من حیث اعیان الموجودات کما ہی الباطنہ بھی دعویٰ نہ کریں جس کا علم ہم نہیں رکھتے اگر ایسی چیز دنیا
من حیث معقولات ل یعنی پس امور کلیہ ہم دعویٰ کریں گے جو ہمارے لئے کسی طرح سزاوار نہیں ہے
ظاہر اند نظر باعیان موجودات خارجی و تو سوائے فیضیت اور رسوائی کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔
احکام و آثارے کہ ظاہر اند از موجودات جس طرح سے کہ ملائکہ کہ اہلیت اور قابلیت ان میں
خارجی پھر اعیان موجودات خارجی و آثار وہ سستی نہ تھے اور آدم کی حقیقت اور اپنی حقیقت سے
آن ظاہر اند و اعیان موجودات خارجی عین آن امور کلیہ معقولہ اند چنانچہ امور مذکور
باطن اند نظریہ معقولیہ آن پھر نظریات استحقاق کو نہیں جانتے تھے اگر جانتے تو جان جلتے کہ ہم
خود خودی در خارج ندارند ق فاستناد خلافت کے سستی نہیں ہے خلافت کا سستی انسان ہے
کل موجود یعنی ہذاہ الامور الطبیئۃ اللقی اور فساد و خون ریزی اپنے حال پر ہے اور یہ معنی ہر
ایکمن فیہا عن العقل ولا یکمن وجودہا انسان میں نہیں ہے افضل انسان ملائکہ سے افضل ہے
فی العین وجود و نزول یہ عن ان یکون اور خلافت کا سستی ہونا احاطہ علمی کے نظر سے بہت کثرت
معقولہ سوا ل یعنی پس استناد ہر موجود طاعت و تسبیح و تقدیس کے نظر سے نہیں ہے پس مثل

یعنی باین امور کلیہ و انتساب آن بسوے فرشتوں کے ہم دعویٰ نہ کریں۔ نہیں تو مثل اُن کے ہم امور مذکورہ کہ ممکن نباشد رفع و برداشت اُن بھی اپنے جھوٹے دعویٰ سے اللہ تعالیٰ اور اُس کے اُن از عقل ازان کہ اُن امور عقلی باشند اہل کے نزدیک جو کہ ہر امور کے عارف ہیں فضیلت و ممکن نیست وجود اُن امور در خارج کہ در سوا ہوں گے اور اُن کو بھی سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے براہ سبب اُن وجود از معقولیت و ماطنہ فرشتوں کا دعویٰ کس طرح جھٹلایا ہے۔ پس تعلیم برابر است یعنی انتساب ہر موجود عینی واجب الہی اور تلقین موسیٰ جو کہ فرشتوں اور اللہ تعالیٰ کے ممکن بسوی اِن امور کلی کہ نظر بذات و از در میان منازعت کے قصہ میں ہے اُن جملہ تلقینوں غیر اعتبار عروض و معروضات را وجود سے میں سے ہے کہ جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں ندرند و از معقولیہ صرف و باطنیہ خالص کو جو کہ قابل ادب ہیں اُن کو ادب سکھاتا ہے اور نمی برائند برابر است چہ در ہمہ صورت وہ ادب کرتے ہیں اور علاوہ اس کے اللہ تعالیٰ کے مراور کلی را حکمے و اثرے باشند و گمان نہ جو ان مردوں سے جو کہ امین ہیں اور اُس کے اسرار بری کہ حکم و تاثیر امور کلی در ممکن باشد و بس کے امانت رکھنے والے ہیں وہ خلفاء اور صاحب و در بعضے نسخہ کلمہ سواۃً متروک است و خلافت ہیں اور ہلاکت اور انعدام سے خلق کو بچاتے برین تقدیر خبر مسد کہ استناد کلی موجود عینی ہیں اور حفاظت کرتے ہیں اُن کو بھی اللہ تعالیٰ ادب باشد و قول اول لہذا الامور النکلیہ است یعنی استناد سکھاتا ہے اور وہ صاحب ادب ہیں تحقیق وہ ہر موجود عینی بسوی اُن امور است یعنی واجب الہی و استناد و انتساب برابر اند کہ وہ لوگ زبان کو حرکت نہیں دیتے اور اوپر اللہ تعالیٰ و ممکن درین استناد و انتساب برابر اند کہ حکم کے اور جلدی نہیں کرتے یہاں تک کہ اُس کا این قول بر تقدیر اول متعلق است باستناد شرح و بیان ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے شرح و سوا خبر است استناد و سوا کان ذلک و بیان کا ذمہ دار ہے۔ یہ بیان ارتباط حق کا جو کہ

الموجود العینی موقناً او غیر موقناً او غیر موقت خلق کے ساتھ ہے اُس کا اور حق کے مراتب کے سرالت کا بلکہ
بسبب الموقت و غیر الموقت الی ہذا لامر حق و خلق ایک دوسرے کے عین ہیں اُس کا اور یہ کہ
الکلی نسبت واحدہ ل یعنی برابر است کہ انسان حق کی صورت پر پیدا کیا گیا ہے شروع کیا جاتا
باشد موجود عینی موقت بمعنی زبانی چنانکہ ہے یہ بیان چند حکمتوں پر مبنی ہے اس لئے اُس بیان
مکن حادث یا عمر موقت زبانی چنانکہ ممکن ہے پہلے اُن حکمتوں کو بیان کرنا مقدم ہوا۔ حضرت
قدیم و قدیم واجب نسبت زبانی و غیر شیخ ابن عربی قدس سرہ العزیز ہم سب کو اس حکایت
زبانی بسوئے امر کلی و معقول یکساں است سے اُس حکمت و معرفت کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ
و در محکوم و متاثر شدن ازاں امر ہر دو وہ حکمت و معرفت ہم سب کو حکمت و معرفت سکھائی ملی
موجود و مشترک اند و سادہی موجود زبانی اور اوہام باطلہ اور سکوک کے جنگل سے نجات
و غیر زبانی دراستناد بسوئے امر کلی محفل و دلائل و الی ہے پس ہم سب پر لازم و فرض ہے کہ اُس
مضر نیست و حکم باین کہ امر کلی در اک موجود حکمت کو سمجھیں کہ وہ حکمت اور معرفت کیا ہے۔ حضرت
عین آن قدیم باشد و در موجودی دیگر شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ سمجھو کہ امور کلیہ تلاً علم و
غیر آن و حادث منافی و حدت نسبت حیات کا اگرچہ خارج ہیں کوئی وجود نہیں ہے اور نظر
ہر دو بسوئے امر کلی نباشد این حکم باقتضای بذات خود میں بغیر عروض کے موجود و ظاہر نہیں
محال امر کلی است کہ ہر موجودات عینی باشند ہوتے لیکن اُس کا وجود عقل میں ہے اور معلوم ہے
چہر محال را سر و را امر کلی حکمے متاثر ہے است اور بے شک و شبہ ثابت ہیں پس وہ امور باطنی میں
چنانکہ ق غیر آن ہذا امور کلی میں کہ معقول اور معلوم میں ذہن میں۔ یعنی باوجود
تراجع الیہ حکم من الموجودات العینہ بحسب اس کے کہ وہ خارج میں کوئی وجود نہیں رکھتے لیکن
ماطلبہ حقائق تنک الموجودات العینہ موجود عینی سے جدا نہیں ہوتے اس لئے کہ موجود عینی

کسبۃ العلم الی العالم والجمیۃ الی الکی فا
 حیوۃ حقیقتاً معقولہ والعلم حقیقتہ معقولہ
 متمیزہ عن الکیات لکما ان الکیات متمیزہ
 عن الکی یعنی لیکن بدرستیکہ بسوی این امر کلی
 معقول راجع یشود و تاثر می کند و ردے
 حکم از موجودات خارجہ بحسب مقتضائے
 حقائق آن موجودات چنانکہ نسبت علم
 بسوی عالم و نسبت حیات بسوی حی
 پس حیات حقیقت معقولہ است و علم
 حقیقت المعقولہ متمیزہ است از حیات
 چنانچہ حیات از علم یعنی مرام معقول کلی را
 حکمہ و اثرے است در موجود یعنی دلبسوی
 سر موجود یعنی از واجب و ممکن مستند است
 علی السویہ کہ نسبت موقت و غیر موقت
 بسوی امر کلی برابر باشد لیکن متعین یشود
 مرام کلی را حکمہ از موجودات خارجی کہ محال
 امر کلی باشد چنانچہ تقاضا کند پس امر کلی
 را در اک موجود و حالت دیگر باشد بحسب
 حقیقت آن و در موجود دے دیگر بحسب

بغیر ان کے مصور نہیں ہیں اور عالم وحی بغیر ان کے
 ثبوت نہیں رکھتے۔ پس علم وحیات اگرچہ باطن میں لیکن
 موجود یعنی سے جدا نہیں ہیں اور عالم وحی کا ثبوت انھیں
 سے ہے۔ بعضے نسخوں میں لایزال عن الوجود العینی واقع
 ہے بجائے لارول عن الوجود العینی کے اسی صورت
 میں لارال ازالہ سے ہے اور مفعول کیلئے مبنی ہے اور
 عینی عین اور بائے موحده سے ہے یعنی امور
 کلیہ باطن میں لیکن موجود یعنی سے دور و جدا نہیں کئے
 جاسکتے یہ ممکن نہیں ہے کہ امور کلیہ باطن اور عینی نہ ہوا
 اور ہو سکتا ہے کہ وجود عینی اپنے سابق پر ہو۔ یعنی خاص
 ان امور کیلئے کہ جن کیلئے وجود عینی ہے امور کلیہ کا
 حکم دائرہ ہے کیونکہ اگر موجود وحی کو مثلاً وجود وحیات
 نہ ہوتا موجود وحی نہیں ہو سکتے اور کمالات سے
 متصف بھی نہ ہوں گے اسی طرح علم و ارادہ حاکم میں
 اور عالم مرید میں اثر کر نیوایے ہیں پس اس قول سے
 اغراض کیا اور کہا بل ہو عینہا۔ یعنی بلکہ وجود عینی
 عین امور کلیہ میں ان کے علاوہ نہیں ہیں جیسا کہ لاغیر ہا
 کہا گیا۔ شیخ قدس سرہ کا قول جو کہ اعیان الموجودات
 العینہ ہے ہو کی تفسیر ہے جو کہ بل ہو میں ہے ہو سے مراد

حقیقت وہ چنانکہ عنقریب مکشوف
 می شود پس نسبت علم بسوے ہر عالم نسبت
 خارجی عین امور کلیہ ہیں بس امور کلیہ کا جو کچھ حکم و اثر
 مالاہ الوجود العینی میں کہ عین ثابتہ ہے ہرگز نہیں ہے بلکہ
 حکم و اثر اعیان ثابتہ کے انصاف میں ہے کیونکہ مالاہ الوجود
 العینی کہ ہیں عین ثابتہ ہے بحکم وجود و حیات و ارادہ
 موجود ہے اور عالم وحی و مرید ہیں پس حکم و تاثیر
 امور کلہ مثل وجود و حیات اور علم و مدرت مثلاً امور کلہ
 ہیں اعیان موجودات خارجی میں اُس کا حکم و اثر نہیں
 ہے بلکہ حکم و اثر انصاف میں ہے اور امور مذکور باوجود
 اس کے کہ حکم و تاثیر رکھتے ہیں معقولیت سے دور جدا
 نہیں ہو سکتے اس لئے کہ وہ بذات خود معقول ہیں جیسا
 کہ گذر چکا۔ لم یزل زال رزول سے ہے۔ یعنی باوجود
 اس کے کہ امور کلہ وجود عینی سے جدا نہیں ہیں اور
 حکم و اثر رکھتے ہیں لیکن اپنے عین و ذات کی نظر سے
 معقول ہیں۔ یعنی امور کلیہ اعیان موجودات خارجی
 میں ظاہر ہیں اور موجودات خارجی میں اُن کے
 احکام و اثرات کا ظہور ہے کیونکہ اعیان موجودات
 خارجی میں اُن کے آثار ظاہر ہیں اور اعیان موجودات
 خارجی عین اُس امور کلہ معقولہ کے ہیں جیسا کہ امور

و میگویم در حق علم انسان کہ آن علم حادث است
 و مسبوق بعدم و زبانی پس علم باری تعالی
 از حکم محال باشد کہ واجب تعالی قدیم است
 و حدوث علم انسان سر از حکم محل باشد
 کہ انسان حادث است و ہم چنین حیات
 پس ہر موجود یعنی را کہ محل از کلی باشد حکم
 و تاثیر است در امر کلی و ہم چنین ملک
 اگر ملک قدیم است چنانکہ عقول عشرہ پس
 علم و حیات آنها قدیم باشد و اگر حادث
 باشد پس حادث ازین جا است کہ ملک
 را درین جا ذکر نکرد کہ حکم او متعلق معلوم توان
 کرد و حقیقت امر کلی در جمیع محال یکی است
 و نسبت آن بسوئے ہر محل برابر۔ ق
 فانظر الی ما حده الاضافۃ من الحکم فی
 ہذہ الحقیقۃ المعقولیۃ والطرالی ہذہ تباط
 بین المعقولات والموجودات العینہ ل
 یعنی نظر کن بسوئے چیزی کہ پیدا کردہ است
 آنرا اضافہ و نظر کن بسوئے ارتباط
 و مواصلت میان معقولات کہ نظریات
 امور کلیہ کا دونوں میں برابر ہے یہ قول پہلی صورت پر
 استناد سے متعلق ہے اور سوا ۱۷ اُس کی خبر ہے۔ یعنی
 برابر ہے کہ ہر موجود یعنی موقت بمعنی زبانی جیسے کہ
 ممکن حادث یا غیر موقت بمعنی غیر زبانی جیسے کہ ممکن قدیم
 اور قدیم و واجب کی نسبت زبانی و غیر زبانی امر کلی
 و امر معقول کی طرف برابر ہے اور دونوں اُس کے
 حکم سے محکوم و متاثر ہیں دونوں موجود زبانی اور
 غیر زبانی استناد میں امر کلی کی طرف برابر ہونے میں
 محل و مضر نہیں ہیں اور یہ حکم کہ امر کلی ایک موجود میں
 اُس کا عین و قدیم ہے اور دوسرے موجود میں خلاف
 ہوں گے و علاوہ اس کے ہے اور وہ حادث ہے یہ امر
 دونوں طرف نسبت کرنے سے امر کلی کے وحدت کے
 منافی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ حکم و اثر امر کلی کا موجودات
 عینی کے محال کے اقتضائے سے ہے اس لئے کہ محال کا
 بھی حکم و اثر امر کلی میں ہے۔ لیکن اس امر کلی معقول
 کی طرف وہی حکم راجع ہوئے اور استناد و نسبت
 پاتے اور تاثیر کرتے ہیں جس کو موجودات خارجہ
 کے اعیان کے حقائق اپنے اپنے استوارات کے
 مطابق جیسے کہ وہ ہیں طلب و تقاضا کرتے ہیں

وجود عینی ندارد و میان موجودات عینی پس جیسے کہ علم کی نسبت عالم کی طرف اور حیات کی نسبت
 قدم واجب تعالیٰ را نسبت آن علم بسوئے جی کی طرف ہے حیات حقیقت معقولہ ہے اور علم حقیقت
 واجب تعالیٰ پیدا کردہ است وحدوث معقولہ حیات سے متمیز ہے جس طرح سے حیات حقیقت
 علم الانسان و ہر حادث را اضافتہ نسبت معقولہ علم سے متمیز ہے یعنی امر کلی معقولہ کو موجودات عینی
 آن علم بسوئے انسان و ہر حادث پیدا کردہ خارج میں خاص ایک حکم و اثر ہے اور ہر موجود عینی ممکن
 پس مرتبط شدہ ہر واحد از امر کلی و موجود و واجب کی طرف برابرستند و نسبت میں یعنی نسبت
 عینی بدیگرے ارتباط کلی و اگر نہ بتاثر زبانی و غیر زبانی (موقت و غیر موقت) امر کلی معقول
 یکے در دیگرے ارتباط حاصل است و حکم کی طرف برابر ہے لیکن موجودات خارجی جو کہ محال خاص
 یکے در دیگرے کافی باشند برائے ارتباط امر کلی کے ہیں ان کے اقتضاء و استعدادات کے موافق
 پس محل و اضافتہ امر کلی بسوئے وے و موافق حکم و اثر امر کلی کا ان محال سے خاص اور متعین
 در وے حکم و اثر کرد و قدم وحدوث ہوتا ہے پس امر کلی کی ایک موجود میں اُس کے حقیقت
 بخشد چنانکہ میشوی۔ قی حکم عالم واستعداد کے اقتضاء کے موافق دوسری حالت ہوتی
 علی من قام بہ انہ عالم حکم الموصوف نہ ہے اور دوسرے موجود میں اُس کی حقیقت واستعدادات
 علی العلم یا نہ حادث فی الحق الحادث کے اقتضاء کے موافق دوسری حالت ہوتی ہے علم کی
 قدیم فی الحق القدیم ل یعنی پس چنانکہ حکم نسبت ہر عالم کی طرف نسبت واحد ہے اور علم کا حکم
 کرد علم بر کسے کہ قائم باشد بوی این کہ آنکس و اثر ہم عالم میں ہے اسی طرح حیات کی نسبت ہر
 علم است حکم کرد آنکہ موصوف باشند بدان جی کی طرف نسبت واحد ہے اور حیات کا حکم و اثر
 علم بران علم کہ آن علم حادث باشند در حق ہر جی میں ہے۔ اور ہر ایک علم و حیات امر کلی معقولہ
 حادث و قدیم و حق قدیم۔ پس چنانکہ علم ہیں اور ایک دوسرے سے منفرد اور متمیز ہے۔

حکم کرد بر موجود یعنی حکم کرد بر علم و در بعضی نسخہ
 بجائے این قول چنین واقع است حکما حکم
 العلم علی من قام بہ ان یقال فیہ انہ عالم
 کذلک حکم لوصوف بہ الخ۔ و مراد ظاہر است
 و مقصود ہر دو عبارت کے است ق
 فصار کل واحد محکوم ما بہ و محکوم ما علیہ ل
 یعنی پس گشت ہر واحد از امر کلی و موجود
 یعنی محکوم بہ و محکوم علیہ۔ یعنی لعلم حکم کردیم
 کہ واجب توائی و انسان ممکن عالم اند پس
 موجود یعنی محکوم علیہ باشد و علم کہ امر کلی
 باشد محکوم بہ یعنی لعلم حکم کردہ شد کہ بر وجود
 عینی کہ عالم است و اگر بگوئی کہ علم کردہ است
 بر وجود عینی بہ عالم روا باشد و آل ہر دو
 یکے است و ہم چنین بجل علم حکم کردیم بر علم
 کہ قدیم است و حادث پس امر کلی محکوم علیہ
 باشد و موجود عینی کہ محل امر کلی است محکوم
 بہ یا گو کہ حاکم است و حکم ذہن تابع امر کلی
 و موجود عینی ق و معلوم ان ہذہ الامور
 الکلمات وان کانت مقولیۃ فانہا معدومۃ

جیسے کہ علم و حیات کا اثر عالم وحی میں ہے اسی طرح عالم
 وحی کا علم و حیات میں بحسب حقیقت و استعدادات
 عالم وحی کے حکم و اثر ہے۔ حکم و اثر و نسبت امور کلیہ کی
 موجودات عینی میں جو کہ واجب اور ممکن ہیں ہر ایک کی
 طرف برابر و یکساں ہے شروع کیا جاتا ہے۔ ہم سب
 کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ کیلئے علم و حیات ہے اور حق تعالیٰ
 وحی و عالم ہے پھر ہم کہتے ہیں کہ فرشتوں کیلئے علم و حیات
 ہے اور وہ وحی و عالم ہیں۔ اسی طرح انسان کیلئے ہم کہتے
 ہیں کہ اُن کیلئے بھی علم و حیات ہے اور وحی و عالم ہیں۔
 اور علم کی ماہیت و حقیقت تمامی افراد عالم میں ایک ہے
 اسی طرح حیات کی ماہیت و حقیقت تمام افراد وحی
 میں ایک ہے اور نسبت علم و حیات کی طرف عالم و
 وحی کے نسبت واحد ہے۔ اب سمجھو کہ جس طرح سے
 ممکن بغیر علم و حیات کے عالم وحی نہیں ہے اسی طرح واجب
 تعالیٰ بھی بغیر علم و حیات کے عالم وحی نہیں ہے علم و حیات
 کا ہر افراد میں یکساں حکم و اثر ہے۔ علم و حیات کے حکم و
 تاثیر و اثر سے ہر افراد عالم وحی ہیں اور علم و حیات کی
 حقیقت ہر محلات میں ایک ہے حکم و تاثیر موجودات
 عینی کا جو کہ امور کلیہ میں ہے اُس کا بیان ہے۔ یعنی ہم

فی العین موجودات فی الحکم کیا ہی محکوم علیہا کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کا علم قدیم یعنی عدم مسبوق عدم سے
 اذا نسبت الی الموجود العینی ل یعنی معلوم است اور قدیم وغیر زبانی ہے اور ہم انسان کے علم کے حق میں
 ومقرر کہ امور کلیہ اگرچہ معقول باشند ووجود کہتے ہیں کہ وہ مسبوق عدم سے ہے اور حادث و زبانی
 دارند در عقل لیکن معدوم اند در خارج کہ ہے اس کو بھی سمجھو کہ جبکہ واجب تعالیٰ قدیم ہے تو اُس کے
 وجودے در خارج بلا اعتبار عرض و زمانہ علم کا قدیم ہونا اُس کے محل کے حکم و اقتضار سے ہے
 وموجود اند در حکم کردن بوجود عینی چنانکہ اور جبکہ انسان حادث ہے تو اُس کے علم کا حادث ہونا
 محکوم علیہ اند و تیکہ نسبت داده شوند اُس کے محل کے اقتضار و حکم سے ہے اسی طرح حیات
 بسوئے موجود عینی پس اگرچہ امر کلی عقلی کا حکم ہے ہر موجود عینی جو کہ محال امور کلیہ کے ہیں حکم و
 باشند ووجودے دارند در عقلی لیکن در اثر امور کلیہ میں ہے۔ اور اسی طرح فرشتے ہیں چونکہ فرشتے
 خارج معدوم است و در حکم کردن بر قدیم میں جس طرح عقل عشرہ قدیم ہے اس لئے اُن
 اعیان موجودہ و بوجود عینی حاکم است کے محل کے اقتضار سے حیات اور علم اُن کا قدیم ہے اگر
 وقت حکم چنانکہ محکوم غلبہ است وقت نسبت حادث میں تو حادث میں۔ اس وجہ سے اس قیام پر
 بسوئے موجود عینی ق مفصل الحکم الامکان فرشتوں کا ذکر نہیں کیا اُن کو اس سے معلوم کر سکتے ہیں
 فی الایمان الموجودات ولا یصل التفصیل حقیقت امور کلیہ کی تمام محال میں ایک ہے اور نسبت
 ولا تجری فان ذلک محال علیہا۔ ل واز اُن کی ہر محال میں برابر ہے۔ یعنی اُس چیز کی طرف نظر
 شرح قیصری معلوم میشود کہ در بعض نسخہ کر دہ کہ اُس کو اصاف و نسبت پیدا کیا ہے۔ اور نظر
 لفظ امکان نیست یعنی پس قبول کنند اُن کرو ارتباط و موافقت در میان معقولات اور موجودات
 امور مذکور و حکم ممکن را در اعیان موجود عینی کہ کس طرح اتم و اکمل ہے اب اس کو سمجھو کہ علم کی
 در خارج و قبول نمیکند بفضل و تجری را نسبت و اصاف نے چونکہ حق تعالیٰ قدیم ہے اس وجہ

چہ بدرستیکہ یفصل و تجری محال است در امور
 کلی یعنی اگر چہ امور کلیہ حکم را در موجودات عینی
 قبول میکنند و ممکن باشد این حکم لیکن تجری
 و بعضی را قبول نمیکند کہ در یک موجود
 حصہ باشد و در موجود دیگر حصہ دیگر ہوگے۔ ورنہ ایک دوسرے کی تاثیر سے ارتباط حاصل
 چہ تجری و یفصل در امور کلیہ محال است
 چہ حقائق بسیط باشند یا مرکب طرمان تجری
 بر حقائق ممکن نیست مثلاً علم اگر چہ حکم کر دور
 موجود عینی و افراد مکرر را عالم ساخت و
 بعروض و حقوق در مواد متعددہ متحقق شد
 لیکن معری نیست چہ ہماہ در ہر عالم باشد
 چنانکہ میشوی ق فائدا بذاتہا فی کل موصوف
 بہا کا الاساسہ فی کل من ہذا النوع
 الخاص لم یفصل ولم یعد ویتعد والاشخاص
 ل یعنی چہ بدرستیکہ امور کلیہ بذاتہ و تمامہ
 در ہر موجود اند کہ موصوف باشند یا نہا
 چنانکہ انسانیت کہ سراسر کلی است در ہر
 شخصے و ہر فردے ازین نوع خاص کہ
 انسان باشد بفصل و تجری نیافتہ است

سے واجب تعالیٰ کے علم کو قدیم ظاہر کیا اور انسان چونکہ
 حادث ہے اس لئے علم کی حقیقت و نسبت و اصاف
 کے انسان کے حق میں علم کو حادث ظاہر کیا ہر ایک امر کلی
 موجود عینی ایک دوسرے سے ارتباط کلی کے ساتھ مرتبط
 ہوگے۔ ورنہ ایک دوسرے کی تاثیر سے ارتباط حاصل
 ہے اور ارتباط کیلئے ایک کا حکم کافی ہے۔ پس محل اور
 اصاف امر کلی نے اُس کے طرف اُس میں حکم و اثر کیا
 اور ایک کو قدیم اور دوسرے کو حدوث بخشتا۔ یعنی
 پس علم نے جبہ کا تعلق علم سے ہوا اُس پر حکم کیا کہ وہ
 عالم ہے یہی طرح اُس عالم نے علم پر حکم کیا کہ وہ علم
 حادث میں حادث ہے اور قدیم میں قدیم ہے یعنی جس
 طرح سے علم نے موجود عینی پر حکم کیا اُسی طرح موجود عینی
 نے علم پر حکم کیا۔ اور بعضے نسخوں میں بجائے اس قول
 کے اس طرح واقع ہے حکم العلم علی من فام بہ ان
 یقال فیہ انہ عالم کذلک حکم الموصوف انہ اس قول سے
 مراد ظاہر ہے اور مال برد و عبارت کا ایک ہے۔ یعنی
 پس ہر ایک امر کلی وجود عینی محکوم بہ و محکوم علیہ ہو گیا۔
 ہم نے علم سے حکم کیا کہ واجب تعالیٰ اور انسان ممکن
 عالم ہیں ایسی صورت میں موجود عینی محکوم علیہ ہوا

و التقسام نہ پذیرفته است و متعدد و مکرر
 نشدہ معدود اشخاص و افراد پس امور
 مذکورہ بذاتہ و سماویہ موجود یعنی کہ موضوع
 باشد بدال امور محقق و متعلق اند نہ باحرار
 کہ بعض و سے در بعض باشد و بعض دیگر
 در بعض دیگر چنانکہ انسانیت نہ تمامہ در
 ہر فرد انسان است ہرگز بلفصل و تجریرا
 قبول نموده است و از دائرہ وحدت نہ
 برآمدہ و چون افراد مکرر نشدہ و اگر نہ ہر
 فرد انسان نباشد و انچہ میگویند کہ حصہ
 الساسہ در رمد باشد مثلاً غیر آن حصہ است
 کہ از عمر باشد از باب تسامحات است
 و مقصد آن است کہ انسانیت زید کہ گفت
 است بعوارض و مستحقا ص زیدی و انسانیت
 عمر و گفت بعوارض و سمحہات عمر و می
 قی و لا برحت معقولیتہا یعنی ہمیشہ اند
 امور کلیہ معقول و ثابت در عقل پس حقیقت
 الحقائق در تمامی حقائق مکررہ و افراد متعددہ
 و سماویا باشد و ہرگز مکرر و مکرر ان حقیقت
 اور علم جو کہ امر کلی ہے محکوم بہ ہو یعنی علم کے سبب سے موجود یعنی
 پر حکم کیا گیا کہ وہ عالم ہے اور اگر تم کو علم نے موجود یعنی پر
 حکم کیا ہے روا ہے اور آل دونوں کا ایک ہے۔ اسی طرح
 سے علم جس محل میں قائم ہوا اُس محل نے علم پر حکم کیا کہ وہ
 قدیم ہے و حادث ہے۔ ایسی صورت میں امر کلی محکوم علیہ
 ہے اور موجود یعنی جو کہ امر کلی کا محل ہے محکوم یہ ہے۔ یا
 کہو کہ حاکم ہے اور حکم ذہن تابع امر کلی و موجود یعنی ہے
 یعنی یہ بات مقرر ہے اور معلوم ہے کہ امور کلیہ کا وجود عقل
 نہیں ہے اور خارج میں وہ معدوم ہیں اور اُن کا کوئی
 وجود نہیں ہے لیکن بلا شک و شبہ موجود یعنی اُن کا
 حکم جاری و جاری ہے اور جس وقت وہ وجود یعنی کی
 طرف دے جاتے ہیں اُس وقت وہ محکوم علیہ ہیں
 امر کلی اگرچہ امور عقلی ہے اور عقل میں وجود رکھتے ہیں
 اور خارج میں وہ معدوم ہیں لیکن وجود یعنی اور عیان
 پر حکم کرنے اور نسبت دیتے ہیں وہ حاکم وقت میں جیسا
 کہ موجود یعنی کی طرف نسبت دے جانے کے وقت وہ
 محکوم علیہ ہیں۔ قیصری کے شرح سے معلوم ہوتا ہے کہ
 بعض نسخوں میں لفظ امکان نہیں ہے۔ یعنی وہ امور کلیہ
 مذکورہ موجودات علیی و اعیان موجود خارج میں

واقع شدہ است و کمزور و تعدد مظاہر در اُس کے حکم کو قبول کرتے ہیں لیکن فیصل و تجرّی کو قبول نہیں
 کارخانہ وحدت حقیقت الحائق خلل سمود کرتے اس لئے کہ تجرّی و فیصل امور کلیہ میں ممکن نہیں ہے یعنی
 و ایں بیان خالی ارشاد تکرار نیست و اگرچہ امور کلیہ حکم کو موجودات یعنی کے قبول کرنے میں اور
 شیخ قدس سرہ نظر برین چیز ہا ندارد اُس کا اس حکم کو قبول کرنا ممکن ہے لیکن تجرّی و بعضی کو
 اوجز وجہ اللہ مقصود و منظور نیست ازینجا قبول نہیں کرتے کہ ایک موجود میں علم و حیات وغیرہ کا
 است کہ در اکثر حائے تکرار میکند و تو اندلود کچھ حصہ ہواورد و دوسری موجود میں علم و حیات وغیرہ کا
 کہ در شرح قول سابق فیصل حکم الامکان دوسرا حصہ ہو کیونکہ تجرّی و فیصل امور کلیہ میں محال ہے۔
 باشد بگوئی کہ پس قبول میکند حکم امکان را کیونکہ حقائق بسیط ہوں یا مرکب ہوں تقسیم کا حکم او پر
 یعنی حکم امور کلی ممکن است و تجرّی حقائق کے ممکن نہیں ہے مثلاً علم نے اپنے حکم اور نسبت
 ممکن نیست و مال ہر دو توجہ اہداست سے موجودات یعنی کے افراد کو عالم بنانا اور علم اُن کے
 ق و اذکان الارتباط بین من لہ وجود یعنی عروق و لحوق سے مواد متعددہ میں متحقق ہوا لیکن تجرّی
 دین من لیس لہ وجود یعنی قدمت و ہی نہیں ہے کیونکہ وہ سامہ ہر عالم میں ہے۔ پس سمجھو کہ ہر
 نسبت عدمتہ قارتباط الموجدات ہر موجود یعنی جو کہ امور کلیہ سے موصوف میں سامہ بذاتہ
 بعض اقرب ان یعقل لانه علی کل حال اُس میں موجود ہیں جیسے کہ انسانیت یہ بھی امر کلی ہے
 بینہما جامع و ہود وجود العینی و ہناک فاشم ہر شخص و ہر فرد اس نوع خاص سے جو کہ انسان ہیں
 جامع و قد وجد الارتباط بعدہم الجامع فای فصل و تجرّی نہیں پایا ہے یعنی امور کلیہ بذاتہ و سامہ ہر
 الجامع اقوی و احق ل و قتیکہ ارتباط موجود میں جو کہ اُس سے موصوف میں موجود ہیں۔ اگرچہ
 میان کسے کہ مراد را وجود خارجی باشد انسانیت ہر انسان میں موجود ہے لیکن تجرّی و فیصل
 و میان چیزی کہ نیست اور وجود خارجی نہیں ہے اور ہر ایک انسان میں تقسیم بھی نہیں ہے

ثابت شد و حال آنکہ این امور نسبت عذیبہ اور اشخاص کے کثر سے مکثر بھی نہیں ہے پس امور کلیہ
 و اصافات اعتباراً نہ اند کہ خیر معروضات بذاتہ و سہامہ ہر موجود عینی میں جو کہ اُس سے موصوف ہیں
 آہنا موجود دور خارج نیستند و خود وجود متحقق و متعلق ہیں اور اس طرح نہیں ہے کہ کوئی جز اسکا
 خبر بعقل ندارد۔ پس ارتباط بعض موجودات بعض انسان میں ہو اور کوئی جز بعض انسان میں ہو
 خارجی بہ بعض دیگر قریب نہ تعقل است جیسے کہ انسانیت سہامہ ہر فرد انسان میں ہے ہرگز ہرگز
 و نزدیک تر لہم چہ ہر حال و دلائل در میان تقری اور تفصیل کو قبول نہیں کیا ہے اور امور کلیہ نے
 ہر دو جامع ہست کہ وجود عینی باشد کہ ہر کسی حالت میں نخی وحدت کے دائرہ سے قدم نہیں
 دو موجود اند و خود عینی و آن جالعی در نکالا ہے اور مثل افراد کے مکثر بھی نہیں ہوا ہے نہیں
 امور عینہ و امر کلی جامع نیست کہ امر کلی تو ہر فرد انسان موجود نہ ہوتا اور جو یہ کہتے ہیں کہ حصہ
 معدوم است در خارج و طرف و مگر انسانیت کا جو کہ رد نہیں ہے مثلاً اُس حصہ کے علاوہ
 موجود و حال آنکہ تحقیق یافتہ شد ارتباط ہے جو کہ امر میں ہے یہ لہامیات سے ہے مقصد یہ ہے
 میان ابن ہر دو یا عدم جامع چنانکہ گزشتہ کہ زید کی انسانیت عوارض اور مستحقات میں ردی
 پس ارتباط در میان دو جز یا جامع و با وجود سے مکلف ہے اور بکر کی انسانیت عوارض اور
 رابطہ قوی تر و سزاوار تر باشد و این ہمہ مستحقات میں بکری سے مکلف ہے یعنی رد و بکر میں انسانیت
 ظاہر است و شرح نمی خواہد۔ برابر ہے لیکن عوارض اور مستحقات میں زید بکر سے
 بداند کہ کلمہ من کہ در من نہ وجود عینی باشد جدا ہے۔ یعنی پس ہمیشہ امور کلیہ عقل میں ثابت اور
 بر سبیل تقییب بہ باشد و من کہ در من نیست معقول ہیں پس حقیقت الحقائق تمامی حقائق مکررہ
 نہ وجود عینی باشد بطریق من مشکلاست اور افراد متعددہ میں سہامہ ہے اور مکر و مکثر
 و اقرب بمعنی اصل فعل است و آن لعقل حقیقت الحقائق میں واقع نہیں ہوئی ہے اور کارخانہ

کہ مبنی است من معقول را بتادیل مصدر وحدت و یکتائی کا اور دو مظاہر و بکثر کے باوجود حقیقت
 فاعل اقرب است و کلمہ فاعل قما تم رائدہ الحقائق کے وحدت اور یکتائی میں خلل انداز نہیں ہوا
 باشد ق و لا سک ان المحدث قدثیت ہے یہ بیان تکرار کے ساتھ سے خالی نہیں ہے۔ شیخ قدس
 حدودہ واقصا رالی محدث احدۃ الامکان سرہ ان چیزوں پر نظر نہیں کرتے اُن کو سوائے وجہ اللہ
 لنفسہ موجودہ من غیرہ و ہذا الواجب لذاتہ اور کچھ مقصود و منظور نہیں ہے اسی وجہ سے اکثر مقامات
 حالا و الا فہو مرتبط بہ ارتباط وادہ پر مکرر سے کر بیان کرتے ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ
 یعنی بے شک بدرستیکہ محدث کہ لمحہ قول سابق کے شرح میں جو کہ فیصل الحکم الامکان ہے
 وال باشد یعنی مبیوق بعدم یا بمعنی غیر کم کو کہ امکان کے حکم کو قبول کرتے ہیں یعنی حکم امر کلی کا
 مستقل در وجود و تحقق ثابت شد ممکن ہے اور اُس حکم میں تجزی نہیں ہے اور آل دونوں
 حدوث آن یعنی مبیوقیت آن بعدم توجہات کا ایک ہے۔ یعنی پس جس وقت کہ ارتباط درینا
 یا عدم استقلال آن در وجود و ثابت اُس کے کہ جس کیلئے وجود خارجی ہے اور در میان اُس کے
 شد انتقار و احتیاج دے بسوے محدث کہ جس کیلئے وجود خارجی نہیں ہے پایا گیا اور ثابت
 بکسر وال بمعنی وجود بخشندہ مر غیر خود را ہوا حالانکہ یہ امور نسبت عدمیہ اور اضافات اعمالہ
 چہ براے محدث لازم است کہ محدث باشند ہیں کہ اُن کے معروضات کے سوا خارج میں کوئی وجود
 کہ پیدا کردہ باشد محدث را و قول شیخ نہیں ہے اور خود سوائے وجود عقلی کے دوسرا وجود
 قدس سرہ لامکانہ لنفسہ علتہ است مر نہیں رکھتے۔ پس ارتباط بعض موجودات خارجی کا
 حدوث و انتقار محدث را یعنی حدوث دوسرے بعض کے ساتھ قریب بعقل ہے اور فہم کے
 و انتقار آل نظر بامکان ذاتی آن باشد زیادہ نزدیک ہے کیونکہ ہمیشہ اور ہر حال میں دونوں
 اگر چہ نظر بعلمت واجب شدہ است۔ کے درمیان جامعیت ہے جو کہ وجود عینی ہے اور

پس امکان ہے بمعنی برابر بودن است وجود دونوں وجود عینی سے موجود ہیں اور اس جگہ یعنی امور
 وعدم آن نظر بذات آن میخوابد کہ آن شے عینہ اور امر کلی میں جامعیت نہیں ہے اس لئے کہ امر
 محتاج باشد بسوئے چیز یکہ وجود بخشد اور کلی خارج میں معدوم ہیں اور دوسری طرف ثابت
 تاموجود شود۔ پس ہر موجود محدث در اور موجود ہیں حالانکہ در میان ان دونوں کے باوجود
 وجود خود محتاج بسوئے غیر باشد چنانکہ گفت جامعیت نہ ہونے کے ارتباط ہے تو در میان اول
 فوجودہ من غیرہ۔ یعنی پس وجود آن محدث دو چیزوں کے راتبہ قوی اور مضبوط اور جامعیت ہے
 از غیر آن باشد و آن غیر واجب است کہ ارتباط سزاوارتر ہے یہ سب ظاہر ہے یہ امر بفضل
 آن غیر واجب لذاتہ باشد کہ محدث ہوے و شرح نہیں چاہتا۔ حالانکہ من من میں جو کہ وجود
 مستند باشد بلا واسطہ یا بواسطہ و گرنہ عینی میں ہے بر سبیل تقلیب عقلا واقع ہے اور جائز
 تسلسل باتفاق اہل مل و عقل جائز نیست ہے کہ بر سبیل تقلیب نہ ہوا اور من جو کہ من میں لیس لہ
 پس بر تقدیر اول غیر واجب لذاتہ است وجود عینی ہے بطریق من متاثر کے ہو اور اقرب کے
 حالاً و بر تقدیر ثانی واجب لذاتہ باشد والا معنی اصل مفعول کے ہیں اور ان فعل جو کہ مبنی ہے
 پس محدث لصح دال۔ مرتبط است نہ آن معقول کا تاویل سے مصدر فاعل کے اقرب ہے
 غیر کہ واجب لذاتہ باشد حالاً یا بالافقاً اور کلمہ فاعل میں زائدہ ہے۔ یعنی بے شک و شبہ
 و احتیاج و آن غیر محدث باشد بکسر وال سمجھو کہ محدث جو کہ لقیع دال ہے بمعنی مسبوق بعدم
 پس لا ید است کہ باشد ہر موجود ممکن مستند باوجود میں اپنے غیر مستقل یعنی مسبوقیت اُس کی عدم
 بسوئے واجب لذاتہ بواسطہ یا بلا واسطہ میں یا عدم استقلال اُس کا وجود میں اُس کیلئے
 واجب لذاتہ مستند الیہ ہر موجود ممکن حقیقاً اُس کا حدوث ثابت ہوا اور محدث کی طرف
 را بواسطہ یا بلا واسطہ چنانکہ میثوی ق جو کہ دال کے زیر سے ہے جس کے معنی وجود بخشد والا

ولابد ان يكون المستند اليه واجب الوجود
 لذاته غنياً في الوجود بنفسه غير مصفود هو
 اعطى الوجود مداته لهذا الحادث فانسب
 اليه يعني ليست چاره ازين که باشد مستند
 اليه که حادث بوسے مستند باشد بالآخر
 واجب الوجود که نظر بذات خود واجب باشد
 نه از جهت غير چنانکه ممکن موجود و ناچار است
 که غني دے نیاز باشد در وجود خود بذات
 خود و غير محتاج غير و اين واجب الوجود
 غني دے نیاز بخشنده است از ذات
 خودی خود و بيان حادث وجود خاص و
 هستی مخصوص پس منتسب شد اين حادث
 بسوے واجب لذاته و جائز است کہ مستند
 صبيحه اسم فاعل باشد و ضمير فاعل راجع
 باشد بسوے محدث و ضمير اليه بسوے الف
 و لام في لابد است که باشد کہ مستند منتسب
 و مستند باشد محدث بسوے وے واجب
 الوجود لذاته تا آخر کلام و بر تقدیر اول
 اليه قائم مقام فاعل است چنانکه اشارت

اپنے غير کا ہے افکار و احتياج اُس کا ثابت ہوا کیونکہ
 محدث کیلئے لازم ہوا ضروری ہے کہ اُس کا کوئی محدث
 ہو جو کہ اُس کا پیدا کرے نہ والا ہو۔ اور قول شیخ قدس سو
 جو کہ لامکاہ نفسہ حدوث اور محدث کے افکار کے
 لئے خاص علت ہے۔ یعنی حدوث و امقنا اُس کا
 امکان ذاتی کی نظر سے ہے اگرچہ نظر بہ علت واجب
 ہوا ہے۔ پس ہونا کسی شے کا بمعنی جس کا عدم اور
 وجود برابر ہو اُن کی ذات چاہتی کہ اپنے وجود بخشنے
 والے کی طرف محتاج ہو جس سے وہ شے وجود میں
 آئی ہے یعنی موجود ہوئی ہے پس ہر موجود محدث اپنے
 وجود میں اپنے وجود بخشنے والے کا محتاج ہے جیسا کہ
 فرمایا ہے موجود اُخیر لہ۔ یعنی غیر سے موجود ہے یعنی پس
 وجود اُس محدث کا اُس کے غیر سے ہے اور غیر واجب
 لذاتہ حال و آل میں ہے یعنی واجب ہے کہ وہ غیر واجب
 لذاتہ ہو کہ محدث اُس کے ساتھ بواسطہ یا بلا واسطہ
 مستند ہوں نہیں تو مبذع کی طرف تسلسل لازم
 آویگا اور یہ تسلسل اہل مل و اہل عقل کے اتفاق سے
 جائز نہیں ہے پہلی صورت پر غیر واجب لذاتہ ہے حالاً
 اور دوسری صورت میں واجب لذاتہ ہے مالا پس

رفت و دریں قول اشارت است معنی واجب محدث لفع دال - افتقار و احتیاج میں اُس غیر سے
الوجود آن است کہ در وجود خود محتاج بغير مرتبط اور ارتباط پائے ہوئے ہے جو کہ واجب لذاتہ
نہا شد نہ در غیر وجود چنانچہ در ظهور خود اگرچہ ہے حال و مالا اور وہ محدث ہے بکسر دال پس ضروری
در غیر آن نیز محتاج نہا شد - و واجب است ہے کہ ہر موجود ممکن واجب لذاتہ کی طرف بواسطہ یا
مرجع حادث واجب الوجود باشد نہ واجب بلا واسطہ مستند ہو - واجب لذاتہ مستند الیہ ہر موجود
الصفات الآخرہ و از لطافت و اشارت ممکن کا بلا واسطہ یا بلا واسطہ ہے - یعنی اس سے چارہ
قول او کہ ہو اعطی الوجود بذاتہ لحد الحادث نہیں ہے کہ ہو مستند الیہ کہ جس سے حادث مستند ہے
غافل و داہل مباشر ہے بالآخر واجب الوجود کہ نظر بذات خود واجب ہے
آنکس است اہل بشارت کہ اشارت داند غیر کے جہت سے واجب نہیں ہے جیسے کہ ممکن وجود
نکشا ہست بسے محروم اسرار کجا است (یہ غیر کے جہت سے موجود ہے) اور ضروری ہے کہ
ق و لما اقتضاه لذاتہ کان واجبا ہل وہ واجب الوجود لذاتہ غنی اور بے نیاز اپنے وجود
یعنی ہر گاہ طلب و نقاضا کہ واجب الوجود میں ہو اور غیر کا محتاج نہ ہو یہ واجب الوجود عینی ہے
حادث را از جہت ذات و نظر بنفس خود اور اپنے ذات سے اپنے خودی میں خودی سے اس
گشت ان حادث واجب نظر واجب الوجود حادث کو وجود خاص اور ہستی مخصوص پہنچنے والا ہے
پس این حادث نیز واجب الوجود شد پس یہ حادث ممکن واجب لذاتہ کی طرف مسبب
امانہ بذات بلکہ بغير - و نیز لطافت و مستند ہے - اور جائز ہے کہ مستند صیغہ اسم فاعل ہو
اشارت این عبارت غافل و متساہل اور ضمیر فاعل کی محدث کے طرف راجع ہو اور ضمیر الیہ
مباش و باد ممکن قول حق تعالیٰ در شان کی الف و لام کی طرف راجع ہو - ضروری ہے کہ ہو
موسیٰ علیہ السلام و اصطصک النفسی تو اندر واجب الوجود لذاتہ کہ جس کی طرف محدث مستند و

کہ بگوئی کہ ہر گاہ تقاضا و طلب کرد حادث
 واجب را نظر بذات خود یعنی چون ذات
 او تقاضاے وجود او کرد پس ذات او طلب
 و تقاضا کرد واجب الوجود لذاتہ را تا متصف
 شود موجود بنابر ان گشت حادث واجب
 الوجود نظر لواجب الوجود لذاتہ ق و لما کان
 استنادہ الی من نظر عنہ لذاتہ افقی ان یکون
 علی صورۃ فیما نیست البین کل شی من
 اسم وصفۃ ماعدی الوجب الذاتی ل
 یعنی ہر گاہ باشد استناد و انتساب آن حادث
 بسوئے کسی کہ ظاہر شد از ان کس نظر بذات
 آن کس یعنی ظہور آن حادث از واجب
 الوجود بہت ذات وے است و براے
 او باشد۔ بنابر ان تقاضا و طلب کرد حادث
 مذکور باستناد و آن کہ باشد آن حادث بر
 صورت آن واجب در جمیع چیزے کہ نسبت
 دادہ می شود بسوئے آن واجب ہر چیز یکہ
 باشد۔ یعنی ہر اسمی و صفتی کہ باشد از اسماء
 و صفات وے غیر از صفت وجوب ذاتی
 منتسب ہے پہلی صورت پر الیہ قائم مقام فاعل کا ہے۔
 جیسا کہ اشارہ کیا گیا اور بھی اس قول میں اشارہ ہے کہ معنی
 واجب الوجود یہ ہے کہ وجود میں اپنے غیر کا محتاج نہ ہو
 اور نہ غیر وجود میں جیسا کہ ظہور میں اسے کسی کا محتاج
 نہیں ہے۔ اگرچہ غیر میں بھی اپنے محتاج نہیں ہے۔
 اور واجب ہے کہ مرجع حادث کا واجب الوجود ہو
 نہ واجب العقاب آخر کلام۔ اور لطافت و اشارت
 سے اُس قول کے جو کہ اعطی الوجود لذاتہ لہذا الحادث
 ہے غافل و راہل مت رہو۔ اُس آدمی کا شمار راہل
 بشارت میں ہے کہ جو اشارات کو سمجھتا اور جانتا ہے
 اس لئے کہ بہت ہیں اور سمجھنے والے کم ہیں۔ یعنی
 جس وقت کہ واجب الوجود نے اپنے ذات کے بہت
 و نفس کی نظر سے حادث کو طلب و تقاضا کیا پس
 وہ حادث واجب الوجود لذاتہ کی نظر سے واجب
 الوجود ہو گیا پس یہ حادث بھی واجب الوجود ہے
 اپنے غیر سے اپنے واجب الوجود ہے اپنی ذات سے
 واجب الوجود نہیں ہے۔ تم اس عبارت کے لطافت
 سے بھی غافل و تساہل کرینا الے نہ رہو اور
 حق تعالیٰ کے قول کو یاد کرو جو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام

یعنی چوں حادث ظاہر شد از واجب پس کے شان میں ہے کہ میں نے اپنی ذات کیلئے تم کو اے موسیٰ
ہرچہ در واجب الوجود بود در حادث را نمود برگزیدہ کر لیا ہے اور ہو سکتا ہے کہ تم کو کہ جس وقت
ازین جاست کہ ولد انسان بصورت انسان حادث نے اپنی ذات کی نظر سے واجب کو طلب و تقاضا
باشد و ولد فرس بصورت فرس و ولد طی کیا یعنی جب کہ حادث کی ذات نے وجود کا تقاضا کیا
بصورت طئی و ولد بصورت بقرا لی غیر ذلک یعنی حادث کی ذات نے واجب الوجود لذاتہ کا طلب
صی انسانات و ازین حادث انسان مرا و تقاضا کیا اس لئے کہ وجود سے متصف ہو اس لئے
درست و تواند بود کہ مطلق باشد کہ جمیع اسماء حادث بہ نظر واجب الوجود لذاتہ واجب الوجود ہو گیا
و صفات واجب کہ در عالم کبیر و صغیر مکنون یعنی جب کہ استناد اور انتساب اُس حادث کا اُس
اند پس انسان بصورت حق تعالی باشد و ذات سے ہے کہ وہ حادث اُس سے ظاہر ہوا ہے یعنی
بجمیع اسماء و صفات او شرف مگر وجوب اُس حادث کا ظہور واجب الوجود کے ذات کی جہت
ذاتی کہ القاف باین صفت از حیطہ امکان سے اُس کیلئے ہے۔ اس لئے حادث مذکور ہے اپنے استناد
بیرون است چنانکہ عینوی۔ ق فان اور انتساب کے بموجب طلب و تقاضا کیا کہ وہ حادث
ذلک لا یصح فی الحادث وان کان واجب تمام چیزوں میں واجب الوجود کی صورت پر ظاہر ہو۔
الوجود و لکن وجوب لغیرہ لا بنفسہ ل یعنی ہر اسم و صفت جو کہ واجب الوجود کے اسماء و صفات
یعنی یہ بدرستیکہ وجوب ذاتی صحیح و مستقیم میں اُس حادث میں ظاہر ہوں۔ سوائے صفت بموجب
نمی شود در حق حادث اگرچہ باشد آن حادث ذاتی کے یعنی جب کہ حادث واجب الوجود سے ظاہر
واجب الوجوب۔ لیکن وجوب اولیغیر است ہو اس وجہ سے جو کچھ کہ واجب الوجود میں تھا حادث
کہ علت او باشد نہ بذات وے کہ ذات میں ظاہر ہو کر سامنے آیا ہی وجہ ہے کہ انسان کا بیٹا
او وجود اور علت نمی تواند شد۔ مثلاً اگر انسان ہی کے صورت پر اور گھوڑے کا بچہ گھوڑے کی

فرض کہ نان بے آرد نہ شود و آرد خود صورت پر اور گائے کا بچہ گائے کی مصمت پر ظاہر ہوتا ہے
 بخود تو اندیش پس نان از آرد باشد و آرد اسی طرح سے سب چیزوں کو قیاس کر لیا ہوا تک کہ یہی حکم
 از خود و عجب آنکہ نان از غیر آرد نیست سماں میں بھی جاری و ساری ہے ماوراس حادث سے
 پس میگویم کہ زید از خود نیست بلکہ از مبدء انسان مراد ہے اور ہو سکتا ہے کہ مطلق ہو۔ تمام اسماء
 باشد و غیر مبدء نیست و از اشغال مبدء و صفات واجب بنانے کے جو کہ عالم صغیر و کبیر میں
 غافل نیامد شد سبحان اللہ خوش کارے است پوشیدہ ہیں انسان حق تعالیٰ کی صورت پر ہے اور
 و خوش بارے است کہ تو غیر او نہ و چون اُس کے تمامی اسماء و صفات سے متصف ہے مگر علاوہ
 او نہ بلکہ عین اوی و چون او نہ یعنی تماشام و جب ذاتی کے کہ القاف اُس کا اُس کے حیطہ امکان
 تو بوی از وجوب ذاتی زرد و بگوئی متعین سے ماہر ہے۔ یعنی سمجھو اور یقین کر لو کہ وجوب ذاتی
 تو صدائے از لالعن ترسانید از ان عارتی حادث کیلئے صحیح و مستقیم اور کسی طرح سزاوار نہیں ہے
 میگویند۔ انا اقل من ربی ق ثم اگرچہ وہ حادث واجب الوجود ہے لیکن وجوب اُسکا
 لتعلم انہ لما کان الامر علی ما قلناه من ظہور اُس کے غیر سے ہے جو کہ اُس کی علت ہے۔ کہ اُس کی
 لصورہ احوالنا تعالیٰ فی العلم بہ علی النظر ذات اس لئے کہ ذات اُس کی اُس کے وجود کی علت
 فی الاحداث و ذکر انہ از انا آیاتہ فیہ نہیں ہو سکتی مثلاً فرض کر لو کہ روٹی بغیر آٹے کے نہیں ہو سکتی
 لتعلم صغفہ متکلم مع العراست مبنی است مر اور آٹا خود بخود ہو سکتا ہے پس روٹی آٹے سے ہے
 فاعل را یا صیغہ واحد مذکر غائب باشد اور آٹا اپنے سے ہے اور تعجب تو یہ ہے کہ روٹی آٹے
 مبنی مر فاعل را اسی لتعلم من ہو لیس العلم کی غیر نہیں ہے۔ پس میں کہتا ہوں اس کو دین لین کر لو
 و طالب للمرہ یا مبنی باشد مر مفعول را کہ زید خود بخود نہیں ہے بلکہ مبدء سے ہے اور مبدء
 و انہ لما کان تا آخر کلام قائم مقام فاعل باشد کے علاوہ نہیں ہے اور مبدء کے شعاع سے غافل نہ

پستر گوید انیم یا بماند طالب علم و معرفت یا ہونا چاہئے سبحان اللہ کیا اچھا کام ہے اور کیا اچھا مار
 دگو داشتہ شود کہ ہر گاہ باشد امر و کار ہر چیزی ہے کہ تو غیر اُس کا نہیں ہے اور تو مثل اُس کے نہیں ہے
 کہ قسم و سو نمودیم کہ ظہور حادث بصورت بلکہ تو اُس کا عین ہے اور مثل اُس کے نہیں ہے یعنی تمہارے
 حق است بنا بران حوالہ کہ حق تعالیٰ و اشارت و ماغ میں وجوب ذاتی کی خوشبو نہیں پہنچی اور تیرے تعین
 فرمود بجا در حق علم و معرفت بخود بر نظر صادق کے کان میں لائقین کی صدا نہیں پہنچائی گئی اسی وجہ سے
 و تامل و اتق در حادث مذکور بدیر الامر و ایک عارف نے کہا ہے کہ میں اپنے پروردگار سے دو
 یفصل الایات لعلمک لقاء انکم لو قنن گفتہ سال کا چھوٹا ہوں۔ نعلم صیغہ متکلم مع الغیر ہے فاعل
 است رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم من عرف کیلئے مبنی ہے یا صیغہ مذکر غائب ہے اور فاعل کا مبنی
 نفسہ عرف انہ پس حوالہ کہ معرفت را ہے۔ اے نعلم من ہو لصد والعلم و طالب للمعرفة۔
 بخود بر معرفت بجا در حادث کہ از معرفت حادث یا مفعول کیلئے مبنی محمودانہ لما کان آخر کلام قائم مقام
 معرفت محدث کہ بر صورت ال است حاصل فاعل کا ہے۔ پس کہو کہ ہم نے جانا اور سمجھا اے جاننے
 خواہند و ذکر کردہ است حق تعالیٰ و یاد دے اور علم و معرفت کے طلب کرنے والے جو میں نے
 دادہ کہ نمودہ است خود بجا آیات و علامات تم سے بیان کیا کہ ہر چیز کا کار و بار اس طرح ہے اور یہ
 خود در حادث مذکور و بعض نسخہ بجائے بھی تم پر ظاہر کر دیا اور سمجھا دیا کہ حق کی صورت پر
 فیہ فینا واقع است یعنی در ما گفتہ است حادث کا ظہور ہے اس وجہ سے حق تعالیٰ نے اپنے
 باری تعالیٰ ستر ہم اما ثنائی الافاق و فی علم و معرفت حاصل کرنے کیلئے سلسلے میں بیان فرمایا
 انفسہم حتی بہم انہ الحق الا انہم فی مرتبہ اور اشارہ کیا کہ حادث کے نشارہ کو نظر صادق و تامل
 من لقار بہم الا انہ لکل شئی محیط یعنی رود است و اتق سے دیکھو اور پہچانو کہ حادث کیا ہے بدیر الامر
 کہ جو ہم محمود بایشان آیات و علامات خود و یفصل الایات لعلمک لقاء انکم لو قنن۔ جیسا کہ صواء

در آفاق و تمامی عالم و در ذوات ایشان
 نا ظاہر شود مرئوسان را اگر تامل و اثقی و فکر
 صادق واقع گردد کہ ہر واحد از آفاق و
 انسان حق است و بس۔ چہ غیر او باطل است
 و محال۔ الاکل شئی ما خلا اللہ باطل یعنی
 و ذلک بان اللہ ہوا بحق و ان ما یرون
 من دونہ ہوا باطل۔ یعنی آیا است کہ تحقیق
 دے شک انسان کہ غافل اند و پریشان در
 شک انداز دیدار رب خود آیا مستحق
 دے شک کہ رب شان بہر شے محیط است
 و مرہمہ را دیگر رفتہ نہ احاطہ آب محیطان
 را بہ جبط حیطان مایل خود را بلکہ این جا
 خون احاطہ جوہر باشد مر جوہر را و جبطہ
 شے مرا سارا بس آیات او بہ خون آیات
 سلطان است از حسب و نسب بر در
 حصر و افسر بر سر بلکہ این شاہ را سر دیگر باشد
 و سرے دیگر آیات او چون آیات تست
 در تواضع شتم میگون و لب خندان و قدموز
 و غیران

مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من عرف نفسه فقد
 عرف الله۔ پس حق تعالیٰ نے اپنے نفس کے معرفت کو
 حادث کے نفس کے معرفت کے حوالہ کر دیا اس وجہ سے کہ
 حادث کے معرفت سے محدث کی معرفت جو کہ اُس کی
 صورت پر ہے حاصل ہوگی اور اللہ تعالیٰ نے ہم کو یاد
 دلایا ہے اور ذکر کیا ہے کہ ہماری آیات و علامات و نشانیاں
 حادث مذکور میں ظاہر ہیں اور بعضے نسخوں میں بجائے
 فیہ کے فیہا واقع ہے۔ یعنی ہمارے حق میں اللہ تعالیٰ نے
 فرمایا ہے کہ سر ہم آیات تافی الا آفاق و فی انفسہم حتی
 لہم انہ الحق الا انہم فی مرہ من تقار بہم الا انہ بکل شئی محیط
 یعنی قریب ہے کہ ہم ان کو اپنی نشانیاں و آیات آفاق
 میں اور تمامی عالم کے ذوات میں دکھلا دیں گے پس
 اگر وہ تامل صادق اور فکر و اثقی کریں اور سمجھیں کہ ہر ایک
 آفاق و انسان سے حق ہے اور بس۔ کیونکہ اُس کا غیر
 باطل اور محال ہے الاکل شئی ما خلا اللہ باطل یعنی
 و ذلک بان اللہ ہوا بحق و ان ما تدعون من دونہ جو
 الباطل۔ آیا کیا یہ بات صحیح نہیں ہے کہ تحقیق دے شک
 کہ جو لوگ کہ غافل اور پریشان ہیں اپنے رب کے دیدار
 سے شک میں ہیں اور کیا یہ بات صحیح نہیں ہے کہ ان کا

چنانکہ در قول آئندہ باین معنی اشارت ہے جیسا کہ آگے کے قول میں اشارہ کیا جا چکا ہے اور رفتہ است و چوں آفاق بر انسان در جبکہ آفاق انسان سے پہلے وجود میں آیا ہے وجود عینی مقدم بود مقدم شد در ذکر اسوجہ سے آفاق کا ذکر مقدم ہوا آفاق انسان کے و نیز چوں آفاق تفصیل بر انسان است آیات اور اُس کے رویت کی تفصیل ہے اس کا و آیات اں تفصیل آیات انسان سمجھنا عجوب پر آسان ہے اس لئے آفاق کا ذکر در رویت آیات تفصیل بر محبوب پہلے کیا گیا اگرچہ عارف کا کام اس کے برعکس ہے مفضل

اہوں باشد مقدم کرد آفاق را بر یعنی پس ہم نے اپنے سے استدلال کیا اور اپنے انسان اگرچہ امر عارف برعکس باشد کہ اللہ تعالیٰ پر دلیل بنایا۔ ہم نے حق تعالیٰ کو ق فاستدللنا بنا علیہ فما وصفنا ہ اُسی اسم و صفت سے موصوف کیا جن جن بوصف الاکنان نحن ذلک الوصف الا سما و صفات سے ہم متصف ہوئے تھے اور الوجود الخاص الذاتی ل یعنی پس ہم میں اسماء اللہ کا ظہور ہوا پس ہم اللہ تعالیٰ استدلال کر دیم بخود و دلیل ساختیم خود را کے عین اسماء و صفات ہیں اور قرب فرائض برحق تعالیٰ۔ پس بیان کر دیم حقیقتی را ہے کہ بندہ حق تعالیٰ کی صفت ہے یہ قرب بیچ وصفے واسکے مگر کہ ما بودیم عین اں نوافل سے بالاتر اور بلند ہے کہ جس میں وصف و اسم پس ما عین اسماء و اوصاف حق تعالیٰ بندہ کی صفت ہوتا ہے پس ہم اودیم و ایں قرب الفرائض است کہ سب جبکہ اُس کے اوصاف ہیں۔

بندہ صفت حقیقتی باشد و ایں فرق قرب النوافل است کہ حقیقتی صفت بندہ باشد و چوں ما ہمہ اوصاف اودیم پس

وجود مستقل مراد راست و موجود کامل ادا باشد تو وجود مستقل اُسی کے لئے ہے اور موجود کامل
 و بس۔ پس با جمیع اوصاف اویم مگر وجوب و ہی ہے اور بس پس ہمارے تمامی اوصاف اُس کے ہیں
 خاص حقتعالیٰ کہ وجوب ذاتی باشد چہ مگر وجوب خاص اللہ تعالیٰ کا جو کہ وجوب ذاتی ہے وہ حق
 مشام از شمامہ این گل نازک محروم است تعالیٰ ہی کیلئے سزاوار ہے اس لئے کہ ہم سبھوں کا دماغ
 این گل را نبویہ مگر یار نازک چنانکہ گذشت اُس گل نازک کے خوشبو سے محروم ہے اُس پھول
 قی فلما علمناہ بنا دمننا نسبنا الیہ تعالیٰ کل ما نازک کو یار نازک ہی سونگھ سکتا ہے جیسا کہ گذرا۔
 نسبنا الینال یعنی پس ہر گاہ وہ انسیتیم حقتعالیٰ یعنی جبکہ ہم نے اللہ تعالیٰ کو اپنے ذات و صفات و آیات
 را بخود و در ذات خود و از خود و از صفات میں سمجھا اور جانا اور دیکھا تو ہم نے اپنے کو جن جن
 و آیات خود نسبت دادیم و اسناد کر دیم حق را چیزوں سے نسبت دیا تھا اور اسناد کیا تھا انھیں چیزوں
 بہر چیزے کہ نسبت دادیم و اسناد کر دیم آل را سے ہم نے اللہ تعالیٰ کو اسناد کیا اور نسبت دیا اس لئے
 بسوے خود کہ ما ہمہ اوصاف اویم و اسما و کہ اُس کے تمامی اسما و صفات ہم ہیں یعنی اس حکم سے کہ
 ق و بذالک وردت الاخبار الالہیۃ علی السنۃ ہر وہ چیز جو کہ ہم سے منتسب ہے وہ چیز در حقیقت
 تراجم الینال یعنی با تحکم کہ ہر چیزے کہ منتسب اللہ تعالیٰ سے منتسب ہے ہمارے اس بیان کے
 بہا باشد فی الحقیقتہ منتسب با ورت وارد مطابق اللہ تعالیٰ نے اپنے الیہ العزم پیغمبروں کے ذریعہ
 شدہ بسوی ما اخبار آتی بر زبانے تراجم ہم کو خبر دیا کیونکہ انبیاء اللہ تعالیٰ کے ترجمان میں تحقیق
 و ترجمان حقتعالیٰ کہ انبیاء باشند داخل اولیاء تمام قومیں اللہ کے لئے ہیں اور جو کچھ کہ آسمان زمین میں
 چنانکہ گفت ان الفیۃ للہ جمیعاً و مانی السموات ہے بہت ہی برکت والی وہ ذات ہے۔
 و مانی الارض تبارک الدی بیدہ الملک و اُسی کے ہاتھ میں ملک ہے جو نعمت کہ ہم کو حاصل
 یکم من نعمۃ فمن اللہ ہے وہ اللہ سے ہے۔

۱۵۹
 و افعال حبیبہ و قوائے ظاہر و باطن ہمہ افعال حبیبہ اور قوائے ظاہر و باطن یہ سب نعمت
 نعمتہا اند من یطیع الرسول فقد اطاع اللہ ہیں اور جس نے اطاعت کی رسول کی تحقیق اُس
 وید اللہ فوق ایدہم پس جمیع کمالات را نے اطاعت کی اللہ کی اللہ کا ہاتھ ہے اور تمہارے
 بحق تعالیٰ نسبت بدہم ازینجا است کہ ہاتھوں کے پس تمامی کمالات کو حق تعالیٰ کی طرف
 تمامی محامد را بحق تعالیٰ راجع میگردد و مانند نسبت دینا چاہئے یہی وجہ ہے کہ ہم تمامی محامد کو
 و این جملہ را خاصہ جناب مقدس او میدانند اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ان محامد کو
 د با وجود این حکم روشن نظر بر جمال حق ندانند اُس کے جناب مقدس کیلئے خاص جانتے ہیں باوجود
 د لا تعنی الابصار و لکن تعنی القلوب التی اس حکم روشن کے اللہ تعالیٰ کے جمال پر نظر نہیں رکھتے
 فی الصدور۔ اُن کی آنکھیں اندھی نہیں ہیں لیکن اُن کے دل

۷۔ بعضے نقائص را با نسبت ننگم جو سینوں میں ہیں اندھے ہیں۔ ہاں بعضے نقائص کو
 کہ خالی از سواد بی نباشد چنانکہ قول اُس کے طرف نسبت دینا چاہئے کیونکہ نقائص
 شاگرد استاد کہ ماترا استاد کریم این کو اُس کے طرف نسبت دینا بے ادبی سے خالی
 قول صادق است و خالی از سواد بی نیست نہیں ہے مثلاً اگر کوئی شاگرد اپنے استاد سے
 نہ ازہمت آنکہ نقائص مذکورہ باشند کہے کہ میں نے آپ کو استاد بنایا اگرچہ شاگرد
 مرغیر حق تعالیٰ را کہ این کفر است و کذب اپنے کہنے میں سچا ہے لیکن ایسا کہنا بے ادبی
 لزمومن و صادق باش نہ کافر پس اگر بگوی سے خالی نہیں ہے نقائص کو اللہ تعالیٰ کی طرف
 با استاد و پیر خود کہ ماترا استاد کریم و شیخ اس ہمت سے نسبت دینا کہ نقائص مذکورہ غیر اللہ
 پس صادق باشی و اگر بگوی کہ ما از توفیق کے لئے ہیں کفر اور کذب ہے تم مومن و صادق
 نزدیک و بہرہ یافتہ کاذب باشی و کافر رہو نہ کافر اور اگر کوئی اپنے استاد یا پیر سے

واگر نہ آں گوئی و نہ ایں بہتر باشد کہ صدیق باشی و اگر نہ صدیق باشی
 کہ صدیق باشی و اگر نہ صدیق باشی و نہ صادق ہے اور اگر کوئی اپنے شیخ سے کہے کہ ہم آپ سے
 فیض اور حصہ نہیں پایا وہ جھوٹا اور کافر ہے۔
 اور اگر نہ یہ کہو نہ وہ کہو تو بہتر ہے صادق رہنا چاہئے اور
 اگر کچھ کہو گے تو نہ صادق رہو گے نہ صدیق ہو گے کافر اور
 مردود ہو گے فرعون اور مردود ہو گے۔ بعضی نقائص
 اگر تو آں را اضافت بسوئے کو اللہ تعالیٰ کی طرف اضافت کرنے سے جو کہ اخبار الہی
 حق تعالیٰ کنی نزد عارف بے ادب میں وارد ہوئے ہیں اگر ان نقائص کو تم اللہ تعالیٰ کی
 نباشی ان اللہ خلق آدم علی صورتہ طرف نسبت و اضافت کرو گے عارف کی نظر میں
 و مرصت فلم تعدنی و اقرضوا اللہ بے ادب نہ ہو گے۔ اخبار الہی یہ ہیں۔ تحقیق اللہ نے
 قرضا حسنا۔ و اللہ یتزہیہم و یخرا اللہ پیدا کیا آدم کو اپنی صورت پر۔ بیمار ہوا میں تم نے
 منکم و ضحک اللہ ما فعلتما الباجۃ میری عادت نہ کی۔
 و غیر آں ق فوصف نفسه لنا قرض دوا اللہ کو قرض حسن۔ اور اللہ مہسا ان پر اور
 بنا فاذا شہدنا و شہدنا نفوسنا تمسخر کیا اللہ ان پر۔ اور اللہ مہسا جو کچھ تم لوگوں نے
 و اذا شہدنا شہد نفسه فینا لکل کیا تھا اور علاوہ اس کے شہدنا بسکون دال ہے
 شہدنا اول بسکون دال است صیغہ متکلم مع الغیر و سر بفتح دال صیغہ واحد مذکر
 صیغہ متکلم مع الغیر و ثانی بفتح غائب یعنی اللہ تعالیٰ نے ہمارے واسطے ہم سے
 دال صیغہ واحد مذکر غائب یعنی اپنے ذات کو بیان کیا کیونکہ اُس کے ذات کا
 بیان کہہ حق تعالیٰ ذات خود را بیان اُس کے اوصاف سے ہے

برای ما بیا چرا کہ بیان ذات او باوصاف
 او باشد و اوصاف او بایم چنانکہ گفت شیخ
 قدس سرہ سابقاً الاکن نحن ذلک الوصف
 پس وقتیکہ بہ بینم حق تعالی را و احد شہود
 بردے بہ بینم و حاضر باشم ذاتہاے خود را
 چہ شہود او متصور نیست مگر نظر بوجہ
 و اسم او و اوصاف و اسم او بایم و وقتیکہ
 بہ بینم حق تعالی را بہ بینم و حاضر باشم
 ذات خود را و در ما کہ ہر واحد را و از حق
 مرات دیگر است بلکہ عین دیگری ق و لا شک
 فی ان اکثرہن بالشخص والنوع و اما وان کنا
 علی حقیقت واحدت تجمعنا فنعلم قطعاً ان
 ثم فارقابہ تمیزات الاشخاص بعضہا عن
 بعض دلولا ذلک الفارق ما کانت الکثیرۃ
 فی الواحد ل این شروع است در بیان
 فرق میان ذات مقدس حق تعالی و دو ذات
 مابعدی شک نداریم کہ ما اہل عالم بسیاریم
 بنوع و بیشتر بشخص کہ افراد و انواع حادث بسیارند
 و بدستیکہ اگر چہ ہمیشہ بر حقیقت نوعیہ واحد کہ

اور اُس کے اوصاف ہم میں جیسا کہ قبل اس کے
 شیخ قدس سرہ نے بتایا ہے انا کن نحن ذلک الوصف پس
 جس وقت کہ ہم اللہ تعالیٰ کو دیکھیں اور اس پر حاضر ہوں
 اپنی ذات کہ ہم دیکھیں اس لئے کہ اس کے اسماء و صفات
 اُس کا شہود متصور ہوتا ہے اُس کے اوصاف
 و اسماء ہم میں اور جس وقت کہ اللہ تعالیٰ ہم کو دیکھے تو دیکھے
 اور حاضر ہو اپنی ذات پر ہمارے ذات میں کیونکہ ہر
 ایک ہم اور حق ایک دوسرے کے آئینہ ہیں بلکہ یوں
 کہو کہ ایک دوسرے کے عین ہیں۔
 اللہ تعالیٰ کے ذات مقدس اور ہمارے
 ذات میں جو فرق ہے وہ فرق بیان کیا
 جاتا ہے۔
 اس میں شک نہیں ہے کہ ہم اہل عالم ازل و
 نوع بہت اور شخص بشمار ہیں ہم سب حادث
 ہیں مگر باوجود اس کے ہم سب افراد نوع کی
 حقیقت واحد ہے اور وہی حقیقت واحد۔

جمع میکند مگر ایکن میدانیم یقین کہ در افراد ہم سب کو جمع کئے ہوئے ہے لیکن ہم یقین رکھتے
 انسان فارق ہست کہ بدل فارق متمیز جدا ہیں اور جانتے ہیں کہ افراد انسان میں کوئی چیز
 شدہ اند بعضی اشخاص از بعضی دیگر بودے فارق ہے اور اُسی فارق سے ایک دوسرے
 فارق میان افراد نوع انسانی موجود و متحقق سے جدا ہوتے ہیں اور پہچانے جاتے ہیں اور افراد
 ہمیشہ کثرت در واحد دیک ہرگز بسیار نمی شد و بیشک ما بسیاریم چنانکہ گذشت و ایں افراد نوع انسانی میں متحقق اور موجود نہ ہوتا
 ہمہ ظاہر است و ہمیں حال حال افراد ہر نوع وحدت میں کثرت نہ ہوتی اور واحد کثیر نہ ہوتا
 باشد قُلْ لَکَ الْیضَادَانِ صِفَتَاہَا وَصِفَہَا بِنفسہ من جمیع الوجوہ فلا بد من فارق و یہ سب ظاہر ہے ہی حال ہر نوع کے افراد کا ہے
 لیس الاتقارنا الیہ و لا وقف وجودنا علیہ پس افراد انسانی اور اس کے حقیقت کا حال
 لا مکاننا و غناہ عن مثل ما اتقارنا الیہ خلق اور حق کے صفت کا حال ہے اگرچہ اللہ
 ل یعنی پس ہوں حال افراد انسان و حقیقت تعالیٰ نے تمام اُن صفاتوں سے کہ جن صفات
 او حال حق باشد و حقیقت حق چہ اگرچہ بیان سے اُس کی ذات موصوف ہے ہم کو اور ہماری
 کردہ و موصوف ساختہ است حق تعالیٰ ذوات کو انھیں اسماء و صفات سے موصوف کیا
 مرآ پنچرے کے موصوف ساختہ است بآں ہے اور جمیع شیونات اور وجوہ اسماء الیہ سے
 ذات خود را جمیع وجوہ و شیونات کہ ذات ہماری ذات متصف ہے اور ہماری ذات عین اُسکی
 ما عین ذات او باشد و شان ما عین شان ذات اور ہماری شان عین اُسکی شان ہے اور ہمارا حال
 او و حال ما عین حال او لیکن چارہ نیست عین اُس کا حال ہے لیکن باوجود اس کے اس امر سے چارہ
 از فارق میان ذوات ما و ذوات مقدس نہیں کہ ہمارے ذوات اور تعالیٰ کے ذوات مقدس کے درمیان

حق تعالیٰ پر ذات اور اعداد است بلا اختلاف کوئی فارق جو نا لازمی ہے اسلئے کہ حقیقتی کی ذات بلا
 و ذوات اکثر اند و بسیار پس فارق ہستی و اختلاف واحد ہے اور ہمارے ذات کثیر ہیں پس ہمارے
 نیست آل فارق میان ذات مقدس حقیقتی ذوات اور اس کے ذات مقدس کے درمیان ایک فارق
 و ذوات مگر احتیاج و توقف وجود دہستی ہے اور وہ فارق سوائے اس کے کوئی چیز نہیں ہے کہ ہم
 مابعد وجود آن دے نیازی و استغناء اور اپنے وجود دہستی میں اس کے طرف محتاج ہیں اور جس چیز کے
 مثل چیز کے محتاج ایم بدل چیز کہ مبدا ہم محتاج ہیں اس چیز سے اللہ تعالیٰ کو غنا اور بے نیازی
 باشد یا از مثل محتاج بودن مابعد مبدا استغنا ہے اور وہ چیز مبدا ہے دراصل ہم اور ہماری
 چہ او محتاج بمبدا نیست و اگر نہ واجب باشد ذات مبدا کی محتاج ہے اور حق تعالیٰ اور اس کی ذات
 و خلاف مقدر لازم آید چنانکہ گذشت از مبدا کی محتاج نہیں ہے ورنہ وہ واجب نہ ہوتا اور مقدر
 فرض حکایت خبر و دقیق کہ خبر غیر دقیق نیست کے خلاف لازم آتا جس طرح سے کہ آما اور روٹی کے قہر
 و خبر ممکن باشد و دقیق واجب و ایس دقیق میں بیان کیا گیا کہ روٹی سوائے آما کے دوسری چیز نہیں
 است خبر تحقیق و در بعضی نسخہ بجائے ہے روٹی ممکن ہے اور آما واجب یہی تحقیق ہے۔
 لیس الافتقار نا الیہ و توقف وجود نا علیہ اور بعضی نسخوں میں و لیس افتقار نا الیہ و توقف وجود نا
 چنین واقع است۔ و ہو افتقار نا الیہ فی الیہ اس طرح سے واقع ہے۔

وجود نا یعنی فارق میان ما و حق تعالیٰ محتاج یعنی فرق کرنا والا ہمارے اور حقیقتی کے درمیان ہمارا اپنے
 بودن ماست بسوائے آن حق تعالیٰ در وجود وجود دہستی میں اللہ تعالیٰ کا محتاج ہونا ہے اور بس۔ جالو
 دہستی مابدا نہ حاصل کلام اینست کہ فارق سمجھو کہ اس کلام کا حاصل یہ ہے کہ ہمارے اور حقیقتی کے
 میان ما و حق وجوب ذاتی است و لیس در بیان فرق کرنا والا وجوب ذاتی ہے اور بس۔ پس جو کچھ
 پس منافی ماسبق نیست کہ فاء و صفت ہا پہلے بیان ہو چکا ہے اس بیان کے منافی نہیں ہے۔ پس ہم نے موصوف

بوصف الاکتانحن ذلک الوصف
 الاوجوب الخاص الذاتی باشد
 چنانکہ می شنوی قی فیہذاصح لہ الاذل
 والقدم ہوالذی انتفت عنه الا
 ولیتہ التی لما افتتاحت الوجود عن
 عدم فلا ینب الیہ مع کوئہ الاول
 ل یعنی پس نظر بفنائے حق تعالیٰ
 وعدم افتقار اوبسوائے مبدور
 وجود صحیح وثابت شد مراد از لیت
 وقدمی کہ متقی و ناپیدا است
 از دے اولیتہ ودور باشد از قدم
 آن مر سابقیتہ کہ بمعنی افتتاح وجود
 دہستی باشد از عدم ونیستی پیش از ہر
 چیزے کہ اول و سابق قیاس بوی
 اول باشد و سابق پس نسبت کردہ
 نشود ایں اولیتہ بسوائے حق تعالیٰ
 باوجود آنکہ اول است بدانکہ از لیتہ
 وقدم ذاتی است وزمانی و اول بمعنی
 عدم احتیاج صاحب قدم است
 نہیں کیا اُس کو اُس صفت سے مگر یہ کہ جب تک
 ہم اُس صفت سے موصوف نہیں ہوئے تھے یعنی
 ہم ہی وہ صفت تھے۔ سوائے وجوب ذاتی کے کہ
 وہ اللہ کیلئے سزاوار ہے۔ یعنی پس نظر بفنائے ذاتی
 یعنی اپنے وجود دہستی میں مبدور کا محتاج نہ ہونا اُس
 کیلئے از لیت اور قدمیت ثابت وصحیح ہوئی۔ اور
 ایسی از لیت و سابقیت جس کے معنی عدم ونیستی
 سے وجود میں آنا۔ یعنی ہر چیز سے پہلے کہ اول و سابق
 اُس کا قیاس سے اس چیز کے ہے اُس سے
 پوشیدہ ودور و ناپیدا ہے ایسے از لیت
 و سابقیت کی نسبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ
 نسبت نہیں دی جا سکتی۔ باوجود اس کے کہ
 وہ ازلی ہے۔
 جائز اور سمجھو کہ از لیت وقدمت اُس کی
 اور زمانی ہے ذاتی اس معنی سے ہے کہ
 وہ اپنے مبدور میں کسی چیز کا محتاج نہیں
 ہے۔ زمان اس معنی سے ہے کہ عدم مسبوق
 زمانی ہے۔ وہ ادیت کہ جس کے معنی
 عدم سے وجود میں آنا اور تحقیق اُس کا ہر چیز

در وجود بسوءے شی و ثانی بمعنی عدم سبق سے پہلے کہ قیاس سے اس کے اول ہے اُس کے
 بزمان و اولیت بمعنی افتتاح وجود از عدم اولیت اور قدم ذاتی کا منافی ہے۔ قدم زمانی
 و تحقق صاحب آن پیش ہر چیز کے قیاس کا منافی نہیں ہے۔ پس شیخ قدس سرہ نے
 بوسے اول باشد منافی ازلیت و قدم ذاتی فرمایا ہے کہ جبکہ اللہ تعالیٰ اپنے وجود مستی میں
 است نہ زمانی پس میگوید شیخ قدس سرہ کہ کسی چیز کا محتاج نہیں ہے اس نظر سے اُس
 چون حق تعالیٰ مفتقر نیست در وجود کے لئے ازلیت اور اُس کے ذات کا قدیم ہونا
 بسوءے چیز پس نظر باینوچہ در اولیت ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے الذی انتفت عنه الاولیۃ
 باشد و قدم ذاتی چنانکہ گفت الذی انتفت اور ازلیت کی تعریف باللتی لما افتتاح الوجود
 عنه الاولیۃ و صفت کرد اولیۃ را بالتی من عدم سے کیا اس معنی سے اُس کی اولیت
 لما افتتاح الوجود عن عدم پس اولیت ہے دوسرے معنی سے اُس کی اولیت نہیں
 بایں معنی نہ بمعنی دیگر چنانکہ گفت ماکونہ ہے جیسا کہ فرمایا ہے مع کونہ الاول اُس کے
 الاول منافی ازلیت و قدم ذاتی باشد ازلیت اور قدم ذاتی کا منافی ہے قدم زمانی کا
 آرے مر ازلیت و قدم زمانی را منافی منافی نہیں ہے اسی نظر و اعتبار سے ہم ارواح
 نیست ازینجا است کہ ارواح و اعیان اور اعیان ثابتہ کو قدیم کہتے ہیں اور ممکن کیلئے
 ثابتہ را قدیم میگویم ممکن کہ افتتاح وجود لازم و ضروری ہے کہ عدم سے وجود میں
 از عدم لازم وے باشد چہ قدم و ازلیت آوے اس لئے کہ قدیمیت اور ازلیت امور
 امور مذکورہ زمانی است یا اولیت بمعنی مذکورہ کی زمانی ہے۔ یا اُس کی اُس معنی سے
 جمیع می شود پس جگہ نسبت داوہ می جو کہ بیان کئے گئے جمع ہوتی ہے۔ پس اولیت کی نسبت
 می شود اولیت بآں معنی کہ گذشت حق تعالیٰ کے بابت اس معنی سے کس طرح دی جاسکتی ہے

بسوے حق تعالیٰ کہ ازلی ست و قدیم بازل کہ وہ ازلی اور قدیم اور اُس کا قدم ذاتی ہے
 و قدم ذاتی بآنکہ حق تعالیٰ اول است یا وجود اس کے حق تعالیٰ اس معنی سے بھی اول ہے
 بمعنی مبدی ہر شئی کہ تو اس را غیر او میخوانی کہ وہ مبدی ہر شئی کا ہے کہ تم اُس شئی کو اُس کے علاوہ
 و عین او نمیدانی و این معنی دیگر است کہتے ہو اور شئی کو تم اُس کا عین نہیں جانتے ہو اور یہ
 مراد اول را چنانکہ او آخر است بمعنی مرجع معنی اُس کے ازلی ہونے کیلئے دوسرا ہے جیسے کہ وہ
 و منتہای ہر شئی پس ازینجا وجوب ذاتی آخر ہے کہ وہ ہر شئی کا مرجع اور منتہا ہے پس اس مقام
 مراد را ثابت شد پس و این فارق است سے اُس کے لئے وجوب ذاتی ثابت ہوا اور یہی
 میان ما و حق تعالیٰ و اگر نہ عین ما عین وجوب ذاتی ہمارے اور حق تعالیٰ کے درمیان فارق
 او ست و عین او عین ما تو اند بود کہ ہے نہیں تو ہمارا عین اُس کا عین اور اس کا عین ہمارا
 اولیت او بمعنی بودن او ست و نہ بودن عین ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اولیت اُس کی معنی
 شئی یا و این مقام احدیت است پست سے ہو کہ اللہ تھا اور اس کے ساتھ کوئی شئی نہ تھی اور
 میگویم کہ بدانکہ اولیت حق تعالیٰ بہمان یہ مقام احدیت کا ہے۔ پس سمجھو کہ ہم کہتے ہیں کہ اس وجہ
 و جہتی است کہ آخریت او باں و است سے حق تعالیٰ کی اولیت ہے اور آخریت ہے اور اس طرح
 بچنین ظاہریت و باطنیت او و استحکم اُس کی ظاہریت اور باطنیت ہے اور ایسا ہمارا کہنا تمہارے
 از طور عقل تو بیرون است و دور و نزدیک طور عقل سے باہر اور دور ہے۔ اور تم اپنی سمجھ اور عقل پر
 باین عقل مفتخری و مسرور و مفتون و خوش ہوتے ہو اور فخر کرتے ہو اور فریفتہ و مغرور ہو
 مغرور و لایعزکم باللہ العزیز استونکہ مت غور کرو تم ساتھ اللہ غور کر نیوالے کے۔ پس اب سنو
 اگر ان تو پر سدد در حق پیر یگانہ تو کہ اس کہ اگر تمہارے صرف ایک ہی بڑا ہے کوئی دوسری اولاد
 پسر کلاست یا خور دیا اول یا آخر یگویی نہیں ہے۔ اور تم سے کوئی سوال کرے کہ تمہارا بڑا اللہ کا کون ہے

در جواب کہ ہمیں اول است وہمیں آخر ہمیں اور چھوٹا کون ہے تو تم اُس کے جواب میں یہی کہو گے
 کلاست وہمیں خود یعنی غیر ادنیست چنچیں کہ یہی بڑا ہے اور یہی چھوٹا اور یہی اول ہے اور یہی
 میگوید حق تعالیٰ در حق خود ہوا اول والا آخر
 والظاہر والباطن یعنی ہالست و بس پس او ہے۔ ٹھیک اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے بارے
 اول ہمیں معنی است و آخر ہمیں وظاہر ہمیں میں فرمایا ہے کہ وہی اول ہے اور وہی آخر وہی
 وجہ باشد و باطن ہمیں و لا تکن فی مرتبہ الا انہ ظاہر ہے اور وہی باطن اور بس وہ اسی معنی سے
 بكل شیء محیط و لہذا قیل فیہ الاخر اول و آخر ظاہر و باطن ہے۔ اور مت رہو دھوکے
 یعنی بنا برہمیں کہ نیست مرازل و قدم میں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے
 حق تعالیٰ را اولیت بمعنی مذکور گفتہ شد یعنی اس وجہ سے کہ ہمیں ہے ازل و قدم حق تعالیٰ
 در حق حق تعالیٰ آخر قلو کانت اولیت کے لئے معنی مذکور سے اولیت اللہ کے حق میں
 اہل التقیید لم یصح ان یکون آخر للمقید اس لئے آخر کہا گیا ہے۔ یعنی اولیت حق تعالیٰ کی
 لایہ لا آخر للممکن لان الممكنات غیر متناہیہ جیسا کہ اہل تقیید و اصحاب تعین بیان کرتے ہیں
 فلا آخر لہا یعنی پس اگر بودے اولیت ہوتی تو اللہ تعالیٰ کے لئے آخر ہونا صحیح و درست
 حق تعالیٰ اولیت اہل تقیید و اصحاب مستقیم ہوتا اور ممکن اور مفید کے لئے
 امکان و تعین صحیح نمی شد و مستقیم نیست منتہا ہونا ثابت ہوتا حالانکہ مقید کے لئے نہایت
 بودن حق تعالیٰ آخر و منتہی مر مقید و ممکن را نہیں ہے اس لئے کہ ممکنات اور مقدمات
 دوار نمی شد کہ او آخر ہر شیء است کہ نیست غیر متناہی ہیں بانیوہ ممکنات پر نظر کرنے سے
 آخر مر ممکن را نیست نہایت مر مقید را ان کے لئے آخر نہیں ہے پس اول معنی مذکور
 چہ ممکنات و مقدمات غیر متناہی اند سے آخر ہونا امور غیر متناہی کا نہیں ہو سکتا

ق فوالآخر فی عین اولیۃ والا اول یعنی حق تعالیٰ اپنے عین اولیت میں آخر ہے
 فی عین آخریت ل یعنی پس حق تعالیٰ اور بس اور وہی عین آخریت میں اپنے اول
 آخرت و بس در عین اولیت خود ہے اور بس۔ جیسا کہ ظاہر ہوا۔
 ہماں اول است در عین آخریت خود یہ بیان قبل اس کے ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ
 چنانکہ مبین شد ق ثم ننعم ان الحق نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر
 وصف نفسه بانہ ظاہر و باطن فاجد بنایا ہے اسی سلسلہ میں یہ مزید بیان ہے
 العالم عالم غیب و شہادت لند رک ایسی صورت میں عالم سے مراد جو کہ فاجد عالم
 الباطن بغینبا و الظاہر بشہادتنا ہے عالم صغیر یعنی انسان مراد ہے اور شیخ قدس
 ل ایں کلام مزید بیان است مربودن سرہ کا یہ قول جو کہ تم ننعم ہے چند احتمالات
 آدم را بر صورت حق تعالیٰ و بریں کے ساتھ او پر گذر چکا ہے۔ پس اسے طالب
 تقدیر مراد از عالم کہ در فاجد العالم حق و معرفت کہو کہ جانتے ہیں ہم یا جانتا چاہتے
 باشد عالم صغیر است کہ انسان باشد ہیں ہم کہ حق تعالیٰ نے اپنے کو صفات ظاہر و
 و تحقیق قول او ثم ننعم با چند احتمال باطن سے موصوف کیا ہے اور عالم کو بھی
 بالا گذشت یعنی پستر گو بدانیم مایا عالم غیب و عالم شہادت پر پیدا کیا ہے تاکہ
 بدانند طالب حق و معرفت یاد انستہ ہم اپنے غیب سے اللہ تعالیٰ کے باطن کو
 شود کہ حق تعالیٰ صفت کرد ذات اور اپنے شہادت سے حق تعالیٰ کے ظاہر
 خود را بیان نمود کہ ظاہر است کو سمجھیں اور جبکہ حق تعالیٰ خود ظاہر و
 و باطن پس پیدا کرد عالم را عالم باطن صفات سے موصوف ہے ہم کو بھی
 غیب و شہادت تا دریاہیم و بدانیم ظاہری صفات مثل جسم اور قوی و اعضا

باطن حق را بنیب و باطن خود و ظاہر حق و جسمانی اور صفات باطنی مثل روح و قوای
 رابطہ امداد و ظاہر خود یعنی چوں خود روحانی عطا فرمایا تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کے باطن کو
 موصوف است بظاہر و باطن مارا نیز اپنے باطن سے اور اللہ تعالیٰ کے ظاہر کو اپنے ظاہر
 ظاہر داد چوں چشم و قوای جسمانی و باطن سے سمجھیں اور پہچانیں اور ہمارا ظاہر و باطن
 داد چوں روح و قوای روحانی تا باطن حق تعالیٰ کے ظاہر و باطن سے یعنی کل ساتھ کل
 حق را باطن خود بدینم و ظاہر حق را بظاہر کے منطبق ہو جائے۔ یعنی اس بات کو ہم ذہن
 خود و منطبق شود کل بکل یعنی بدینم کہ نشیں کر لیں اور سمجھ لیں کہ ہمارا باطن حق تعالیٰ کا
 باطن ما باطن ادست و ظاہر ما ظاہر ادست باطن اور ہمارا ظاہر حق تعالیٰ کا ظاہر ہے جیسا کہ
 و ظاہر ما ظاہر ادست چنانکہ گفت بالا کہا گیا ہے کہ ہم نے حق تعالیٰ کو انہیں صفات سے
 فمادصفناہ بوصف الاکنا نحن ذلک الاصف موصوف کیا کہ جس صفات کا ہم میں ظہور ہوا یعنی
 پس بیان کردن حق تعالیٰ مر ذات خود را ہم عین وہ اسماء صفات تھے یعنی حق تعالیٰ نے اپنے
 باوصافہ کے ما عین آن ادصانیم تعلیم انہی ذات کو ایسے صفات سے بیان کیا کہ ہم عین وہ اوصاف
 و تلقین موبہی است کہ بدانم کہ ہمہ ہیں۔ تعلیم انہی اور تلقین موبہی ہے کہ ہم اس امر کو
 حق است و یس ہوا الاول والاخر ذہن نشیں کر لیں کہ سب حق ہے اور بس وہی اول ہے وہی
 و الظاہر و الباطن و تواند بود کہ مراد از آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے
 عالم مطلق باشد شامل عالم صغیر و کبیر کہ کہ عالم سے مراد عالم مطلق ہو کہ جو عالم کبیر اور عالم صغیر دونوں
 ہرچہ ہست از عالم صغیر و کبیر آسمان و زمین کو شامل ہے۔ کیونکہ جو چیز کہ موجود ہے وہ عالم صغیر و عالم
 و غیر آں روحی دارد و قوای روحانی کہ کبیر و آسمان و زمین کے درمیان ہے یہ سب ذی روح ہیں
 تو آنرا ملائکہ ارضی و سماوی میخوانی اگرچہ یعنی زندہ ہیں اور قوای روحانی کہ تم ان کو ملائکہ ارضی و سماوی

برمحبوب اینحکم ظاہر نشود و باطن ہر ظاہر کہتے ہو۔

در چشم او پیدا نگر د غایت الامر مردان اگر یہ اس امر کا انکشاف محبوب پر نہیں ہوتا اور ہر چیز کا غافل مد رک انسان باشد و بس کہ معرفت ظاہر و باطن اس کے آنکھ سے دکھائی نہیں دیتا خلاصہ یہ کہ مرہمیں راست و بس و حمال اس امانت ان تمام امور کا جاننے والا اور دراکر نیوالا انسان ہے اور بس۔ انسان باشد و بس و جاہل بہ ہستی غیر حقیقی اور اس معرفت کو حاصل کر نیوالا انسان ہے اور بس۔ اس انسان است و بس و غیر حق تعالیٰ را اور امانت عظیم کا بوجہ اٹھائیوالا ہے انسان ہے اور بس۔ غیر حقیقی ظلمت نیستی انسان میداند و بس چہ غیر کے ہستی سے انسان جاہل ہے اور بس۔ اور غیر حقیقی کو نیستی انسان قابل و مستعد اس حمل و حمال اس کے اندھیرے میں انسان جانتا ہے اور بس۔ پس اٹھایا اسکو امانت نیا مد تحملہ الا انسان انہ کان ظلوماً انسان نے تحقیق وہ ظالم و جاہل تھا یہ دیوانگی انسان رکھتا جو لایں دیوانگی انسان دار و دوس ہے اور بس۔ جیسا کہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حکم چنانکہ حافظ شیرازی باینحکم اشارت فرمودہ کے جانب اشارہ فرمایا ہے۔

وگفتہ است۔ بیت۔ آسمان بار امانت آسمان با امانت نتوانست کشید
قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند
زند۔ ہر چہ نصیب ہر چیز بود رسید بوی ہر چیز یعنی ہر مخلوق کو اس کے استعداد و استحقاق کے بموجب
وانا لم افہم نصیبہم غیر منقوص و در بعضی جو کچھ کہ اس کے نصیب میں تھا اسکو مل گیا۔ ہم انکو انکا حصہ
نسبح بجائے عالم غیب و شہادت ذاعیب جو انکو ملنا ہے بغیر کسی کمی و بیشی کے پورا پورا دیں گے۔
و شہادت واقع است یعنی صاحب غیب بعضی نسخوں میں عالم غیب و شہادت کے بجائے ذاعیب و
و شہادت قی و وصف نفسہ بالرضا شہادت واقع ہے یعنی حقیقی نے اپنے ذات کے بارے
و الغضب و اوجہ العالم ذات خوف و رجا میں بیان فرمایا کہ وہ رضا و غضب کے صفات سے متصف ہے

فتاح غصہ و زجور ضاہل یعنی صفت
 و بیان کرد حق تعالیٰ ذات خود را برضای
 و غضب چنانکہ گفت اللہ تعالیٰ
 رضی اللہ عنہم و رضوانہ و سبقت
 رحمتی علی غضبی و پیدا کرد عالم صغیر را
 صاحب خوف و ترس و صاحب رجا
 و امید پس ترسیم از غضب و سخط او
 کہ صفت او باشد و امید و ارباشم
 برضا و لطف او کہ صفت او باشد
 و ایمان نتیجہ خوف و رجاست و ارباشا
 گفته اند الایمان بین الخوف والرجاء
 و خوف ذکر است و رجاء انشی و وجہ
 نیم حکم و ترجیح رجاء را بر خوف فقر در
 انفاص الخواص بیان کردہ است
 بتوفیق اللہ و عنایہ قی و وصف
 نفسہ بانہ جمیل و ذو جلال فاوجد علی
 ہیبتہ و انسل یعنی صفت کرد حق تعالیٰ
 ذات خود را و گفت کہ جمیل است
 و صاحب جلال ان اللہ جمیل و کبیر الجلال

جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے رضی اللہ عنہم
 و رضوانہ - و سبقت رحمتی علی غضبی - یعنی رضی
 ہو اللہ ان سے اور وہ رضی ہوئے اللہ سے -
 سبقت لے گئی میری رحمت او پر میرے غضب کے
 اور پیدا کیا انسان کو ڈرنے والا اور امید رکھنے والا
 پس ہم سب کو لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے غضب
 اور سخط سے ڈرتے رہیں اور اُس کے رضا و خوشنودی
 و مہربانی کے ہر وقت امید و ارباش رہیں - ایمان خوف
 و رجاء کا نتیجہ ہے - اسی مقام کے لئے فرمایا ہے کہ
 تحقیق ایمان خوف و امید کے درمیان ہے -
 خوف مذکور ہے اور رجاء مؤنث ہے - اور اس
 حکم کی وجہ کہ رجاء کو خوف پر ترجیح ہے نفیر نے
 انفاص الخواص میں ذکر کیا ہے اللہ کی توفیق
 اور عنایت سے یعنی حق تعالیٰ نے اپنے ذات
 کے اوصاف بیان فرمائے ہیں اور فرمایا کہ وہ
 جمیل اور صاحب جلال ہے - تحقیق اللہ جمیل
 ہے اور جمال کو دوست رکھتا ہے -

وبقی دگر ربک ذوالجلال والا کرام پس اور باقی رہیگی ذات تیرے رب کی جو بہت ہی
 پیدا کر دمار بر صفت میبت و انس پس بزرگ اور تعظیم والا ہے۔ ہم لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ
 ماجلیم و صاحب جلال و اگر ہیبت و نے ہیبت اور انس کے صفت پر پیدا کیا ہے پس
 اس ان صفات الفعالیہ گرفتہ شوند پس ہم بھی حیل اور صاحب جلال ہیں۔ اگر ہیبت اور
 فرق میان این بیان و بیان سابق اعتبار است انس کو صفات الفعالیہ مانا جائے تب بھی اس
 و آل ہر دو یکے باشند پس ہیبتہ و انس را بیان میں اور انس بیان میں اعتباری فرق ہے۔
 از صفات فعلیہ گرفتہ است ق مآل اور حقیقت دونوں بیان کا ایک ہے۔ ہیبت
 و ہکذا جمیع مانیست الیہ تعالیٰ و لیسیم بہ اور انس کو صفات فعلیہ کہنا ہے احسن ہے۔
 ل یعنی بچپنیں جمیع چیزے کے نسبت و اسناد یعنی اسی طرح سے تمام چیزیں جو کہ حق تعالیٰ کی
 کردہ می شوند بسوی حق تعالیٰ و نام کردہ طرف نسبت و اسناد کرا جاتی ہیں اور حق تعالیٰ
 می شود حق تعالیٰ بدار یعنی بجمیع صفات کا ان صفاتوں سے نام رکھا جاتا ہے یعنی جمیع
 متقابلہ کہ حق تعالیٰ بدار صفات موصوف صفات متقابلہ کی حق تعالیٰ ان صفت سے
 باشند از جنس عفو و انتقام و غیر آن متصف ہے اور قسم عفو و منتقم و غیرہ ہم سب
 مانیز موصوفیم پس ارتباط کلی در میان ما بھی انہیں صفات سے موصوف ہوتے ہیں
 و او پیدا شد و بما صورت او ہوید اگشت ایسی صورت میں ارتباط کلی ہمارے اور حق تعالیٰ
 فاشبہتہ الامر و اختلاط الحال ہے کے درمیان پیدا ہوئی اور ہم سے اللہ تعالیٰ کی
 او درمن و من در و فنا دہ + خلق از پی ما صورت ظاہر ہوئی اور حال خلط ملط ہو گیا ہے
 دواں و خداں ق ثم عبر عن بصفتین وہ مجھ میں اور میں اس میں پیٹ گئے :-
 بالیدین اللتین تو جتنا منہ علی خلق الانسان خلق ہمارے پیچھے دوڑنے والی اور ہنسنے والی۔

الکامل لکونہ الجامع لحقایقہ و مفرداتہ
 فالعالم شہادۃ و الخلیفۃ غیب ل یعنی
 پستہ تعبیر کرد حق تعالیٰ از دو صفت خود
 کہ جمال و جلال باشند بیدین یعنی بدو
 دست کہ متوجہ شد نہ ہر دو دست از
 باری تعالیٰ بر خلق انسان کامل چنانکہ
 گفت مرا بلیس را مانع ان تسجد
 لما خلقت بیدی پہ انسان کامل جامع
 و حاوی حقائق حق تعالیٰ باشند و مفردات
 او یعنی کلیات او و جزئیات او چہ جزئی
 مفرد است کہ جزئی دروئے شریک نباشد
 بخلاف حقیقت و در بعضی نسخہ الحائق
 العالم واقع است و مال کیے است
 پس عالم شہادت است و مشہود و
 خلیفہ غیب است و مستور چہ جامع جمیع
 حقائق غائب و مستور باشند بذا لکہ تعبیر
 کرد از ہر دو صفت مذکورہ بدو دست
 از آنست کہ از ہر دو صفت تحقق یافتہ
 اند افعال الکیہ و بآں ہر دو ظهور یافتہ
 یعنی حق تعالیٰ نے اپنے دو نون صفیوں کو جو کہ جمال
 اور جلال ہیں اپنے دو نون ہاتھ تعبیر کئے ہیں۔ یعنی اللہ
 تعالیٰ کے بھی دو نون ہاتھ انسان کامل کے پیدا کر نیکی
 طرف متوجہ ہوئی۔ جیسا کہ اللہ نے ابلیس سے فرمایا
 کہ کس نے باز رکھا تجھ کو آدم کے سجدہ کرنے سے
 کہ ہم نے اُس کو دو نون ہاتھوں سے بنایا اور پیدا
 کیا کیونکہ انسان کامل جامع جمیع حقائق اور مفردات
 کا حاوی ہے یعنی اُس کے کلیات اور جزئیات کا
 حاوی ہے کیونکہ ایک چیز مفرد ہے کہ کوئی چیز اُس
 میں شریک نہیں ہے بخلاف حقیقت کے اور بعضی نسخوں
 میں من الحقائق العالم واقع ہے اور مال ایک ہی ہے
 پس عالم ظاہر ہے اور دکھلائی دیتا ہے اور
 دیکھا جاتا ہے اور خلیفہ غیب میں ہے اور پوشیدہ
 ہے کیونکہ جامع جمیع حقائق اور چھپا ہوتا ہے۔ اس کو
 بھی جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دو نون صفات
 جمال اور جلال سے اپنے دو نون ہاتھ تعبیر کئے
 ہیں اُس کی وجہ یہ ہے کہ اُس میں دو نون
 ہاتھوں یعنی دو نون صفیوں سے اللہ کی
 ربوبیت ظاہر ہوئی ہے جس طرح سے

ربوبیت حق تعالیٰ چنانکہ بدو دست انسان کہ انسان کے دونوں ہاتھوں سے تمامی افعال پورے تمام می شود و افعال او بدو دست او متحقق ہوتے ہیں اور تمامی کار و بار اُس کے مثل جو رہ جفا و گرفت میشود کار و بار او از جفا و اخذ و عطا و غیر و بخشش و عطایا و غیرہ انجام پاتے ہیں اور متعلق ہونے آن و خلق و ایجاد باری تعالیٰ مرآدم را ہیں چونکہ حق تعالیٰ کو اپنے دونوں صفات جلال اور جمال بدو صفت مذکورہ ظہور است بہر دو صفت کو آدم میں ظاہر کہ نامعلوم ہوا اسوجہ سے حق تعالیٰ نے اپنے درآدم و استتار او باہر دو صفت از نظر عوام دونوں ہاتھوں سے آدم کو پیدا کیا اور بنایا حق تعالیٰ کے چوں عالم بصورت انسان کامل پس ہر شی دونوں صفات جمال اور جلال کا آدم میں ظہور ہے اور اشد جمال است یا جلال و انسان کامل شامل ہر کے دونوں صفات جو کہ جمال اور جلال میں اور جس کا ظہور دو صورت او پس عالم کہ تمامی اجسام انسانی آدم میں ہے عوام کے نظر سے پوشیدہ ہیں جس طرح سے و غیر آن داخل دی باشد شہادت است کہ عالم انسان کامل کی صورت پر ہے یہ بھی عوام کے مشہود و خلیفہ کہ روح انسان کامل باشد نظروں سے پوشیدہ ہے۔ پس ہر شی چاہے وہ صاحب جمال جمع مستورات سدنہ او غیب است و مستور ہو یا صاحب جلال انسان کامل میں دونوں صورتیں ظاہر چوں حق تعالیٰ کہ مشہود و مرئی نگردد و وجائز و شائل ہیں پس عالم کہ جس میں تمام اجسام انسانی اور است کہ بگویی کہ خلیفہ حقیقت محمدی باشد کہ علاوہ اس کے ہے شامل میں وہ نظروں کے سامنے ہے اور کار یکی است و بار یکی و معرفت او چوں معرفت دکھائی دیتے ہیں اور دیکھے جاتے ہیں۔ اور خلیفہ جو کہ روح حق است و بکنہ حاصل نیست و قول نبی ما انسان کامل ہے تمام خدام و کار و باری اُس کے غیب میں ماضی اللہ علیہ وسلم کہ من عرف نفسه فقد عرف ربه است اشارت باینحکم باشد چنانکہ اشارہ اللہ نہیں ہوتا۔ اور جائز ہے کہ کہو کہ خلیفہ حقیقت محمدی ہے العزیز در نفس کتاب خواهد آمد چہ معرفت صلی اللہ علیہ وسلم کہ کار و بار ایک ہی ہے اور اُس کی معرفت

رب تعالیٰ بکنہ حاصل نمیشود پس حق کے معرفت کے مثل ہے اور کنہ سے حاصل نہیں
 معرفت نفس بکنہ حاصل نشود کہ معرفت ہوتی۔ ہمارے اس قول کی تائید حضور پر نور صلی اللہ
 حق تعالیٰ متعلق است بمعرفت نفس علیہ وسلم کا یہ قول کہ جس نے اپنے نفس کو پہچانا تحقیق
 چوں معلق محال باشد معلق بہ نیز محال اُس نے اپنے رب کو پہچانا کر رہا ہے اور اسی حکم کی طرف
 باشد و اگر نہ وجود ملزوم بدوں لازم اشارہ ہے چنانچہ انشاء اللہ العزیز نفس کتاب میں ذکر
 لازم آید و ایں محال است و خلافت کیا جائیگا۔ جبکہ معرفت رب تعالیٰ کی کنہ سے حاصل نہیں
 مقدر چنانکہ بگوی اگر زید ازیں کار ہو سکتی تو نفس کی معرفت کنہ سے کس طرح حاصل ہوگی۔
 خود باز آید پس باری تعالیٰ معدوم کیونکہ حق تعالیٰ کی معرفت نفس کے معرفت سے متعلق
 نشود و فرض اینست کہ ایں قول ہے۔ جبکہ معلق محال ہے معلق بہ بھی محال ہے نہیں تو ملزوم
 صادق است پس باز آمدن زید از کا وجود بغیر لازم کے لازم آویگا اور یہ محال ہے اور خلافت
 کا خود محال باشد چوں عدم باری تعالیٰ مقدر ہے۔ بیسے کہ تم کہو کہ اگر زید اپنے کام سے باز آوے
 درینہا گفتہ است عارفی سے تو باری تعالیٰ معدوم ہو جائے اور فرض کر لیا جائے
 دیدنِ رومی ترا دیدہ جاں می باید کہ یہ قول سچا ہے اسلئے زید کا باز آنا اپنے کام سے محال ہے
 ویں کجا مرتبہ چشم جہاں میں من است جس طرح سے کہ باری تعالیٰ کا معدوم ہونا محال ہے۔ اسی
 پس خلیفہ دستخلف ہر دو در ترقی عزت مقام سے ایک عارف نے کہا ہے کہ آپ کے چہرہ مبارک دیکھنے
 و پردہ غیب اند اگرچہ حضرات ہر دو کیلئے دل کی آنکھ چاہئے ہماری آنکھ تو کج جہاں کی دیکھنے والی ہے
 متفاوت اند و متفاوتر قی و لہذا اُس کا یہ مرتبہ نہیں ہے کہ وہ آپ کو دیکھ سکے۔ اسوجہ سے خلیفہ
 یحجب السلطان ل یعنی بنا برین کہ اور مستخلف دونوں ترقی عزت اور پردہ غیب میں ہیں۔
 خلیفہ غیب است سلطان در حجاب باشد اگرچہ در بار دونوں حضرات کا ایک دوسرے سے متفاوت اور

چہ ہمیشہ بدر سلطان عاجب است و ریات متغائر ہے۔

عالیہ اودا تم حجاب عوام باشند و از برقعہ عزت بر ہمہ کس ظاہر نمیکند و در سلطان نائب و منظر و خلیفہ غیب است در عالم شہادت حق و وصف الحق نفسہ بالحجب الظلمانیۃ وہی الارواح اللطیفۃ و العقول و النفوس و عالم الامر و الابداع ل یعنی صفت کرد حق تعالی ذات خود را بحجاب ظلمانی و آن اجسام غصری کثیفہ انداز متن و ثقل خود ظلمت دارند و ظلمت دی نور و طور حق را فرو پوشیدہ باصرہ تند و بصیرت قوی باید تا بایں حجب ظلمانی مشاہد حق باشد بلکہ ایں پردہ را بدر و ظلمت اورا معدوم محض و مہیوم صرف گرداند و اجسام ہرگز سنگ راہ او نگردد و صفت کرد ذات خود را بحجاب نورانی و آن ارواح لطیفہ باشند و عقول و نفوس و عالم الامر جو کہ و نفوس و عالم الامر و الابداع کہ عالم کن باشد و ہر چند ایں چیز ہا نورانی اند اما تعینات

اس وجہ سے کہ خلیفہ غیب میں ہے سلطان بھی حجاب میں ہے کیونکہ ہمیشہ بادشاہ کے دروازے پر دربان رہتے ہیں اور اُس کے ریات عالیہ ہمیشہ عوام سے حجاب میں ہیں اور اپنے سر کو برقع عزت سے باہر نہیں نکالتے اور عوام پر ظاہر نہیں ہوتے۔ کیونکہ عالم شہادت میں بادشاہ نائب اور منظر خلیفہ غیب ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو حجاب ظلمانی سے موصوف کیا ہے اور وہ اجسام غصری کثیف ہیں جو کہ اپنی کثافت سے ظلمت رکھتے ہیں اور ان کی ظلمت نے اللہ تعالیٰ کے نور و طور کو چھپا لیا ہے۔ تیز نظر اور دور بین آنکھ کی ضرورت ہے تاکہ باوجود اُن حجاب ظلمانی کے حق کا دیکھنے والا ہو یہاں تک کہ اُس ظلمت کے پردہ کو پھاڑ ڈالے اور ظلمت کو عدم محض و مہیوم صرف کر دے اور اجسام اللہ تعالیٰ کے دیکھنے کے راستہ میں رکاوٹ نہ ہوں حق تعالیٰ نے اپنی ذات کو حجاب نورانی سے بھی موصوف کیا ہے اور وہ حجاب نورانی اوراح لطیفہ اور عقول و نفوس و عالم الامر جو کہ عالم کن ہے۔ اگرچہ یہ سب چیزیں نورانی ہیں لیکن اُن کے تعینات نور حق کے

اینہا حجاب نور حق مطلق شدہ اند چنانکہ
 شعاع آفتاب حجاب آفتاب است
 قال رسول الصادق ان بشہ سبعین الف
 حجاب من نور و ظلمتہ دیہج میدانی کہ چہ
 میگویم یعنی از ظلمت و کثافت اجسام
 راجع بنیدانی و از تعین و تقید صبور
 نورانی راجع بنیجوانی سے ماش میگیم
 و از غفۃ خود دل شادم : بندہ عشقم
 و از ہر دو جہاں آزادم : نیست بر لوح
 دلم جز الف قامت یا نہ چہ کم حرف دگر
 یاد نداد استاد مرقی فالعالم بنین
 کثیف و لطیف ل یعنی پس عالم میان
 کثیف و لطیف باشد کہ عالم عبارت است
 از حجب حق و حجب حق کثیف اند و لطیف
 پس عالم ظلمانی باشد و نورانی چنانکہ
 معلوم کردنی ق نہ عین الحجاب علی
 نفس ل یعنی پس عالم عین حجاب باشد
 بر ذات حق تعالی یا بگویی بر ذات عالم
 چون عالم نماند و تو از میان بر خیزی او
 تم بھی در میان سے اٹھ گئے تو حق تعالیٰ ہی

ظاہر گردو اگر عالم است پس ادکاست ظاہر ہوا اگر عالم ہے تو وہ کہاں ہے اگر تو محب
 و اگر تو محب پس محبوب کہاں ہے۔ سنو کہ حضرت منصور علاج
 میگوید علاج قدس سرہ سے بینی و بینک قدس سرہ کیا فرماتے ہیں۔ جو چیز کہ مجھ کو آپ سے
 الی نیرا حنی: فارغ بلطفک الی من الین اڑ کئے ہوئے ہے اُس پر وہ کو اپنے لطف و کرم
 و دیگر گئی گفتہ سے میان عاشق و معشوق سے اٹھا دیجئے حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے
 ہیں کہ عاشق اور معشوق کے درمیان کوئی چیز
 ہیچ حائل نیست: تو خود حجاب خودی حائل نہیں ہے: تم خود ہی اپنے حجاب ہو درمیان
 حافظ از میاں برخیز: اسی برادر اینجا کا بوجہ ان است نہ بہر ہاں و معاملہ با سے اٹھ جاؤ۔

در آیت باشد نہ باروایت سے اسی میرے بھائی اس جگہ وجدان کا کام ہے۔ دلیل
 منصور بر سر داراں نکتہ خوش سر آید: و بہر ہاں سے کام نہیں چلے گا معاملہ درایت کا روایت
 کہ شافعی پر سید امثال ایں روایت کا نہیں ہے۔ سے منصور بر سر داراں نکتہ خوش سر آید:
 ق فلا یدرک الحق احد ادرالہ نفس ل کہ شافعی پر سید امثال ایں روایت۔ یعنی حق تعالیٰ
 یعنی پس در نمی یابد و نمیداند حق تعالیٰ را کو کوئی شخص جیسا کہ اُس کے جاننے اور پہچاننے کا حق
 ہیچ کی چوں دریافتن حق مرحق را چہ ہے نہیں جانتا اور نہیں پہچانتا جیسا کہ خود حق تعالیٰ
 ادراک حق تعالیٰ مرذات خود را ذوقی اپنے کو جانتا اور پہچانتا ہے کیونکہ حق تعالیٰ کو اپنی ذات
 باشد و حضوری و ماہمہ عالم حجاب آدمیم کا سمجھنا اور دیکھنا ذوقی اور حضوری ہے اور ہم سب
 و جز علم حصولی بحق واجب الوجود ندانیم اہل عالم اُس کے لئے حجاب میں اور واجب الوجود
 ق فلا یزال فی حجاب لا یرفع ل یعنی کے حق میں سوائے علم حاصل کرنے کے اور کوئی بساط
 پس دایما است عالم ظلماتی و نورانی درجائی نہیں رکھتے یعنی عالم نورانی و ظلماتی ہمیشہ حق تعالیٰ کیلئے

کہ برداشتہ نشود چہ اگر برداشتہ شود
 عارف و معروف نامد یا آنکہ برداشتن
 عالم بالکل و ساختن آن معدوم صرف
 محال مطلق است پس معرفت حق تعالی
 بکنہ حاصل نباشد کہ حجاب آدمیم و بچینیں
 معرفت بنفس بکنہ حاصل نیست چنانکہ
 گذشت ق و لاید رک فی حجاب لایرفع
 ل یعنی دریافتہ نمی شود حق تعالی در حجاب
 کہ برداشتہ نشود و اس قول در بعضی نسخہ
 نیست ق مع علمہ بانہ متمیز عن موجدہ
 بافتقارہ و لکن لاحاطہ فی الوجود الذاتی
 الذی للمحق ل یعنی عالم دایا و حجاب است
 باوجود آنکہ میداند عالم کہ عالم متمیز است
 از موجد عالم بحتاج بودن آل بسوے
 حق تعالی و لیکن نیست مرا و را نصیبی
 از وجود ذاتی کہ مختص بجناب اوست
 چہ وجود ما فائض از جناب اوست ہرگز
 ذات ما تقاضاے وجود ما نلکد چوں
 ذات حق تعالی و بچینیں وجوب ذاتی و مال
 حجاب ہے اور وہ حجاب اٹھایا نہیں جاسکتا کیونکہ
 اگر وہ حجاب اٹھ جائے تو عارف و معروف نہ ہے
 یا یوں کیونکہ عالم کا بالکل اٹھانا اور اس کو معدوم
 صرف کہ نامحال ہے اس وجہ سے حق تعالی کی معرفت
 کنہ سے حاصل نہیں ہو سکتی کہ ہم سب اس کے حجاب
 ہیں اسی طرح اپنے نفس کی معرفت کنہ سے حاصل
 نہیں ہو سکتی ہے جیسا کہ اوپر گذرا یعنی حق تعالی کے
 جانے اور دیکھنے کیلئے درمیان میں ایسے حجابات
 ہیں کہ جو اٹھائے نہیں جاسکتے۔ یہ قول بعض نسخوں
 میں نہیں ہے۔ یعنی عالم ہمیشہ حجاب میں ہے باوجودیکہ
 وہ جانتا ہے کہ میرے اور میرے پیدا کر نیوالے کے
 درمیان فرق ہے وہ فرق یہ ہے کہ عالم اپنے مبدیہ
 اور موجد کا محتاج ہے لیکن عالم کو حق تعالی کے ذات
 میں سے کوئی حصہ نہیں ہے وجوب ذاتی اللہ تعالی ہی
 کیلئے سزاوار ہے کیونکہ ہمارا وجود اس کے جناب سے
 فیض پاتا ہے۔ ہماری ذات حق تعالی کے وجوب
 ذاتی کا تقاضا نہیں کرتی۔ جس طرح سے کہ حق تعالی
 اپنی ذات کا تقاضا نہیں کرتا جس طرح سے کہ حق تعالی
 اپنی ذات کا خود متقاضی ہے۔ اسی طرح وجوب ذاتی اور

وجود ذاتی و وجوب ذاتی یکی است | وجود ذاتی دونوں کا آل ایک ہے۔ عالم ہمیشہ حجاب
پس عالم ہمیشہ در حجاب باشد با آنکہ | میں ہے با وجود اس کے ہم سب اُس سے ممتاز اور
میدانیم کہ ما از و ممتازیم کہ ما محتاج اوئیم | اُس کے محتاج ہیں اور وہ ہمارا مشتاق ہے۔ لیکن
و او مشتاق مایکین برای ما نصیبی از | ہمارے نصیب میں کوئی حق و حصہ اُس کے وجوب
وجوب و وجود ذاتی ہرگز نیست کہ او | ذاتی یا وجود ذاتی سے ہرگز نہیں ہے اسلئے ہم واجب
واجب الوجود است و ما ممکن پس حجاب | نہیں ہو سکتے۔ یعنی عالم حق تعالیٰ کو ذوق و وجدان
ہرگز مرفوع نشود و ما ہرگز واجب تنظیم | سے ہرگز ادراک نہیں کر سکتا اس وجہ سے کہ وجوب
ق فلایدرک ابدال یعنی پس نمی در یابد | ذاتی ہم سب میں مفقود ہے۔

عالم حق تعالیٰ را ہرگز بذوق و وجدان | ہم ذوق و وجدان سے اُس چیز کو جان سکتے ہیں کہ جو چیز
چہ وجود ذاتی در ما مفقود است چہ | ہم میں ہے چونکہ وجوب ذاتی ہم سب میں مفقود ہے ہم سب
ما میدانیم بذوق و وجدان | ذات کے اعتبار سے واجب الوجود نہیں ہو سکتے ہاں
مگر بوجہی کہ در ما باشد پس ما عالم بحق | باوجود کہ جو چیز ہم میں ہے۔ پس ہم حق تعالیٰ کے جاننے والے
تعالیٰ بوجہی سمع و بصیر و ارادہ و علم او | اور علم رکھنے والے بوجہ سمیع و بصیر و ارادہ و علم کے اُس کے
ہستیم نہ بذوق و وجدان پس عالم | ہیں۔ ذوق و وجدان سے اُس کے وجوب ذاتی کا علم
بحق تعالیٰ بوجہ وجود ذاتی نیستیم و خبر نداریم | ہم نہیں رکھنے کو نہ وجوب ذاتی اللہ کے لئے
بذوق و وجدان چنانکہ میشنوی ق | خاص ہے ذات کے اعتبار سے عالم کو کچھ بھی حق
فلایزال الحق من ہذاہ الحیثیۃ غیر | حصہ نہیں ہے۔

معلوم علم ذوق و شہود لانہ الاقدم للحدث | یعنی حق تعالیٰ وجوب ذاتی اور وجود ذاتی
فی ذلک ل یعنی پس ہمیشہ حق تعالیٰ نظر | کے نظر سے ہمیشہ غیر معلوم ہے حق تعالیٰ کیلئے

بوجوب و وجود ذاتی غیر معلوم باشد ہم کو جو علم حاصل ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ہم سب
 بعلم ذوق و شہود چنانکہ گذشت بخلاف حادث و ممکن ہیں اور حق تعالیٰ واجب الوجود ہے
 علم حصول کہ ما عالم ہستیم کہ حق تعالیٰ یہ علم حصولی ہے ذوقی نہیں ہے۔ علم ذوقی ہم نہیں
 واجب الوجود است و علم ذوقی نداریم رکھتے۔ اس لئے کہ حادث کے قدم کا وجوب ذاتی
 چہ بدرستی کہ نیست مر حادث را قدمی کے جناب میں گذر نہیں ہے اس لئے کہ ذوق بے
 در جناب وجود ذاتی چہ ذوق بی تعلق مدوق ظاہر نہیں ہوتا اور اپنا چہرہ نہیں دکھلاتا۔
 بذوق روزنہ یاقی خما جمع اللہ آدم بین یعنی حق تعالیٰ نے اپنے دونوں ہاتھوں یعنی جلال
 ید یہ الا تشریفاً و لهذا قال لا یلیس مانفک و جلال کو حضرت آدم علیہ السلام میں جمع و ظاہر کیا
 ان تسجد لما خلقت بیدی ل یعنی پس جمع یہ اللہ تعالیٰ کا آدم کے حق میں لطف و کرم ہے
 نکر اللہ تعالیٰ مر آدم را جامع نگردانید اور اپنے باقی مخلوق پر آدم کو شرافت بخشنا
 اور ایمان دو دست خود کہ کنایت از مقصود ہے اور اپنے صفات جمالیہ و جلالیہ
 جلال و جلال باشد مگر بنی طر تشریف و شرف سے آدم کو مشرف کرنا اس کا مقصد اعلیٰ
 و مشارف و مشارف او کہ بصفت جمالیہ و جلالیہ سے آدم کو صفات و کمالات جمالیہ و جلالیہ سے
 و جمالیہ مشرف و مشارف گرد و بایں حق تعالیٰ کا مشرف کرنا اس لئے ہے کہ اس
 خلعت و تشریف کتف او مزین و مکتف خلعت و تشریف سے اس کا کتف مزین و
 گردانید و بنا برین کہ مر آدم را جامع ہر درست و آراستہ ہو جائے اس وجہ سے
 دو دست خود گردانید گفت بابلیس ما حق تعالیٰ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے آدم کو بنایا اور
 منفک تا آخر یعنی چہ چیز بازداشت پیدا کیا یعنی دونوں ہاتھوں سے آدم کو جمع کیا اور بابلیس
 ترا ای ابلیس از سجدہ کردن و انقیاد نمودن سے کہ اکہ مانفک تا آخر یعنی ای ابلیس وہ کونسی علت

بخلیفہ من کہ پیدا کردم آنرا بدو دست
 خود پس آدم را مشرف و مشارف ہر دو
 دست خود کردہ بود تا ایں قول گفت چنانکہ
 میشنوی ق و ما ہوا لایعین جمیعہ بین الصور بین
 صورت العالم و صورت الحق و ہاید الحق
 ل یعنی نیست جامع بودن آدم میان دو
 دست حق مگر جمع کردن آن میان دو صورت
 معبود کہ صورت عالم باشد و صورت حق
 و ہر دو صورت دو دست حق اند و صورت
 عالم مظاہر اسماء الہی و عین اسماء الہی اند کہ
 منظر عین ظاہر است و اسماء عین مسمی پس
 حق کل باشد و دو دست او کثایت از کل
 و چون مظاہر عین ظواہر اند اینجا گفت
 و ہاید الحق و اگر نہ بالا گفتہ است کہ از
 دو صفت جلال و جمال تعبیر کرد بدو دست
 و نیز ما ہمہ عالم اوصاف او ہم چنانکہ بالا
 گذشت و اطلاق صورت بر غیب خصوصاً
 غیب الغیب مجاز باشد و برای ما کار
 بحقیقت است ق و ابلیس جزئ من العالم
 حق جس کی وجہ سے تو نے میرے خلیفہ آدم کو سجدہ نہیں
 کیا اور تجھ کو اُس نے سجدہ کرنے سے باز رکھا
 حالانکہ میں نے اپنے خلیفہ کو اپنے دونوں ہاتھوں
 سے بنایا اور صفات و کمالات جمالیہ اور جلالیہ
 سے اُس کو مشرف کیا۔ یہ تمام باتیں حق تعالیٰ نے
 ابلیس سے کہیں اور انھیں دونوں صفات کے ظہور
 کی وجہ سے حق تعالیٰ نے ابلیس پر محبت قائم کی۔
 حضرت آدم علیہ السلام حق تعالیٰ کے دونوں
 ہاتھوں کے جمع کر نیوالے ہوئے وہ دونوں ہاتھ
 حق تعالیٰ کے صورت عالم و صورت حق ہیں اور یہی دونوں
 صورتیں حق تعالیٰ کے دونوں ہاتھ ہیں صورت عالم
 مظاہر اسماء الہی و عین اسماء الہی ہیں اسلئے کہ منظر عین
 ظاہر ہے اور اسماء عین مسمیٰ میں پس کل حق ہے اور دونوں
 ہاتھوں سے بھی کل ہی کی طرف اشارہ ہے۔ اور جبکہ
 مظاہر عین ظواہر ہیں اس مقام پر و ہاید الحق کہا و نہ پہلے
 اس کے حق تعالیٰ کے دونوں ہاتھوں کو صفات جمالیہ و
 جلالیہ سے تعبیر کیا تھا اور ہم نامی اہل عالم اُس کے اوصاف
 ہی اوصاف ہیں جیسا کہ اوپر کہا گیا اور صورت کا اطلاق
 غیب پر خصوصاً غیب الغیب پر کرنا مجاز ہے ہم کو تو

لم یحصل لہ بذہ الجمعۃ ل یعنی ابلیس | حقیقت سے کام ہے اور بس۔ یعنی ابلیس عالم کا
جزر الیست از عالم حاصل نشد مراد | ایک جزر ہے اُس کو آدم علیہ السلام کی ایسی جمعیت
جمعیت آدم بلکہ جزر الیست از آدم | حاصل نہ ہوئی بلکہ وہ آدم کا بھی جزر ہے اور جزر کل کی
وجز جمعیت کل ندارد پس محاکات | جمعیت نہیں رکھتا۔

ابلیس و دعوی جزئیت پیش | اسوجہ سے محاکات ابلیس یعنی دعوی جزئیت حضرت الحق
حضرت الحق نظر باصل اوست کہ | کے سواجہ میں اُس کے اصلیت کے نظر و اعتبار سے ہے
ناراست تا در برابر بود بے حساب | کیونکہ وہ آتش سے پیدا کیا گیا ہے اس لئے کہ برابر بے حساب
چہ اصل او دیدہ اور کور ساخت | ہو ابلیس کے اصلیت نے اُس کو اندھا کر دیا اور اپنے
دندید کہ در آدم ہم صورت عالم باشد | اندھے ہوئی کی وجہ سے یہ نہ دیکھا اور نہ سمجھا کہ آدم علیہ السلام
وہم صورت حق پس آدم کل است و | میں جو حق خلیفہ ہے عالم کی صورت اور حق کی صورت دونوں
ابلیس جزر او کل عظم باشد از جزر | ظاہر ہیں پس آدم کل ہے اور ابلیس اُس کا جزر ہے
بہد اہت عقل و نظر اول و در انفس | اور کل جزر سے عقل و نظر کے اعتبار سے بڑا ہوتا ہے
ان خواص بانشارت در بیان ابلیس | انفس ان خواص میں ابلیس کے بیان میں صحیح اور واضح
شرح دادہ شد ہر سخ در اینجا بیج و مجمل | طریقہ سے بیان کیا گیا ہے اس مقام پر صریح بیان کرنا
اینست کہ ہر چیزیکہ باز دارد ترا از حق | قبیح ہے۔ مجمل یہ ہے کہ جو چیز تم کو حق اور یا حق سے
و باد حق پس آن شیطان تست و در | غافل کروے اور باز رکھے وہی تمہارا شیطان ہے اس
اینجا نیز اشارتے توں کر دکہ شیطان | مقام پر اشارۃً یہ کہہ سکتے ہیں کہ شیطان تمہارا دشمن ترین
دشمن ترین دشمنان تست کہ وہی از | دشمن ہے کہ اک لمحہ بھی تم سے جدا نہیں ہوتا
توجد انشود و شب و روز بتو در بادم | اور دن و رات تم سے تم میں تمہارے

توسیر کند و جز ہلاکت تراء دست ندارد
شیطنت گردن کشی بد در لغت پستحق
لعنت آمد این صفت پست سرکش را
عرب شیطانن خواند پنی ستوری را کہ
در مرعی بماندق و لہذا کان آدم خلیفہ
ل یعنی از ہمیں راہ کہ آدم جامع بود میان
صورت عالم و صورت حق تعالی خلیفہ
در عالم و ملاذ و مستغاث وی و اگر اس
جمعیت در دی نمی بود شایستہ خلافت
نمی شد چوں ملائکہ چنانکہ میشنوی ق
فان لم یکن ظاہراً بصورت من استخلفہ
فیما استخلفہ فیہ فما ہو خلیفہ وان لم یکن فیہ
جمع ما تطلبہ الرعا یا التی استخلف علیہا لان
استناد ہا الیہ ل قول او فان لم یکن
بامتعلقات فعل شرط است و فما ہو خلیفہ
جزاء شرط و قول او وان لم یکن بامتعلقاً
معطوف باشد بر فعل شرط مذکور یا
بر تمام شرطیہ پس جزاء شرط محذوف باشد
بقریبہ جزاء شرط اول چنانکہ میگوئی ان

سائنس کے ساتھ سیر کرتا ہے اور سوائے تمہارے
ہلاکت کے کوئی دوسری چیز درست نہیں رکھتا
شیطان کے معنی لغت میں گردن کشی کے ہیں۔
اس وجہ سے یہ صفت مستحق لعنت ہے + سرکش
گھوڑے کو زبان عرب میں شیطان کہا ہے۔
اُس چوپایہ کہ نہیں کہا جو چراگاہ میں چرتا ہے +
یعنی اس نظر سے کہ آدم علیہ السلام صورت عالم
اور صورت حق کے جامع تھے۔
عالم میں حق تعالیٰ کے خلیفہ ہوئے اور عالم کے
پشت پناہ اور فریاد کے سننے والے ہوئے اگر
یہ جمعیت حضرت آدم میں نہ ہوتی تو خلافت
کے لائق نہ ہوتے۔ جیسے کہ فرشتے کہ اُن میں
جمعیت آئیہ نہیں تھی مستحق خلافت حق تعالیٰ
نہ ہوئے۔

قدم ابني من اسفرعیدی ہذا حروان
 قدم صدیقی و قول اولان استناد ہا الیہ
 یعنی اگر آدم علیہ السلام حق کی صورت پر عالم میں ظاہر نہ
 ہوتے اور اگر وہ تمام امور آدم علیہ السلام میں نہ ہوتے کہ
 جن امور پر حق تعالیٰ نے آدم کو خلیفہ بنایا ہے اور اگر
 اُن میں وہ سب چیزیں نہ ہوتیں جن کو رعایا خلیفہ سے
 طلب کرتی ہیں تو کبھی بھی اُن رعایا کی نسبت اُس خلیفہ
 کی طرف صحیح نہ ہوتی کیونکہ استناد و رجوع رعایا کا خلیفہ
 کی طرف ہے۔ اور ضروری ہے کہ رعایا خلیفہ سے اپنی
 اپنی ضروریات طلب کریں۔ پس آدم خلیفہ نہیں ہے۔
 یعنی حق تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنے تمامی اسماء و
 صفات جمالی و جلالی کے ساتھ عالم میں اپنا خلیفہ بنایا
 تاکہ عالم دالے جو کچھ چاہیں اور ہر وہ چیز کہ
 جس کے یہ لوگ مستحق ہوں اس کو خلیفہ عطا کرے
 اور پہنچا دے۔ خلیفہ حق تعالیٰ کو صفات
 حق تعالیٰ سے متصف ہونا ضروری ہے۔ جو کچھ
 کہ رعایا نے پایا یا پاویں گے وہ سب خلیفہ کے
 پاس اور اُس کے قبضہ قدرت میں ہونا چاہئے
 پس ضرور است کہ بصفات حق توصوف باشد اور ہے۔ پس ضروری و لازمی ہے کہ حق تعالیٰ
 دایچہ رعایا یافتہ اند و خواہند یافت با خلیفہ
 باشد پس ضرور شد کہ خلیفہ جامع باشد

میان صورت عالم و صورت حق تعالی پس لازمی اور ضروری ہے کہ رعایا کو وہ تمام چیزیں
 قیلاً بدان یقوم جمیع محتاج الیہ والا کہ جس کی رعایا کو محتاجی ہو خلیفہ مرحمت فرما دے۔
 فلپس خلیفہ علیہم السلام یعنی پس ناچار است پس عالم کی صورت خلیفہ میں موجود ہونا ضروری
 و ضروری کہ قیام نماید و مرحمت فرماید خلیفہ ہے۔ اور اگر رعایا کے حاجات ادا اور پورا کرنے میں
 بر رعایا جمیع چیزیکہ بوجہ محتاج باشند قائم نہ ہوا اور قاصر رہا تو وہ خلیفہ نہیں ہے اس لئے
 پس صورت عالم در خلیفہ باشد و اگر قائم کہ خلیفہ کی نشانی یہ ہے کہ وہ رعایا کے حقوق کو ادا
 نشود بہ آداء حاجت رعایا پس خلیفہ نیست کرے پس خلافت حق تعالیٰ کی انسان کامل کے لئے
 بر رعایا کہ شان خلیفہ ادا می حقوق رعایا راست و درست ہے کہ وہ حق تعالیٰ اور عالم کی
 است قیلاً فصحت الخلافۃ الا لانا انسان صورتوں کا جامع ہے جیسے کہ حضور پر نور صلی اللہ
 الکامل فانشاء صورت الظاہرت من علیہ وسلم ہیں۔ پس پیدا کیا حق تعالیٰ نے انسان
 حقائق العالم و صورہ و انشاء صورۃ الباطنۃ کامل کے ظاہر صورت کو عالم کے حقائق اور
 علی صورت تعالیٰ یعنی پس صحیح و مستقیم صورت پر۔
 نشد حق تعالیٰ مگر انسان کامل را کہ پس انسان کامل کی ظاہر صورت عالم کی صورت
 دروے صورت عالم باشد و صورت پر ہے اور انسان کامل کی باطن صورت کو اپنے
 حق تعالیٰ چون محمد رسول اللہ صلی اللہ صورت پر پیدا کیا۔

علیہ وسلم پس پیدا کر دے و گردانید حق تعالیٰ
 صورت ظاہر انسان کامل را از حقائق
 و صورت تہاے عالم صورت ظاہر انسان
 کامل صورت عالم آمد و پیدا کر صورت

باطن انسان کامل را بر صورت خود عزت شان اس وجه سے انسان کامل کی باطنی صورت حق
 و جل برہانہ پس صورت انسان صورت کی صورت پر آئی پس انسان کامل صورت حق
 حق آمد پس او جامع باشد میان صورت اور صورت عالم کا جامع ہے۔ جانہ کہ ظاہر مطلق
 عالم و صورت حق تعالیٰ بدانکہ ظاہر ہے اور ظاہر مضاف ہے اور اسی طرح باطن مطلق
 مطلق است و ظاہر مضاف و یحییٰ ہے اور باطن مضاف ہے ظاہر مطلق عالم احسام
 باطن پس ظاہر مطلق عالم اجسام است اور باطن مطلق ذات الہی اور اُس کے صفات
 و باطن مطلق ذات الہی و صفات او ظاہر مضاف اور باطن مضاف عالم ارواح
 و ظاہر مضاف و باطن مضاف عالم ہے کہ ظاہری نظر سے باطن مطلق ہے اور باطن
 ارواح باشد کہ نظر بظاہر مطلق باطن کے نظر سے ظاہر مطلق ہے وہی اول ہے وہی
 است و نظر باطن مطلق ظاہر ہو الاول آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے۔ یعنی
 و ہو الآخر و الظاہر و الباطن قل و لذلک اس وجہ سے کہ حق تعالیٰ نے انسان کامل کے
 قال فیہ کنت سمعہ و بصرہ و ما قال کنت یا یعنی صورت کو اپنی صورت پر بنایا ہے اور
 عینہ و ادنہ ففرق بین الصورتیں ل ظاہری صورت کو اپنی صورت پر نہیں بنایا ہے
 یعنی بنا برین کہ پیدا کر حق تعالیٰ صورت انسان کے حق میں فرمایا ہے کہ میں اُس کی
 باطن انسان کامل را بر صورت خود صورت شنوائی ہوں اس لئے کہ وہ میری طرف
 ظاہر دے را گفت در حق آن انسان متقرب ہے اور میں اُس کی بینائی ہوں یعنی
 کنت سمعہ و بصرہ یعنی ہستم من سمع سننے والی اور دیکھنے والی جو قوت کہ انسان
 انسان کامل کہ بندہ متقرب باشد میں ہے اُس کے فرمایا کہ وہ میں ہوں اسلئے
 بسوی من و بصر آن یعنی شنوائی و بینائی کہ وہ میری طرف متقرب ہے یہ نہیں

انسان کامل ام و سامعہ و باصرہ و ذائقہ گفت کہ اگر میں اُس کا کان ہوں اور اُس کی آنکھ
 کنت عینہ و ادنہ یعنی ہستم من چشم و گوش ہوں۔ آنکھ و کان ظاہر میں سننے اور دیکھنے
 اور کہ ہر دو ظاہر اند البتہ بصر و سمیع پس کے آلات ہیں۔
 فرق کر حق تعالیٰ میان صورت ظاہر حق تعالیٰ نے انسان کامل کے ظاہری صورت
 و صورت باطن کہ خود صورت باطن انسان اور باطنی صورت میں فرق کیا ہے اس وجہ سے
 کامل است نہ صورت ظاہر اگرچہ ظاہر کہ باطنی صورت حق کی صورت ہے ظاہری
 عین منظر باطن باشد حق و ہذا اہو فی صورت حق کی صورت نہیں ہے اگرچہ ظاہر عین
 کل موجود من العالم بقدر ما تطلبہ
 حقیقتہ ذلک الموجود لکن لیس لاحد
 مجموعہ بالخلیفہ فما زال بالاجموع
 ولولا سریان الحق فی الموجودات
 بالصورت ما کان للعالم وجود ل
 یعنی ہمچنین حق تعالیٰ در ہر موجود است
 از موجودات عالم لیکن بحسب طلب
 حقیقتہ ہر موجود و استعداد و قابلیت
 آن چہ اگر باطن ہر موجود صورت حق
 تعالیٰ نباشد آن موجود موجود دنیا شد
 چنانکہ عنقریب میشنوی انشاء اللہ
 تعالیٰ العزیز لیکن نیست مرہج یکی را
 ظاہر نہ ہوتا لیکن سوائے انسان کامل کے

از غیر خلیفہ مجموع چیزے کہ مر خلیفہ را
 باشد پس فایز نشد و ظفر نیافت
 خلیفہ مگر مجموع صورت حق و صورت
 خلق و جامع شدن در میان جمیع اسماء
 الہی و حقائق کوئی بخلاف غیر خلیفہ کہ
 فایز نیست و ظفر نیافت مگر بہ بندی
 از حقائق الہی و نیاید مگر مظهر اسمی از
 اسماء الہی مقتضی آن ہمانست و خلیفہ سے تمام مخلوقات پر فتح پائی اور مقام عالی
 مظهر ذات آمد کہ جامع جمیع اسماء و
 صفات است مقتضای حقیقہ خلیفہ
 چنین بود چنانکہ اشارت کرد بقول
 خود بقدر ما تطلبہ حقیقتہ ذلک
 الموجود و برائے دفع توہم تساوی
 خلیفہ و ہر موجود کہ ناشی شد از قول
 شیخ قدس سرہ کہ وہکذا ہوا فی کل
 موجود من العالم باشد گفت لکن
 لیس لاحد آہ و قول او فاما زال
 بالمجموع بر ظاہر خود است چنانکہ در
 تجلیۃ الفصوص گفتہ شد نیز تواند بود
 کہ حق تعالی کا خلیفہ - عالم کے کسی موجودات
 میں حق تعالی کا مجموعی ظہور نہیں ہے اور مجموع
 صفات الہیہ سے سوائے آدم علیہ السلام کے
 اور کوئی دوسرا فاض نہیں ہوا ہے - انسان
 کامل جو کہ حق تعالی کا خلیفہ ہے اسی صورت
 حق و صورت عالم کے مجموعیت سے اور تمام
 اسماء الہیہ اور حقائق کوئیہ کا احاطہ و جمع کرنے
 پر سرفراز ہوا کہ اُس مقام پر حق تعالی کے
 کسی مخلوق کی گذر نہیں ہے بخلاف غیر خلیفہ کے
 کہ اُس کے اندر جمعیت نہیں ہے - نہ تو
 اُس نے فتح پایا نہ مقام عالی پر پہنچی جو حقائق
 کہ مرتبوں کے اندر تھے اُسی حساب سے اسماء الہی
 کے کسی نہ کسی اسم کے مظهر تھے - فرشتوں کے نشأت
 و استعداد کا یہی تقاضا تھا کہ وہ حق تعالی کے کسی
 نہ کسی اسم کے مظهر ہوں اور خلیفہ یعنی انسان اُس کے
 ذات کا مظهر ہے جو کہ جامع جمیع اسماء و صفات ہو۔
 جیسا کہ شیخ قدس سرہ نے اپنے قول میں اشارہ کیا
 ہے ما تطلبہ حقیقتہ ذلک الموجود - خلیفہ اور ہر موجود

کہ گوی کہ فایزہ مستحق نشد انسان کامل کی برابری کا تو ہم جو کہ شیخ قدس سرہ کے قول سے ظاہر
 بخلافت مگر بسبب مجموعہ دھڑلہ خود ہوتی ہے اور وہ قول دیکھنا ہونی کل موجود میں العالم ہے
 وغیرہ ازیں مجموعہ محروم است اگرچہ اس تو ہم کو دفع کرنے کیلئے شیخ قدس سرہ نے فرمایا و لکن
 از فیض ادبی بہرہ نباشد چنانکہ گفت لیس اصداہ اور قول شیخ قدس سرہ کا جو کہ فارا الالباب مجموعہ
 ولولا سریان الحق آخرہ یعنی اگر نبودے ظاہر پر اپنے ہے۔ جیسا کہ تخیلۃ الفصوص میں بیان ہوا ہے
 سریان حق تعالیٰ بصورت و ہوتیہ در اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اسی مجموعیت کے سبب انسان کامل
 جمیع موجودات غنی بود در عالم را وجود خلافت کے منصب عالی پر فائز ہوا۔ فرشتوں کیلئے مجموعیت
 و ہستی چہ وجود و ہستی مرتق راست و بس نہیں تھی اس وجہ سے حق تعالیٰ کے خلیفہ نہ ہوئے اگرچہ
 دیگر کی نظر بذات خود وجود سے تدارک تمامی مخلوقات اللہ تعالیٰ کے فیض سے محروم نہیں ہے۔
 و اما موجود از آن میگویند کہ بوجود جیسا کہ شیخ قدس سرہ نے فرمایا ہے۔ ولولا سریان الحق الی
 متعلق ایم چنانکہ زید را مضروب از آن آخرہ۔ یعنی اگر حق تعالیٰ کا سریان تمام موجودات کے
 میگویند کہ متعلق است بضرب ضارب حقیقت و ہوت میں نہ ہوتا یا یوں کہو حق تعالیٰ تمام
 و حل این مطلب در ترجمۃ الکتاب واقع موجودات کی حقیقت و ہوت نہ ہوتا تو تمام موجودات
 شدہ است فارج علیہ ان رغبت عالم کا وجود و ظہور نہ ہوتا اس واسطے کہ عالم کی وجود و ہستی
 و سریان درینجا حقیقت خود نیست حق کی وجود و ہستی اور کوئی دوسرا موجود نہیں ہے۔ ہم کو
 و اگر نہ حلول لازم آید و این کفر است موجود اسوجہ سے کہتے ہیں کہ ہم واجب الوجود سے تعلق رکھتے
 ق کہ انہ لولا تلک الحقائق المعقولات ہیں جیسے کہ زید کو مضروب اسوجہ سے کہتے ہیں کہ ماریوالے
 الکلیۃ ما ظہر حکم فی الموجودات العینۃ کے ضرب سے متعلق ہے۔ اس مطلب کا حل ترجمۃ الکتاب
 ل یعنی چنانکہ بدرستی کہ اگر نبودندے میں کیا گیا ہے اگر تم کو اس کی تلاش اور رغبت ہے تو اسکو دیکھو۔

حقائق معقولہ کلیہ کہ مذکور شدہ اند سابق | اس بلکہ سریان حق تعالیٰ کا اپنے حقیقت پر نہیں ہے در نہ
ظاہر بنی شدہ علمی در موجودات خارجی | حلول لازم آویگا: در یہ کفر ہے۔

چنانکہ بالاکذشت یعنی مریح موجودے | یعنی اگر حقائق معقولہ کلیہ نہ ہوتے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے تو
رابی سریان حق در وے وجودے نمی | کسی موجودات کا ظہور وجود ہی نہ ہوتا یعنی بغیر سریان
باشد چنانکہ اگر حقائق معقولہ کلیہ | حق کے کوئی موجود موجود نہیں ہو سکتا جس طرح سے کہ اگر
نباشد در موجودات عینی حکم ثابت | حقائق کلیہ معقولہ نہ ہوتے تو موجودات عینیہ میں کوئی حکم
نشود و برہمچس حکم بعالم نکتہ و قادر | ثابت نہ ہوتا اور کسی پر عالم کا حکم نہ ہو سکتا اور کسی کو قادر
نگویم و یکون نخوانم و رزاق و عفار | و مکون نہ کہتے اور رزاق و عفار نہیں کہہ سکتے اور اسما حق
نگویم پس اسما حق تعالیٰ ظاہر نشوند | تعالیٰ ظاہر نہ ہوتے۔

ہمچنین اعیان ثابتہ کہ مر اور است | اسی طرح اعیان ثابتہ کو کہ اُس کو وجود عینی بخشنے والے
وجود عینی و قابل فیض حق تعالیٰ امور | اور قابل قبول فیض حق تعالیٰ کر نیوالے امور کلیہ معقولہ میں
معقولہ کلیہ اند چنانکہ گفت سابق بل | جیسا کہ پہلے کہا جا چکا بل ہو عینہا پس اگر موجود عینی
ہو عینہا پس اگر موجود عینی نباشد ہم | نہ ہوں حق تعالیٰ بھی ظاہر نہ ہو مثلاً اگر مرزوق نہ ہو اسم
حق ظاہر نشود مثلاً اگر مرزوق نباشد | رزاق بھی ظاہر نہ ہو۔ اگر عاصی نہ ہو عفار و منتقم و قہار
اسم رزاق ظاہر نہ گردد و اگر عاصی نباشد | اسما اکیہ پیدا و ظاہر نہ ہوں۔ پس کل کا کل ہے۔
عفار و منتقم و قہار پیدا نشود فار بطا لکل | ارتباط ہے۔

بالکل پس حق تعالیٰ در ظہور اسما نظری | حق تعالیٰ اپنے اسما و صفات کے ظہور میں خلق کی طرف نظر
بخلق دارد چنانکہ در وجود خود نمکا ہے | رکھتا ہے جس طرح سے خلق اپنے وجود و ہستی میں حق کی طرف
دارد بحق در نیجا حافظ شیرازی فغانے دارد | نگاہ رکھتا ہے۔ اس بلکہ حافظ شیرازی فغان کرتے ہیں

دیکھو اندسہ سایہ معشوق گرفتار عاشق اور فرماتے ہیں کہ اگر معشوق کا سایہ عاشق پر پڑے
چہ شدہ بابا و محتاج بودیم ادبسا تو کیا برج ہے یہ عاشق معشوق کا محتاج ہے اور
مشتاق بودی و من ہذا بحقیقتہ کان معشوق عاشق کا مشتاق ہے۔

الاقتدار من العالم الی الحق فی وجودہ یعنی اس حقیقت و حکم سے کہ بغیر سر بیان حق تعالیٰ
لی یعنی ازیں حقیقت و ازیں امر کہ کے کوئی موجود موجود ہی نہیں ہوتا عالم کا اقتدار
بیچ موجود دے بی سر بیان حق تعالیٰ اور احتیاج اپنے وجود میں اللہ تعالیٰ کی طرف
موجود نشود متحقق شد اقتدار و متحقق ہوا کیونکہ بانی و الے کے بنانے سے نہیں
احتیاج عالم در وجود بسوی حق نہ ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فیض اقدس سے فیض پانے
در ذات کہ اعیان بجعل جاعل نیستند والے ہیں۔

اگرچہ فایض باشند از حق تعالیٰ لاکنی کنایت سے ہے جس کے معنی چھپانے
بفیض اقدس ق فالکل مفتقر و ما کے ہیں۔ پس ہر ایک واجب اور ممکن مفتقر و
الکل مستغن یہ ہذا ہوا الحق قد قلناہ محتاج ایک دوسرے کے ہیں اور کوئی مستقل
لاکنی لکنی از کنایت است بمعنی ستر ایک دوسرے سے نہیں ہے جیسا کہ بیان ہوا
یعنی پس ہر واحد از واجب و ممکن مفتقر اور جو کچھ میں مکتا ہوں یہی حق ہے اور قبول
و محتاج اند بدیگرے نیست بیچ یکی کرنے کے لائق ہے۔ اس کو سچائی کے ساتھ
از دیگرے مستغنی چنانکہ گذشت و میں نے کہا ہے تم سے چھپا یا نہیں ہے اس وجہ
انچہ میگویم ہمیں حق است و حقیق سے کہ حقیقت حال کا چھپا نا اُس شخص سے کہ
قبول کہ تحقیق گفتیم آنرا دپوشیدہ جو اس کا اہل ہے بہت ہی بُرا ہے اُس سے
نیداریم چہ پوشیدن حقیقت حال کہ نا اہل پر ظاہر کیا جائے۔ جیسا کہ اس حکم کا

براہل شنیع تر باشد از کشف آن برنا اہل
چنانکہ کشف این حکم در انفاص الحواص واقع
شدہ است و اتقاع مستغنی مرید مذہب
اہل کوفہ است کہ شیخ قدس سرہ مایل
بآنت قی فان ذکر ت غنیلا لا انتقارہ۔
فقد علمت الذی بقولنا نغنی ل یعنی اس
قول دفع تو ہم است کہ حق تعالی غنی است
بذات خود پس انتقار او بسوئے ما چگونہ
است یعنی پس اگر ذکر کنی تو ای سلیم القلب
و بگوئی کہ حق تعالی غنی است و بیچ چیز محتاج
نہ چہ جائے چیزیکہ خود محتاج باشد بحق پس
بگوئیم کہ تحقیق دانستی آنچه مراد مال از قول
ما است یعنی مراد ما آنت کہ او محتاج است
بما در ظہور احکام و اسما چنانکہ گذشت چنانکہ
بے انتقام منتقم نشود بی عاصی ہم منتقم نشود
پس حکم با انتقام و منتقم پیدا نشود و اس
منافی غفار حق نبود چہ غفار او نظر بوجود
وی است قی فان کل بالکل مربوط فلیس
لہ عنہ الفضال غذا و ما قلنتہ عنی ل یعنی ہر واحد

کشف انفاص الحواص میں کیا گیا ہے۔ ارتقاع
مستغنی مذہب اہل کوفہ ہے اور شیخ قدس سرہ
اُسی طرف مائل ہیں۔
پس اگر ذکر کرے تو ای سلیم القلب اور کہے کہ
حق تعالی غنی ہے اور کسی چیز کا محتاج نہیں ہے
جبکہ شی خود ہی حق کی محتاج ہے تو حق تعالی شی کا
محتاج کس طرح ہو سکتا ہے۔ تو ایسی صورت میں
ہم کہیں گے کہ جو کچھ ہماری مراد ہے اُس کو تم نے
جانا اور سمجھا ہماری مراد اس قول سے یہ ہے۔ کہ
حق تعالیٰ ہمارا محتاج اپنے اسما کے
ظہور کے احکام میں ہے۔ جیسا کہ کہا گیا
اُس کو اس طرح سمجھو کہ حق تعالیٰ بغیر
انتقام منتقم نہیں ہو سکتا اور بغیر عاصی کے
گناہ بخشے غفار نہیں ہوگا۔ بغیر عاصی اور
انتقام کے حکم منتقم اور غفار کا ظاہر
نہیں ہو سکتا اور یہ حق تعالیٰ کے غفار
کے منافی نہیں ہے اس وجہ سے کہ حق
تعالیٰ اپنے وجود کے نظر و اعتبار سے
غنی ہے یعنی ہر ایک حق و خلق ایک دوسرے سے

از حق و خلق ہر واحد مربوط است و مرتبط | بجہات مختلفہ مرتبط اور مربوط ہیں یعنی یہ دونوں
 بجہات مختلفہ یعنی ہر کی ازیں دو یا دیگر کی | یا ممکن اور واجب ایک دوسرے سے ربط اور
 مرتبط است و متصل پس نیست مرتب کی | ارتباط پائے ہوئے ہیں۔ ہر ایک کو دوسرے سے
 را از دیگری انفصال و جدای و چوں انجلم | کسی حالت میں جدای اور انفصال نہیں ہے۔
 غریب بود و صیت نمود با خدوے و گفت | چونکہ یہ حکم غریب اور نادر تھا اس کے لئے لینے اور
 خذواتا آخر یعنی بگیرید ای طالبان حق | قبول کرنے کے وصیت کی اور فرمایا خذواتا آخر
 و معرفت از من چیزے کہ گفتم اما ازین | یعنی اے طالبان حق و معرفت جو کچھ میں نے
 روے کہ منم بلکہ ازیں روے کہ مترجم | تم سے کہا ہے اس کو مجھ سے یلو اور اپنے دامن
 رسول خدا ام در رسول خدا مترجم خدا است | کو حکمت و معرفت کے مغز سے بھر لو۔ اس نظر
 من یطیع الرسول فقد اطاع اللہ قل ان | سے نہیں کہ یہ حکم میرا ہے بلکہ اس نظر و جہت
 کنتم تحبون اللہ فاتبعوا فی یحبکم اللہ | سے قبول کر کہ میں مترجم رسول خدا ہوں اور
 ما یطلق عن الاموی علمہ شدید القوی | رسول خدا مترجم خدا کے ہیں۔ تحقیق جس نے
 فقد علمت حکمتہ نشاء جسد آدم اعنی | رسول کی اطاعت کی بیشک اس نے اللہ کی
 صورۃ الظاہرۃ وقد علمت حکمتہ نشاء | اطاعت کی۔ اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
 روح آدم اعنی صورۃ الباطنۃ فوالحق | اُن سب سے کم دو کہ اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تم کو
 و الخلق یعنی پس تحقیق دانستی از انچہ | دوست رکھے تو میری پیروی کرو اللہ تم کو دوست
 گذشت حکمت و معرفت نشاء جسد آدم | رکھے گا۔ اور نہیں کلام کیا تم نے خواہش نفس
 علیہ السلام یعنی حکمت عمورت ظاہر او | سے علم دیا ہے سخت قوتوں والے نے۔
 و تحقیق دانستی حکمت و سر نشاء روح | یعنی جو کچھ کہ حکمت و معرفت جسد آدم کی بیان

آدم علیہ السلام یعنی صورت ظاہر
 اور عالم است و صورت باطن
 اور صورت حق و در بعضی نسخہ
 بجائے روح آدم روحانیت آدم
 است پس آدم حق باشد باطن
 خود و خلق بظاہر خود و این ہمہ ظاہر
 است از بیان مابقی و در بعضی آدم کے بجائے روحانیت آدم ہے۔ یعنی آدم
 نسخہ خلق بدون داو عطف است اپنے ظاہری صورت سے خلق اور باطنی صورت
 پس برین تقدیر خلق جز از خبر سے حق ہے۔ اور یہ سب پہلے بیان کیا جا چکا ہے
 باشد **ق** وقد علمت نشاء رتبہ اور بعض نسخوں میں خلق بدون داو عطف
 وہی المجموع الذی بہ استحق الخلافۃ کے ہے ایسی صورت میں خلق خبر بعد خبر کے ہے۔
 ل یعنی بتحقیق دانستی نشاء رتبہ
 آدم و آن مجموع است کہ بوسے یعنی تحقیق تم نے آدم کے رتبہ کو جانا کہ
 مستحق و سزاوار خلافت و نیابت وہ جامع ہے اور جمعیت رکھتا ہے اور
 حق تعالیٰ شد چنانکہ گذشت کہ اگر اسی جمعیت کی وجہ سے حق تعالیٰ کے
 خلیفہ بصورت مستخلف نباشد نیابت اور خلافت کا مستحق ہوا کیونکہ
 خلیفہ نیست و ہمچنین اگر در خلیفہ اگر خلیفہ مستخلف کے صورت پر نہ ہو تو وہ
 جمیع چیزیکہ مطالب مستخلف علیہ خلیفہ نہیں ہو سکتا اور اسی طرح اگر خلیفہ میں وہ تمام
 اند نباشد خلیفہ نباشد پس خلیفہ صفتیں نہ پائی جائیں جو مستخلف میں ہیں تب بھی

جامع باشد تا خدا و از حق تعالی
نظر بنشاند روحانی باشد و تبلیغ او
بسوئے خلق نظر بنشاند جسمانی پس با
حق است و با خلق نے حق باشد
و خلق چنانکہ گذشت گفتہ است
باری تعالیٰ و لوجعلناہ ملکاً لجعلناہ
رجلاً و لبسنا علیہم مایلبسون اینجا
کمال انسان و قیمت لباس فاخر او
کہ بدن باشد دریاب و مقرر است
حق قدرہ اذ قالوا انزل اللہ علی
بشر من شیء و درینجا کمال دیگر است
مرا انسان را چنانکہ فقیر در انفس انخاص
ذکر کردہ است و مرتبہ انسان را
در ترجمۃ الکتاب بیان نمودہ قی
فادم ہوا النفس الواحدة التي خلق
منہا ہذا النوع الانسانی یعنی پس
آدم کہ خلیفہ حق باشد در زمین آن
نفس واحد است کہ خلق و ایجاد
کردہ شد از وی نوع انسانی یعنی

خلیفہ نہ ہوگا۔ اسی وجہ سے خلیفہ حق تعالیٰ سے
حق تعالیٰ کے احکام کو باطنی اور روحانی قوت سے
اخذ کرتا اور لیتا ہے (یہ مقام ولایت کا ہے جو کہ
نبوت کا باطن ہے) اور جسمانی تشادہ کے نظر و جہت
سے حق تعالیٰ کے احکام خلق کو پہنچانا اور تبلیغ احکام
کہ نایہ مقام رسالت کا ہے۔

پس خلیفہ حق اور خلق دونوں کے ساتھ ہے نہ
تو وہ حق ہے نہ خلق ہے جیسا کہ اوپر گذرا۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ تحقیق اگر ہم فرشتہ کو
رسول بناتے تو اُس کو بھی انسان کا لباس
پہناتے یہ لباس فاخرہ یعنی جسم کا لباس انسان
ہی کے لئے بنا تھا اُس کو اُس نے پہن لیا
اس مقام پر انسان کے کمال اور اُس لباس
فاخرہ کی قیمت جو کہ اُس کا جسم ہے سمجھو۔ نہیں
قدر کیا اللہ کی جیسا کہ قدر کرنے کا حق ہے جبکہ
کہا اُن لوگوں نے کہ بشر پر اللہ تعالیٰ نے
کوئی حتمی نازل نہیں کیا۔ اس جگہ پر انسان کا کمال
جمال دوسرا ہے جیسا کہ انفس انخاص میں ذکر کیا
گیا ہے اور مرتبہ انسان کا ترجمۃ الکتاب میں بیان کیا

ابتدا پیدا کردن نوع انسانی از آدم گیا ہے۔

باشد پس آدم درین نوع داخل باشد یعنی آدم علیہ جو کہ زمین پر حق تعالیٰ کے خلیفہ ہیں وہی

و مراد از آدم آدم عنصری است کہ ذات واحد ہے کہ جس سے نوع انسانی ایجاد و پیدا

ہمیں است ظاہری از سیاق و سباق ہوئی۔ یعنی نوع انسانی کے پیدا ہونے کی ابتدا آدم سے

و مطابق فتوحات و نقش الفصوص ہے اور وہ آدم اس نوع انسانی میں داخل ہے۔ اور

آرے اینجا رمزے و اشارتے است آدم سے مراد آدم عنصری۔ سیاق و سباق مطابق

کہ عنقریب گفتہ خواہد شد انشاء اللہ فتوحات و نقش الفصوص سے ہی ظاہر ہے۔ ہاں

الغریزہ و تواضع بود کہ مراد حقیقت اس مقام پر رمز و اشارہ ہے جو عنقریب ظاہر کیا جائیگا

محمدی باشد و نفس کلی بے تکلف انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور ہو سکتا ہے کہ اُس سے مراد

در منہا درست گردد و ہو قولہ تعالیٰ حقیقت محمدی ہو صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور نفس کلی

یا ایہا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم بے تکلف منہا میں درست ہے اور یہ قول حق تعالیٰ کا ہے۔

من نفس واحدہ و خلق منہا زوجہا یا ایہا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدہ منہا

دبث منہا رجلاً کثیراً و نساء یعنی آنکہ و خلق منہا زوجہا و دبث منہا رجلاً کثیراً و نساء۔

گفتم کہ آدم خود بہاں نفس واحد است یعنی ہم نے جو یہ کہا کہ آدم خود وہ نفس واحد ہے

کہ ازاں پیدا کردہ شد نوع انسانی کہ اُس سے نوع انسانی پیدا کئے گئے تو ہمارا اس

قول حق تعالیٰ است و مستفاد از ان طرح کہنا اللہ تعالیٰ کے قول سے مستفاد ہے جو کہ

قول کہ یا ایہا الناس اتقوا باشد یا ایہا الناس اتقوا الی آخرہ ہے۔

تا آخر یعنی امی گروہ مردم تقویٰ یعنی امی گروہ آدمیوں کے دُر واپنے پروردگار سے

بکنید مررب خود را کہ پیدا کردہ است کہ تم کو ذات واحد سے پیدا کیا ہے اور

شمار از ذات واحد پیدا کرد از وے اُس سے اُس کے زوجہ کو پیدا کیا اور اُن دونوں
زوجہ او و ظاہر و پُر آگندہ گردانان ہر دو سے بہت مردوں اور عورتوں کو ظاہر کیا پس
مردان بسیار و زنان بسیار پس ذات وہ ذات واحد حضرت آدم صغی اللہ کی ہے
واحد آدم صغی باشد صلوة اللہ وسلامہ صلوة اللہ وسلامہ
علیہ و خلق منار و جہاتا آخر بیان کردن و خلق منہا زوجہا تا آخر قول میں اُس کے زوجہ ہوا
ماست ازاں ذات واحد و زوجہ او کہ اور ہم سب کے پیدا کرنے کا حال ہے۔ اور باقی
حضرت ہوا باشد و باقی ہمہ ظاہر است ظاہر ہے۔

بدانکہ چون مرخلفہ حقیقی را در ہر عالم جانو کہ خلیفہ حقیقی کے لئے ہر عالم میں ایک مظہر
نظرے ہست چنانکہ مر اصل اورا پس جیسا کہ اُس کے اصل کے لئے۔
تواند بود کہ آدم حضرت البجروت روح اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آدم حضرت جبروت روح کلی
کلی باشد کہ مسمی است بعقل اول و زوجہ ہو کہ جو عقل اول کا مسمی ہے اور اُس کی زوجہ نفس کلی
او نفس کلی است کہ تحقق و ثبوت یافتہ ہے۔ اُس کا ثبوت اور تحقق بائیں پسلی سے ہے اور بائیں
است از ضلوع ابیری آنکہ در جانب خلق پسلی خلق کی طرف ہے۔ بخلاف دائیں پسلی کے کہ وہ حق
باشد ضلع یمنی کہ او جانب حق است و جہال کی طرف ہے اور رجال کثیر و نساء عقول اور نفوس
کثیر و نساء کثیر عقول و نفوس مجردہ اند مجردہ ہیں۔

و آدم حضرت الملکوت نفس کلی باشد کہ اور آدم حضرت الملکوت نفس کلی ہیں کہ تمام نفوس
جمع نفوس جزئیہ ملکہ تہ ناشی از داند جزئیہ و ملکوتیہ اس سے نکلے ہیں۔ اور زوجہ اس
وزجہ او طبیعت کلی کہ در اجسام باشد کی طبیعت کل جو کہ اجسام ہے اور رجال کثیر
در جہال کثیر نفوس نا طقہ مجردہ اند نفس نا طقہ مجردہ اور نساء کثیر نفوس

و نساہ کثیر نفوس منطبعہ و باقی قوی قی | منطبعہ اور باقی قوی ہیں۔

نقولہ اتقوا ربکم اجعلوا ما ظہر منکم وقایۃ لکم

واجعلوا ما بطن منکم و ہو ربکم وقایۃ لکم

فان الامر ذم و مدح لچوں ذکر کرد

شیخ قدس سرہ آیتہ مذکورہ برائے استشہاد یعنی جیسا کہ حضرت شیخ قدس سرہ حضرت آم علیہ السلام

قصہ سابق کہ آدم آن نفس واحد است کے قصہ سابق میں یہ بات ظاہر کر چکے ہیں کہ آدم ہی وہ

کہ از وی ظہور یافتہ است بذع انسانی نفس واحد ہے کہ جس سے لذع انسانی نے ظہور پایا

و معنی ظاہر آیتہ مذکورہ ظاہر است خوا ہے۔ آیت مذکورہ کی ظاہری معنی ظاہر ہیں۔ آیت مذکورہ

کہ بیان کند بطن و باطن آیتہ مذکورہ قصہ سابق کے شہادت میں پیش کرتے ہیں۔ آیت مذکورہ

چہ مرقرانہ ظہر است و بطن و مر بطن کے معنی صاف اور ظاہر ہیں۔ اُس کے بعد شیخ قدس

آزنا بطنی است تاہفت بطن تا طالبان سرہ آیت مذکورہ کا بطن باطن بیان کرتے ہیں کیونکہ

حق تعالیٰ صاحب ادب باشند فان قرآن کیلئے ظاہر ہے اور باطن ہے اور اُس کے

ادب الخدمۃ اعز من الخدمۃ پس گفت باطن کا بھی باطن ہے یہاں تک کہ قرآن کے سات بطن ہیں۔

نقولہ اتقوا ربکم الی آخرہ یعنی پس قول اسلئے کہ حق تعالیٰ کے طلبگار بندے با ادب ہوں فان

باری تعالیٰ کہ اتقوا ربکم باشد معنی آن ادب الخدمۃ اعز من الخدمۃ پس شیخ قدس سرہ فرماتے

اجعلوا ما ظہر منکم است تا آخر یعنی بگو اندید ہیں اتقوا ربکم الی آخرہ یعنی قول باری تعالیٰ جو کہ اتقوا ربکم

چیزے را کہ باطن است از شما کہ رب شما ہے۔ اُس کے معنی اجعلوا ما ظہر منکم تا آخر ہے۔ یعنی اُس چیز

باشد وقایۃ و حافظہ چہ بدرستی کہ جو کہ تمہارا باطن ہے اور وہ تمہارا پروردگار ہے اُسکی

مردے کا رے کہ از شما صد درمی یابد حفاظت کرو۔ یعنی جو کام تم سے صادر ہوتے ہیں وہ محمود و مذموم

مذہب است و مدوح پس نسبت بکنید (بڑے دیکھلے) صادر ہوتے ہیں برائیوں کو اپنی ظاہر
 دزد قائم ظاہر خود را کہ جسم باشد و نفس کے طرف منسوب کر دو جو کہ تمہارا جسم ہے۔ اور نفس اُس
 دروے منطق دقایہ رب خود کہ باطن میں منطق ہے اپنے جسم اور نفس کو اپنے رب کا جو کہ تمہارا
 شما است پس ہر ذمہ کہ از شما صادر شود باطن ہے حفاظت کر نیوالا بناؤ۔ یعنی ہر وہ بدی کہ جو تم
 آنرا نسبت بظاہر بکنید و باطن خود را کہ سے صادر ہوا ہے ظاہر کو نسبت دو اور اپنے باطن کو
 رب شما باشد از ذمہ و انتساب ذمہ جو کہ تمہارا رب ہے برائیوں سے منسوب کرنے میں برابر اور
 محفوظ و مبرا درید و بکنید در منزہ رکھو اور اچھے اور محمود کام جو تم سے صادر ہوں اُس
 باطن خود را کہ رب شما باشد و قایتہ میں اپنے رب کو جو کہ تمہارا باطن ہے اپنے ظاہر کا حفاظت
 ظاہر خود پس ہر نیک و حسن کہ از شما کر نیوالا بناؤ پس کل نیکیاں جو تم سے ظاہر ہوں اُس کو
 صادر شود آنرا نسبت بباطن و رب خود اپنے باطن کی طرف نسبت دو جو کہ تمہارا رب ہے اور
 بکنید و ظاہر و جسم خود را از ہر حمیدہ و اپنے جسم اور ظاہر کو تمام اچھائیوں سے منسوب
 انتساب آن دور درید و مفرد و تشوید کرنے میں دور رکھو اور مفرد نہ ہو کیونکہ اُس
 چہ جسمی کہ منطق دروے نفس است جسم میں نفس منطق ہے اور ہر بُرائی اور نقصان کا
 منبع ہر ذمہ و نقصان باشد و محل منبع ہے اور محل تصرفات شیطانی کا ہے۔ اور
 تصرفات شیطانی و از واردات رحمانی و واردات رحمانی سے محروم ہے۔ اور تمہارا باطن
 محروم و باطن منبع انوار الہی و خطرات انوار الہی و خطرات رحمانی کا منبع ہے۔ پس نیک
 رحمانی است پس نیک حسن نسبت اور حسن کو اُن کے منبع کی طرف اور بد اور قبیح
 بمنبع آن باید کرد بد و قبیح را بمنبع کو اُس کے منبع کی طرف نسبت دینا چاہئے۔
 آن کل شیء يرجع الی اصلہ و کل شیء يرجع کل شیء لوٹنے والی ہے طرف اپنے اصل کے

الی اللہ الا الی اللہ ترجع الامور پس ادب اور کل شی کوٹنے والی ہے طرف اللہ کے خبردار رہو
 درانت کہ شنودی دیشنوی ق فکو لونا اللہ کی طرف سب کام لوٹنے والے ہیں۔ جو کچھ
 وقایہ فی الذم واجعلوا وقایہکم فی الحمد لکونوا ہم نے کہا اور تم نے سنا ان سب امور کے پابند
 ادب، عالین یعنی پس بشوید شما وقایہ رہو ادب اسی میں ہے۔
 وحافظ رب تعالیٰ در مذموم وانتساب جو مذموم افعال تم سے سرزد ہوں اور صادر ہوں
 دے رب تعالیٰ دیگر دانید باطن و رب اپنے رب کی طرف جو کہ تمہارا باطن ہے انتساب
 را وقایہ وحافظ خود در محمود و پسندیدہ نسبت نہ دو اور تم اُس کے حفاظت کر نیوالے
 دآثر بخود نسبت نکمید و کثیف را منسوب رہو۔ اور اچھے اعمال جو تم سے ظہور میں آویں
 بسوی لطیف نسازید تا باشید شما از اُس کو اپنے طرف نسبت نہ دو اور لطیف کو
 اہل ادب بارب تعالیٰ و عالم ہر مراتب کثیف کے طرف منسوب نہ کرو حق تعالیٰ کے ساتھ
 وحفظ مراتب یعنی اگر باشد شما وقایہ ہر حال میں صاحب ادب رہو اور ہر وقت مراتب
 حق تعالیٰ در مذموم وانتساب آن بوی اور حفظ مراتب کو سمجھتے رہو۔ یعنی اگر تم اپنے
 دیگر دانید حق تعالیٰ را وقایہ خود در محمود برائیوں میں حق تعالیٰ کی حفاظت کر نیوالے اور
 وانتساب آن بآن میباشید اہل ادب برائیوں کو اُس کی طرف نہ کر نیوالے اور اچھائیوں
 با حق تعالیٰ و صاحب علم ہر مراتب وحفظ میں اپنی حفاظت کر نیوالے اور اچھائیوں کو اپنی طرف
 مراتب ق ثم ان اللہ اطلعہ علی ما ودع نسبت نہ دینے والے ہو گئے تو تم حق تعالیٰ کیساتھ ادب
 فیہ وجعل ذلک فی قبضۃ الغبضۃ الواحدہ کر نیوالے ہو گئے اور تمہارا شمار اللہ کے نزدیک اہل
 فیہا العالم و فی القبضۃ الاخری آدم و اور صاحب علم اور حفظ مراتب کے جاننے والوں
 نبوہ و بین مراتبہم فیہ اطلع از اطلع است میں ہو گا۔ اطلعہ اطلاع سے ہے

بمعنی مطلع و عالم گردانیدن از باب افعال یعنی بمعنی مطلع اور عالم کرنا باب افعال سے ہے۔ یعنی
 پستبرد رستیکہ اللہ تعالیٰ مطلع و واقف گردانید جانو کہ جو چیز آدم میں امانت رکھی گئی تھی اُس کے حقیقت
 آدم را بر چیزیکہ امانت نہادہ شد در آدم حقیقت سے حق تعالیٰ نے آدم کو مطلع اور واقف کیا اور وہ امانت
 آن و اں چیز شیونات الہی و اسرار نامتناہی اند شیونات الہی و اسرار نامتناہی ہیں۔
 چنانکہ گفت و علم آدم الاسما رکلمہ و گردانیدہ شد جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے و علم آدم الاسما رکلمہ
 آنچیزیکہ نہادہ شد در آدم در دو قبضہ حق تعالیٰ اور وہ چیز اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ یعنی صفات جمالیہ
 کی صفات جمالیہ و جلالیہ اند یا صفات فاعلیہ و جلالیہ ہیں یا صفات فاعلیہ و جلالیہ ہیں ایک ہاتھ یعنی
 و قابلیہ در قبضہ واحد عالم شہادت است کہ قبضہ واحد عالم شہادت ہے اور وہ عالم شہادت انسان
 انسان کبیر باشد در قبضہ دیگر آدم و فرزند او کبیر ہے۔ اور دوسرا قبضہ آدم اور اُس کے فرزند ان
 کہ انسان صغیر باشد و بیان کرد و امتیاز بخشید ہیں جو کہ انسان صغیر ہیں اور حق تعالیٰ نے مراتب ابنا
 حق تعالیٰ مراتب ابنا را در آدم کہ ہر کی اند آدم کو آدم میں بیان کیا اور کشف فرمایا اور امتیاز بخشا
 دیگرے ظہور و امتیاز یافت چنانکہ گفت رسول اللہ کہ ہر ایک ایک دوسرے سے ظہور و امتیاز پاتا ہے جیسا
 صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ مسح بیدہ و ظهر آدم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تحقیق اللہ نے
 و اخرج بینہ مثل الذر یا کشف کرد مراتب ابنا اپنے ہاتھ سے پشت آدم کی چھو دیا اور پیدا ہو گئی اسکی ذریت
 آدم را در آدم یعنی موجود کرد ہمہ را از آدم و یکی مثل چو نیویں کے آدم میں مراتب ابنا آدم کو کشف کیا یعنی
 را فوق دیگرے ساخت و ممتازا زوے و در آدم سے سب کو موجود کیا اور ایک کو دوسرے پر فوقیت
 بعضے نسخہ بجائے و فی القبضۃ الاخری آدم دی اور ایک کو دوسرے سے ممتاز و جدا کیا اور بعضے نسخوں
 دنبوہ یعنی دست دگر در وی آدم است و فرزند ان میں و فی القبضۃ الاخری آدم دنبوہ واقع ہے۔ اور دوسرا
 ادق و لما اطلعنی اللہ فی سری علی ما اودع ہاتھ آدم میں ہے اور اُس کے فرزندوں میں۔

فی ہذا الامام الوالد الاکبر جعلت فی ہذا الکتاب

منہ ما حدی الامام وقت علیہ السلام

قول نیز از باب افعال است بمعنی مذکور

و وقت از توقیف است بتقدیم قاف بر فا

معنی واقف گردانیدن صیغہ ماضی است

مرتلک واحد را مبنی است مرفوعہ الی یعنی ہر گاہ

مطلع و واقف گردانیدم را خدا تعالی در سر و

باطن من بوجہ خاص کہ در میان من و حق تعالی

باشد بر چیزیکہ امانت نہادہ شدہ دریں ایام

کہ پیشوای ہمہ باشد و والد بزرگتر از باقی پدر

گردانیدم دریں کتاب کہ مخصوص الحکم باشد

و ذکر کردم در وی از امانت مذکور ہماں قدر

کہ معین و محدود کردہ شدہ برای من کہ بیان

کنیم بمرمدم آن قدرے کہ واقف و مطلع

گردانیدہ شدم بروی دوال اکبر و روح

محمدی باشد و آدم را کبیر و الار میخوانند

و جائزہ است کہ وقت از وقوف باشد

بمعنی اطلاع و تواند بود کہ مراد از امام مذکور

آدم صفی باشد کہ والد اکبر است در عالم ناسوت اکبر ہیں ۔

یعنی جس وقت کہ حق تعالی نے میرے سر اور باطن میں
اُس خاص طریقہ سے کہ جو میان میرے اور حق تعالی
کے ہے مطلع اور واقف کیا اُس چیز پر جو سبک پیشوای
امام والدوں سے بڑا والد ہے اُس کے اندر جو
امانت رکھی گئی اُس سے مجھ کو اطلاع دی گئی۔ اُس میں
سے میں نے اُسی قدر کہ جس قدر حق نے میرے واسطے مقرر
اور محدود کر دیا تھا لوگوں پر ظاہر کیا اور اس کتاب
فصوص الحکم میں تحریر کیا کل باتوں کو جس پر مجھے اطلاع کیا گیا
اور والد اکبر روح محمدی ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور
آدم کو والد اکبر کہتے ہیں۔ اور جائزہ ہے کہ وقت وقوف
سے ہو بمعنی اطلاع۔ اور ہو سکتا ہے کہ امام مذکور سے
مراد آدم صفی اللہ ہوں جو کہ عالم ناسوت والد
آدم صفی باشد کہ والد اکبر است در عالم ناسوت اکبر ہیں ۔

قی فان ذلک لالیعہ کتاب دلا العالم یہ قول وجہ اُس کے قول کی جو کہ موقوف علیہ ہے۔
 الوجود الاکل این قول وجہ است یعنی سمجھو کہ جو خزانہ خداوندی اُس امام میں جو سب کا
 مرقول اور اکر لا موقوف علیہ باشد یعنی پیشوا ہے رکھا گیا ہے اور اُس خزانہ مذکور سے مجھ کو حق تعالیٰ
 چہ بدرستیکہ آن گنجی کہ نمادہ شدہ است نے مطلع فرمایا ہے۔

در آن امام دو واقف شدہ ام من برآن بڑی بڑی کتاب اُس کا احاطہ نہیں کر سکتی چہ جائیکہ کتاب
 احاطہ نیکندہ برآن بیسج کتابی مطول چہ فصوص الحکم اُس کا کس طرح احاطہ کر سکتی ہے کہ مختصر ہے
 جائے کتاب فصوص الحکم کہ مختصر است اور یہ عالم جو فی الحال موجود ہے یہ بھی اُس کا احاطہ نہیں
 وز عالمی کہ موجود باشد فی الحال چہ کمالات کر سکتا اسلئے کہ کمالات و حیوانات انسانی شامل کمالات
 و حیوانات عالم است باز یادتی پس و حیوانات عالم ہے پس اس امر کی گنجائش نہیں ہے کہ
 گنجائش آن نیست کہ عالم کمالات عالم کمالات و حیوانات انسانی کو لے سکے اور احاطہ
 انسانی را تواند در گرفت قل لو کان البحر مداد الکلمات ربی لنفد البحر قبل
 ان تنفذ کلمات ربی ق فاشہدہ فی کو لکھنا شروع کر دیں تو سمندر ختم ہو جائیگا
 نوذہ فی ہذا لکنا کا حدی رسول اللہ اور رب کے کلمات کو نہ لکھ سکے اگرچہ اس کے
 صلی اللہ علیہ وسلم حکمتہ الثبوتہ فی کلمتہ مدد کے لئے دوسرا سمندر بھی موجود ہو جائے۔
 آدمیتہ و ہو ہذا الباب لدر بعض نسخہ اور بعض نسخوں میں شہدۃ کے بجائے شہدۃ
 شادۃ است بجای شہدۃ یعنی پس واقع ہے یعنی جو چیز کہ میرے حضور میں آئی
 چیز یکہ شادہ و حاضر شدہ برآں و شاہدہ اور میں نے اس کو دیکھا۔
 نمودم آنرا از آن چیز ہای کہ بطریق بات

ذکر میکنم وہی نہم آنرا دریں کتاب چنانچہ
 محدود و معین ساخت مرا رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وسلم حکمتہ الہیہ است کہ
 ثابت باشد در کلمہ آدمیہ و در بعض
 نسخہ فص واقع است بالای حکمتہ الہیہ
 یعنی اول ازالہ اسرار و معارف کہ بطریق
 امانت می نہم دریں کتاب لیکن نہ بایست
 ہوا و طبیعت است بلکہ بر طبق تجدید
 و تعین حضرت قبلہ گاہی است رسالت
 پناہی صلی اللہ علیہ وسلم چنانکہ گذشت
 در خطبہ حکمتہ الہیہ است در کلمہ آدمیہ
 و معنی حکمت الہیہ و کلمہ آدمی بالالگذشت
 و اولیٰۃ ایں حکمتہ از کلمہ تم کہ بعد از ایں
 می آید مفہوم می شود از نیجا است کہ در
 ذکر و بیان ایں فص را اول ساخت
 و آن مشہود اول ہمیں باب است کہ
 گذشت ہمیں زماں و از شرح قیصری
 معلوم می شود کہ در نسخہ متن کہ باور سیدہ
 است فہما است بجائے فہا و بریں تقدیر

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے جس قدر کہ محدود
 معین کر دیا تھا بطور امانت کے۔ اس کتاب فصوص الحکم
 میں اُس کا ذکر میں کرتا ہوں اور لکھتا ہوں اور وہ
 حکمت الہیہ ہے کہ جو کلمہ آدمیہ میں ہے۔ اور بعضی نسخوں
 میں پہلے حکمت الہیہ کے فص واقع ہے یعنی سب
 سے پہلے اس کتاب فصوص الحکم میں جو اسرار و معارف
 امانت کے طور پر میں لکھتا اور بیان کرتا ہوں وہ اپنے
 طبیعت و خواہشات سے نہیں لکھتا بلکہ موافق تجدید
 و تعین حضرت قبلہ گاہی رسالت پناہی صلی اللہ
 علیہ وسلم لکھتا ہوں۔ جیسا کہ خطبہ میں گذرا کہ حکمتہ
 الہیہ کلمہ آدمیہ میں ہے حکمتہ الہیہ اور کلمہ آدمی کے
 معنی بھی بیان کئے گئے اور اولیت اس حکمت کی
 کلمہ تم سے کہ بعد اُس کے آتا ہے معلوم ہوتی ہے
 یہی وجہ ہے کہ سب سے پہلے اسی فص کا ذکر
 اور بیان کیا اور مشہود اول یہی بات ہے۔ جیسا
 کہ اس وقت گذرا۔

اور قیصری کے شرح سے معلوم ہوتا ہے کہ نسخہ
 متن جو کہ اُن تک پہنچا ہے فہما کے جگہ فہا ہے۔

حکمت الہیہ مبتدا است و نماخر آن ایسی صورت میں حکمت الہیہ مبتدا ہے اور فہما
 و در نسخہ اول عکس ایں و بریں اُس کی خبر ہے۔ اور اول نسخہ میں اس کے برعکس
 نسخہ من کہ در مآئدہ باشد ہے اور اس میرے نسخہ میں مآئدہ عیہ بیانہ ہے
 بیانہ است یعنی حکمت الہیہ کہ در کلمہ یعنی حکمت الہیہ جو کہ کلمہ آدمیہ ہے اُس چیز سے
 آدمیہ است بعض آنچیز است کہ تعلق رکھتی ہے کہ جس چیز کو میں نے مشاہدہ کیا
 مشاہدہ نمودہ ام و بطریق امانت ذکر ہے اور اس کتاب فصوص الحکم میں اُس کو رکھا
 میگویم آنرا دریں کتاب و دریں قول ہے اور ذکر کیا ہے۔ اور اس قول میں اشارہ ہے
 اشارہ است کہ حکم و معارف کتاب کہ حکم و معارف کتاب مذکور کے عارف باشد
 پیش عارف بطریق امانت اند کے سامنے بطور امانت کے رکھے گئے ہیں جس کی جس
 پس جز بمقدار ندہد و نیز دریں قول قدر امانت اور جیسی استعداد ہے لے سکتا ہے کی بخشی
 اشارت است کہ جمیع معارف و حکم نہیں ہو سکتی اور یہ بھی اس قول میں اشارہ ہے کہ تمامی
 مشہود شیخ اند قدس سرہ العزیز حکم و معارف اس کتاب فصوص الحکم کے شیخ قدس سرہ کے مشہود ہیں

فہمیں الحکم

ابن عربی

ترجمہ۔ مولانا عبدالقدیر صدیقی

افادات شیخ محی الدین ابن عربی

شیخ محب اللہ الہ آبادی

ترجمہ۔ شاہ غلام مصطفیٰ مروندوی

شاہ محمد باقر آل آبادی

خصوص الکلم فی حل فصوص الحکم

مولانا اشرف علی تھانوی

کشف الحبوب

ابوالحسن سید علی بن عثمان ہجویری

ترجمہ۔ محمد علی چراغ

معانی الحکم (ہمتوں کی بلندی)

حضرت جنید بغدادی

احوال و افکار حضرت جنید بغدادی

ترجمہ۔ محمد علی چراغ

فوائد الفوائد

ملفوظات حضرت نظام الدین اولیاء

ترجمہ و تہذیب۔ رضیہ بیگم ممتاز لیاقت

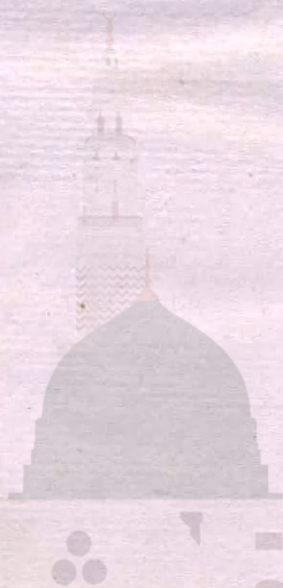
خالد مصطفیٰ صدیقی

وانعات صوفیہ

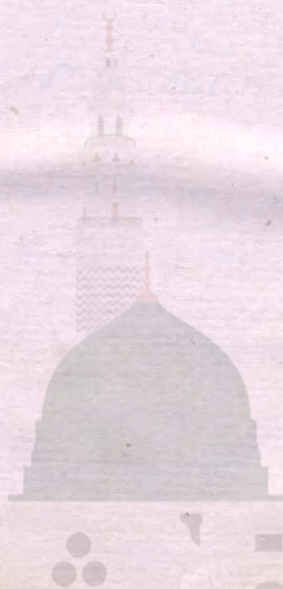
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی

فتوح الغیب

ترجمہ۔ محمد علی چراغ



www.maktabah.org



www.maktabah.org



www.maktabah.org

قرآنیات

قرآن وحدیث کی ہیشکونیاں	مولانا محمد اسماعیل سنہلی
الفوز الکبیر فی اصول التفسیر	حضرت شاہ ولی اللہ
لغات القرآن	ترجمہ = رشید احمد انصاری
تصورات قرآن	الحاج عبد الکریم پارکھی
رہنمائے قرآن	مولانا ابوالکلام آزاد
اعمال قرآنی	ڈاکٹر میر ولی الدین
قرآنی دعائیں	مولانا اشرف علی تھانوی
قرآن معلومات کے آئینہ میں	حاجی محمد منیر قریشی
Concordance of	زاہد حسین انجم
The Quran	Gustava Flugel.

محمد ﷺ رسول اللہ	باؤلے / محمد علی چراغ
سیرت رسول اکرم ﷺ	مولانا اشرف علی تھانوی
انسان کامل ﷺ	حاجی محمد منیر قریشی
رحمت دو عالم ﷺ	مولانا شاہ عطاء اللہ خاں عطا
مکتوبات نبوی ﷺ	سید محبوب رضوی
علوم معظنہ ﷺ	مولانا احمد رضا خاں بریلوی
	ترجمہ = مولانا حامد رضا خاں بریلوی
	ترتیب = محمد غفارتاؤش قصوری

Maktabah Mujaddidiyah

www.maktabah.org

This book has been digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org).

Maktabah Mujaddidiyah does not hold the copyrights of this book. All the copyrights are held by the copyright holders, as mentioned in the book.

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah, 2012

Files hosted at Internet Archive [www.archive.org]

We accept donations solely for the purpose of digitizing valuable and rare Islamic books and making them easily accessible through the Internet. If you like this cause and can afford to donate a little money, you can do so through Paypal. Send the money to ghaffari@maktabah.org, or go to the website and click the Donate link at the top.